بسم اللہ الرحمن الرحیم

السیرۃ النبویۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
تحقیقی وتوقیتی مطالعہ: (حصہ جدلیات)

بائیسویں قسط

پروفیسر ظفر احمد

Abstract

Al Seerah Al Nabaviyyah: An analytical & Chronological study:(The Argumentative section).

It is the 22nd part of a long chain of articles. The existing one deals with the remaining aspectc of the bogus prophethood of mirza Ghulam Ahmad qadyani. In the and his brief life sketch has been presented which sums up the salient features of qadyaniyyat in an allractive style.

ختم نبوت کے صحیح مفہوم کے متعلق مباحث

ج: بہ حوالہ ''انعام یافتہ لوگوں کا صراطِ مستقیم''

حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ''...... اللہ تعالیٰ اس امت کو دعا سکھاتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ○ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے اس کا کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھائی گئی؟ (۴۰۳/الف)۔ چشمہ مسیحی (۱۹۰۶ء) میں انہوں نے لکھا ''اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آں حضرت ﷺ سے درجہ وحی اور

الہام اور نبوت کا پاتا ہے، نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی، کیوں کہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا کچھ وجود نہیں''۔ (۴۰۳/ب)، لیکچر سیالکوٹ (۱۹۰۳ء۔۱۹۰۴ء) میں وہ کہتے ہیں ''سورہ فاتحہ میں تمہیں یہ دعا سکھلائی گئی ہے یعنی یہ دعا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَO صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پس جب کہ خدا تمہیں تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں، پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعے کے وہ نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبے پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے؟''۔ (۴۰۳/ج) کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے (مفروضہ) اجرا پر متنبی قادیان مرزا غلام احمد کا مذکورہ طرز کا استدلال درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو یہی بات حق ہے۔ اگر کہا جائے کہ مذکورہ بالا استدلال صحیح ہے تو یہ قول مندرجہ ذیل توضیحات کی بنا پر سراسر مردود اور باطل ہے:

ا۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک نبوت ایک کسبی نعمت ہے جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع، ادعیہ واذکار، ایمان اور اعمال صالحہ کی بہ دولت کسی کو بھی حاصل ہو سکتی ہے، لیکن کوئی اور نہیں بل کہ یہی مرزا قادیانی نبوت کو وہبی نعمت قرار دیتے ہیں، چناں چہ مثلاً وہ حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں: لا شك انّ التحديث موهبة مجرّدة لا تُنال بالكَسْبِ البتة كما هو شان النبوة (۴۰۴/الف) یعنی ''اس میں شک نہیں کہ تحدیث (مُحدَّث و مُلہَم یعنی الہام یافتہ ہونا) محض عطائے الٰہی ہے، یہ نعمت کسی ریاضت ومحنت سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ نبوت کا بھی یہی حال ہے''۔ دیکھئے یہاں مرزا صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ نبوت تو ایک طرف رہی، مُحدَّثیت یعنی مُحدَّث یا صاحبِ الہام ہونا بھی کسبی نعمت نہیں بل کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہبی نعمت ہے۔ براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء۔۱۸۸۴ء) میں مرزا صاحب نے لکھا ''اب خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ وحیُ اللہ کے نزول کا اصل موجب اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے، کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخاطب برھمو وغیرہ بے خبر ہیں''۔ (۴۰۴/ب) الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں والمومن الكامل هو الذى رُزِق من هذه النعمة علىٰ سبيل الموهبة (۴۰۴/ج) یعنی ''مومن کامل وہ شخص ہے جسے (نبوت کی) یہ نعمت بہ طور عطائے الٰہی ملتی ہے''۔ اسی حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں انہوں نے اپنی مزعومہ نبوت کے متعلق لکھا ''سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ کہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی

گئی تھی"۔ (۴۰۵/ الف) اب اگر یہی مرزا قادیانی یہ دعویٰ کریں کہ رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت و اتباع اور سورۂ فاتحہ کی دعا سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے تو ان کے کلام میں کھلا کھلا تناقض پایا گیا، جو ان کے اپنے اعتراف کے مطابق مخبوط الحواس اور جھوٹے کے کلام میں ہوا کرتا ہے۔ (۴۰۵/ ب)

۲۔ ختم نبوت کے صحیح مفہوم پر ان مضامین کے گزشتہ مباحث میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ مرزا قادیانی کے اپنے اقوال و بیانات کی رُو سے قادیانی امت ایک لعنتی امت قرار پاتی ہے۔ یاد دہانی کے لئے مکرر بیان کیا جاتا ہے کہ مرزا جی کی موت کے بعد قادیانی امت میں کوئی نبی آئے گا یا نہیں، یہاں عقلاً دو ہی شقیں اور صورتیں ممکن ہیں۔ اگر کوئی نبی نہیں آئے گا تو قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب آخری نبی ہوئے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق مرزا صاحب نے اپنی کتب مثلاً ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں اس طرح کا مضمون لکھا ہے "اور آں حضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ خدا سے دور ومہجور ہوتی" (۴۰۵/ ج) مرزا صاحب یہ بھی کہتے ہیں "وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ (رسول اللہ ﷺ) کی مُہر ہوگی ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جائے تو اس سے تو انقطاعِ فیض لازم آتا ہے۔۔۔ اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آں حضرت ﷺ کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰؑ سے مرتبے میں گرے ہوئے تھے کہ ان کے بعد ان کی امت میں سے سینکڑوں نبی آئے مگر آپ کی امت سے خدا کو نفرت ہے کہ ان میں سے کسی ایک ساتھ کے مکالمہ بھی نہ کیا۔۔۔" (۴۰۶/ الف) اب خوب غور کیجئے کہ اگر قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد آخری نبی ہیں اور ان کی موت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا تو قادیانیوں کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان کے نبی مرزا قادیانی کی قوتِ قدسی کچھ بھی نہ تھی اور خدا کو قادیانی امت سے نفرت ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی اس کا مکالمہ نہ ہوگا اور جو امت ایسی ہو وہ ایک لعنتی امت ہوتی ہے، وہ خدا سے ہمیشہ کے لئے شیطان کی طرح دور ومہجور ہوتی ہے۔ پس مرزا صاحب کے ارشادات کی برکت سے ان کی موت کے بعد قادیانی امت کا ہر ہر فرد لعنتی اور خدا سے دور ومہجور ہوا۔ نبوت کے جس مدعی کی امت کے افراد کا یہ حال ہو تو خود مدعی نبوت کا جھوٹا اور ملعون ہونا بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ پس مرزا صاحب متنبی ثابت ہو گئے اور یہ بات مرزا جی اور ان کے عقیدت مند بھی تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی درمیانی تیرہ سو سال کی مدت میں کوئی نبی نہیں آیا۔ یوں ختم نبوت کا یہ صحیح مفہوم مرزا جی اور قادیانیوں کا ہرگز پیچھا نہیں چھوڑتا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی ہرگز

نہیں آئے گا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے بعد اجرائے نبوت پر مرزا صاحب اور قادیانی امت جو بھی نام نہاد دلائل پیش کریں وہ بھی سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی قادیانی امت میں نبی آتے رہیں گے تو یہی مرزا قادیانی تریاق القلوب (۱۸۹۹ء/۱۹۰۲ء) میں اپنے آپ کو ابن عربیؒ کی ایک پیش گوئی کا مصداق ٹھہراتے ہوئے خاتم الاولیاء بھی قرار دیتے ہیں۔ ابن عربیؒ کی پیش گوئی کے مطابق اس خاتم الاولیاء کے بعد مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن کا عارضہ سرایت کر جائے گا۔ لوگ نکاح تو بہت کریں گے لیکن اولاد نہیں ہوگی۔ مرزا قادیانی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے ''...... پھر بقیہ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اس زمانے میں مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن کا عارضہ سرایت کرے گا۔ نکاح بہت ہوگا یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رکیں گے مگر کوئی صالح بندہ پیدا نہیں ہوگا ...... یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی والے صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔ پس ان پر قیامت قائم ہوگی'' (۴۰۶/ب) اب قادیانی حضرات خوب غور فرمائیں کہ جب مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ابن عربیؒ کی مذکورہ بالا پیش گوئی کا مصداق ٹھہرایا ہے اور اس پیش گوئی کی تشریح اور وضاحت بھی مرزا صاحب نے اپنی طرف سے کر ڈالی ہے تو مرزا صاحب کی موت کے بعد نوع انسانی میں ان کی اپنی وضاحت کے مطابق کوئی صالح بندہ ہرگز پیدا نہیں ہوگا بلکہ سب کے سب وحشیوں اور حیوانوں کے مشابہ ہوں گے جو حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھیں گے۔ حقیقی انسانیت ان سے مفقود ہوگی اور قیامت اسی طرح کے لوگوں پر قائم ہوگی تو جس مُدّعی نبوت کی امت کے افراد اس کی موت کے بعد بلا استثناء مذکورہ اخلاق رزیلہ اور اوصاف قبیحہ کے حامل ہوں گے، تو ایسے لوگوں میں سے جو بھی نبوت کا دعویٰ کریں گے وہ یقیناً جھوٹے نبی ہوں گے اور ایسے اوصاف کی حامل قادیانی امت کا نبی مرزا قادیانی بھی یقیناً متنبّی ثابت ہوگیا۔ ہم تو مرزا صاحب کو پہلے ہی سے مفتری اور کذاب قرار دیتے چلے آرہے ہیں پس مرزا صاحب کے بیانات اور ارشادات کی رو سے قادیانی امت لامحالہ مذکورہ بالا اوصاف قبیحہ کی حامل قرار پائے گی۔ پس جب یہ ثابت ہو چکا کہ مرزا صاحب کا اپنی نبوت کا دعویٰ جھوٹا ہے اور قادیانی امت کا جو فرد بھی مرزا صاحب کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ بھی مذکورہ بالا اوصاف قبیحہ کا حامل ہونے کی بنا پر لازماً جھوٹا ہوگا اور جب قادیانیوں کو اس امر کا بھی اعتراف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی کے زمانے تک کی تیرہ سو سال کی مدت میں کوئی نبی نہیں آیا تو ختم نبوت کا یہ صحیح مفہوم یہاں بھی قادیانیوں کا بری طرح تعاقب کر رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کے

بعد اجرائے نبوت پر جو بھی نام نہاد دلائل قائم کئے جائیں گے وہ لازماً جھوٹے ہوں گے۔

۳۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قادیانی امت میں کوئی نبی آئے گا یا نہیں، اس میں مرزا جی نے دیگر بہت سے مواقع کی طرح خاصا دلچسپ تضاد پیدا کر رکھا ہے۔ جیسا کہ ہم سابقہ مباحث میں بھی بیان کر چکے ہیں، مرزا صاحب کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں: ''...... میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں''۔ (۴۰۶/ج) ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) میں وہ لکھتے ہیں'' ...... چوں کہ وہ بروزِ محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں، اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیوں کہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروزِ محمدی جمیع کمالاتِ احمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بہ جز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں''۔ (۴۰۷/الف) قادیانی رسالے تشحیذ الاذہان کا متعلقہ مضمون یوں ہے'' ...... پس ثابت ہوا کہ ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آ سکتا، چناں چہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبیُ اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبیُ اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اس امت میں نبی صرف ایک ہی آ سکتا ہے جو مسیح موعود ہے اور قطعاً نہیں آ سکتا''۔ (۴۰۷/ب)، ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بہ زعم خویش اور قادیانی امت کے نزدیک آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد قیامت تک قادیانی امت میں کوئی نبی نہیں آئے گا اور جس امت کا یہ حال ہو وہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں لعنتی امت ہوا کرتی ہے جیسا کہ ہم اوپر نکتہ نمبر ۲ میں واضح کر چکے ہیں۔ اب کوئی اور نہیں بل کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کلام میں کھلم کھلا تناقض پیدا کرتے ہوئے مثلاً اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' (۱۹۰۱ء) میں لکھتے ہیں'' ...... ہاں یہ ممکن ہے کہ آں حضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بل کہ ہزار دفعہ بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں''۔ (۴۰۷/ج) لیکچر سیالکوٹ (۱۹۰۳ء۔۱۹۰۴ء) میں وہ کہتے ہیں'' ...... پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعے کے وہ نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبے پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیا وقتاً بعد وقتِ آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ......'' (۴۰۸/الف)، مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ''انوار خلافت'' میں لکھتے ہیں ''انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے ...... ان کا یہ

سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر ہی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے" (۴۰۸/ب) قادیانی اخبار الفضل میں ہے "خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے، انبیائے عظام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہوں گے"۔ (۴۰۸/ج) متنبّی قادیان اوراس کی امت کے کلام میں ہم کھلا کھلا تناقض پاتے ہیں جوان سب کے مفتری اور کذاب ہونے پر روشن دلیل ہے۔ ایسا متنبّی اور اس کے چیلے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے اجرا پر جو نام نہاد دلائل پیش کرتے ہیں ان کا جھوٹا ہونا بھی ازخود واضح ہے۔

۴۔ جیسا کہ ہم گزشتہ مباحث میں بھی بیان کر چکے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں سُنن ابوداؤد کی ایک حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ امت محمدیہ میں ہر سو سال کے بعد مجدد آیا کرتا ہے تاکہ دین کو تازہ کرے، مرزا صاحب نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ میں (مرزا قادیانی) آخری مجدد ہوں اور میرا زمانہ آخری زمانہ ہے۔ (۴۰۹/الف)، صاف ظاہر ہے کہ دین کو تازہ کرنے والے یہ مجدد لازماً قرآن کریم کے سچے تابعین میں سے ہوں گے ورنہ انہیں مجدد قرار دینا ہی درست نہ ہوگا۔ قرآن کریم کے سچے تابعین کے متعلق مرزا صاحب نے براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء۔۱۸۸۴ء) میں لکھا ہے کہ وہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں "خداوند کریم خود ان کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو ان کے شجرۂ طیبہ میں خشک دیکھتا ہے اس کو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ ان کی نگرانی کرتی رہتی ہے" (۴۰۹/ب)، اولیائے امت کے متعلق مرزا غلام قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کا الہام ظنی نہیں بل کہ یقینی اور قطعی ہوا کرتا ہے۔ اسی براہین احمدیہ میں انہوں نے لکھا ہے "اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہم اولیاء اللہ کے الہام کو مانتے ہیں اور اس کو خاصۂ دعوتِ محمدیہ بھی جانتے ہیں مگر اس الہام کو جو اولیا کو ہوتا ہے علم قطعی کا موجب نہیں سمجھتے بل کہ علم ظنی کا موجب سمجھتے ہیں تو قول آپ کا صرف وسوسہ ہے جس پر کوئی دلیل عقلی ونقلی قائم نہیں ہوسکتی"۔ (۴۰۹/ج) پس جب دین کو تازہ کرنے والے مجدد معصوم عن الخطا اور اولیائے امت کا الہام مرزا صاحب کے نزدیک علم قطعی کا موجب ہے تو لوگوں کی دینی رہنمائی کے لئے ہرگز کسی نبی کی آمد کی ضرورت نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی بلا ضرورت نبی کو نہیں بھیجتا، پس رسول الہ ﷺ کے بعد نبوت کے اجرا پر جو بھی نام نہاد دلائل تراشے جائیں وہ لازماً سب کے سب جھوٹے قرار پائیں گے۔

۵۔ مرزا قادیانی حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں "......اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیوں کہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیوض اولیا اور اقطاب اور مُحدّثین کے قلوب پر بل کہ کل مخلوقات پر وارد ہیں، خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آں حضرت ﷺ کی ذات

پاک سے فیض پہنچ رہا ہے، پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے''۔(۴۱۰/الف) کیا مرزا صاحب کا مذکورہ بیان سچا ہے جھوٹا؟ اگر جھوٹا ہے تو جھوٹا شخص ایک عام شریف انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں چہ جائے کہ اسے مسیح موعود اور نبی قرار دیا جائے۔ اگر مرزا صاحب اپنے مذکورہ بیان میں سچے ہیں تو قطعیت سے ثابت ہو گیا کہ ان کا نبوت کا دعویٰ اور اس پر ان کے نام نہاد دلائل جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی کام بلاضرورت نہیں کیا کرتا بل کہ مخلوق کی ضرورت کے مطابق کرتا ہے اور مرزا صاحب خود تسلیم کر رہے ہیں کہ ''ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں''۔ سال ۱۸۹۳ء کی ہی اپنی ایک کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربے سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دَم اور ہر لحظہ مُلھَم کے تمام قُویٰ میں کام کرتی رہتی ہے......اور انوار دائمی اور استعانتِ دائمی اور محبتِ دائمی اور عصمتِ دائمی اور برکاتِ دائمی کا یہی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے''۔(۴۱۰/ب) مرزا قادیانی نے یہاں اگر جھوٹ لکھا ہے تو جھوٹا شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر سچ لکھا ہے تو معلوم ہوا کہ ۱۸۹۳ء میں حمامۃ البشریٰ میں جب مرزا جی نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ''ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں'' تو اس وقت ان کے ذاتی تجربے کے مطابق روح القدس کی قدسیت ان کے تمام قویٰ میں کام کر رہی تھی اور ان کے انوارِ دائمی اور استعانتِ دائمی اور محبت دائمی اور عصمتِ دائمی اور برکاتِ دائمی کا یہی سبب تھا کہ ان دنوں بھی روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ پس یہاں کسی اجتہادی لغزش، ذہول ونسیان وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا بعد میں ۱۹۰۱ء میں مرزا جی کا نبوت کا دعویٰ داغ دینا اور اس پر نام نہاد دلائل پیش کرنا سب جھوٹ کی فصل اور فریب کا جال ہے۔

۶۔ ہم اوپر نکتہ نمبر ۲ میں واضح کر چکے ہیں کہ قادیانی حضرات کے نزدیک بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد کے زمانے تک کوئی نبی نہیں آیا۔ مرزا صاحب اور قادیانی امت کا خود مرزا صاحب کی عبارتوں کی رُو سے ملعون ہونا بھی واضح ہو چکا۔ نکتہ نمبر ۲ میں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب متنبّی تھے اور ان کی قادیانی امت میں جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ بھی مرزا صاحب کی عبارتوں کی رُو سے جھوٹا ہو گا۔ بالفاظ دیگر رسول اللہ ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی نیا نبی نہیں آئے گا تو سب لوگوں کو نبوت کی دعا سکھانا سراسر بے کار مشغلہ ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بیکار شغل اور عبث فعل کو منسوب کرنا کفر ہے۔ نیز نماز میں سورۂ فاتحہ عورتیں اور بچے بھی پڑھتے ہیں تو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ O صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا سے ان میں سے بھی کسی کو نبی ہونا چاہئے ورنہ ان کو بھی دعائے نبوت سکھانا بے کار ہوا۔ اور جب مرزا جی کی موت کے بعد کوئی نبی خود مرزا جی کے اعتراف کے مطابق آئے گا ہی نہیں اور اگر کوئی نبوت کا

دعویٰ کرے بھی تو سچا ہوسکتا ہی نہیں تو قادیانی امت کا نماز میں اھدنا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ O صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ سے نبوت کی دعا مانگتے چلے جانا نہایت ہی مضحکہ خیز اور بیہودہ عمل ہوا۔ اوپر نکتہ نمبر ۴، اور ۵ میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ خود مرزا صاحب کی عبارتوں کی رُو سے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت ہی نہیں تو اس سے بھی پتہ چلا کہ نبوت کی دعا مانگتے چلے جانا سراسر بے کار اور بیہودہ عمل ہے۔ پس قطعیت سے ثابت ہوگیا کہ سورہ فاتحہ کی دعا کا مطلب اپنے لئے یا کسی اور کے لئے نبوت مانگنا ہرگز نہیں بل کہ وہ صراط مستقیم مطلوب ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کا راستہ ہے۔ اس راستے پر چلنے سے اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کاملہ سے اگر آپ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا تو صحابۂ کرام عموماً، خلفائے راشدین خصوصاً اور بعد کی امت کے وہ افراد بھی یقیناً نبی ہو جاتے جن میں بہ قول مرزا صاحب حقیقت محمدیہ پوری طرح متحقق تھی اور جن کا اللہ کے نزدیک نام بقول مرزا صاحب ظلّی طور پر محمد یا احمد تھا۔ (۴۱۰/ ج) جہاں تک مرزا صاحب کا تعلق ہے ان کا اپنے ہی قلم سے جھوٹا ہونا، مشرک عظیم، ذلیل، دجال، مخبوط الحواس اور شیاطین کا کھلونا ہونا وغیرہ ہم قادیانیت پر اپنے ان مضامین میں بارہا بیان کر چکے ہیں تو انہیں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کاملہ کا شرف کہاں سے حاصل ہوگیا اور وہ آپ کا بروز کیسے بن گئے؟ حضرت عمرؓ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا تھا کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا تو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جیسے اصحاب رسول تو یقیناً نبی ہوتے۔

۷۔ مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں سورہ فاتحہ کی زیر بحث دعا کے متعلق لکھا تھا ''تم پنج وقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی اے ہمارے خدا! اپنے مُنعم علیہم بندوں کی ہمیں راہ بتا۔ وہ کون ہیں، نبی اور صدیق اور شہید اور صلحا، اس دعا کا خلاصۂ مطلب یہی تھا کہ ان چار گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے سایۂ صحبت میں تم آ جاؤ اور اس سے فیض حاصل کرو''۔ (۴۱۰/ د) اپنی اس عبارت میں مرزا صاحب نے جو چار گروہوں کی بات کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے نزول کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں موجود تھے اور دعا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا مقصود یہ تھا کہ آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ آپ کی بابرکت صحبت سے مستفید ہوتے ہوئے آپ سے فیوض و برکات حاصل کریں اور بعد کے ادوار کے لوگ اپنے اپنے زمانوں کے صدیقین، شہدا اور صالحین کے سایۂ صحبت میں آکر ان سے فیض حاصل کریں۔ مرزا صاحب کی مذکورہ

بالاعبارت ۱۸۹۳ء کی ہے۔ان دنوں ان کا عقیدہ یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ہر مدعی کاذب وکافر ہے۔انہوں نے اپنی (جھوٹی) نبوت کا دعویٰ تو کوئی ۱۹۰۱ء میں جاکر کیا پس اگر مذکورہ بالاطرز کی تحریروں اور عبارتوں کے بعد مرزا صاحب کو نبوت کا دروازہ کھلتا نظر آنے لگا تو دیگر مواقع کی طرح یہاں بھی ان کے کلام میں کھلا کھلا تناقض پیدا ہو گیا جو ان کے اپنے قول کے مطابق مخبوط الحواس اور جھوٹے کے کلام میں ہوا کرتا ہے۔

۸۔صراط مستقیم منعَم علیہم (انعام یافتہ) لوگوں کا راستہ اس لحاظ سے ہے کہ وہ اس صراط مستقیم پر چل رہے ہیں۔اسے اللہ کا راستہ کہنا بھی اس معنی میں بالکل درست ہے کہ یہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہے، چنانچہ مثلاً سورۂ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:و اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہ (۴۱/الف) اور بے شک میرا یہ سیدھا راستہ ہے سو تم اسی کی پیروی کرو۔دیکھئے اگر انبیاء وغیرہ منعَم علیہم (انعام یافتہ) لوگوں کے سیدھے راستے پر چلنے والوں کو نبوت مل سکتی ہے تو اسی سیدھے راستے کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا راستہ بھی تو قرار دیا ہے تو مرزا جی کی نرالی منطق کی رُو سے اللہ کے سیدھے راسے پر چلنے والے (معاذ اللہ) خدا کیوں نہیں ہو سکتے؟

د: بہ حوالہ ''انعام یافتہ لوگوں کی رفاقت ومعیت

سورۂ نساء میں ہے وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (۴۱/ب) ''اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین، اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں''۔اس آیت سے نبوت کے جاری رہنے پر قادیانیوں کا استدلال متعدد وجوہ کی بنا پر مردود وباطل ہے:

۱۔گزشتہ ذیلی عنوان کے تحت واضح کیا جا چکا ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارتوں کی رُو سے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کی قطعاً کوئی حاجت نہیں ہے۔یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک قرآن کریم کے سچے تابعین معصوم عن الخطا ہوا کرتے ہیں اور یہ کہ اولیائے امت کا الہام مرزا صاحب کے خیال میں علم ظنی کا نہیں بل کہ علم قطعی کا موجب ہوا کرتا ہے کیوں کہ الہام پانے والے اولیا کو بہ قول مرزا صاحب روح القدس کی معیت ہمیشہ حاصل ہوتی ہے پس ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ خود قادیانیوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی کے زمانے تک کوئی نبی نہیں آیا۔خود مرزا صاحب اپنے ہی قلم سے

ملعون، مفتری اور کذاب وغیرہ قرار پاتے ہیں اور ان کی قادیانی امت خود ان کے ہی قلم سے ایک لعنتی امت ٹھہرتی ہے۔ یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ خود مرزا صاحب کی عبارتوں کی رُو سے ان کی موت کے بعد قادیانی امت میں کوئی صالح بندہ پیدا نہیں ہوگا بل کہ پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھنے والے ہوں گے، حقیقی انسانیت ان سے مفقود ہوگی، وہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھیں گے، پس مرزا صاحب کا اور اسی طرح قادیانی امت کے کسی بھی فرد کا کسی بھی طرح کی نبوت کا دعویٰ یقیناً جھوٹا ہوگا اور یہ ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ مرزا قادیانی کے خیال کے مطابق حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر رسول اللہ ﷺ ہی کا وجود تھا اور یہ کہ بہ قول مرزا صاحب امت محمدیہ میں صدہا افراد ایسے گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ پوری طرح متحقق تھی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا نام ظلی طور پر محمد یا احمد تھا مگر اس کے باوجود وہ نبی نہیں تھے۔ مرزا قادیانی کے ان سب اعترافات کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے اجرا پر مرزا صاحب یا قادیانی امت کا نام نہاد دلائل پیش کرنا ایک لایعنی اور بیہودہ شغل ہے اور نام نہاد دلائل قطعاً جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔

۲۔ اگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے نبوت ملتی ہو تو نبوت وہبی نعمت نہ رہی بل کہ کسبی اور اکتسابی نعمت ہو جائے گی حال آں کہ خود مرزا قادیانی بھی نبوت کو کسبی نعمت نہیں سمجھتے۔ براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء۔۱۸۸۴ء) میں انہوں نے لکھا ہے ''اب خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں ہے''۔ (۴۱۱/ ج)

۳۔ سورۂ نساء کی زیر نظر آیت میں اللہ اور رسول کے فرمانبرداروں کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ اُخروی زندگی میں انہیں انبیاء وصدیقین، شہدا اور صالحین کی رفاقت ومحبت حاصل ہوگی نہ یہ کہ سب کے درجات برابر ہو جائیں گے یا ان کی ماہیت بدل جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں بہ وقت وصال یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے **مع الرفیق الاعلیٰ فی الجنۃ مع الذین انعمت علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین** (۴۱۲/ الف)، یعنی ''میں رفیق اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ جنت میں ان لوگوں کے ساتھ ہونا چاہتا ہوں جن پر (اے اللہ) تو نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ''۔ آپ کی اس دعا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ (معاذ اللہ) نبی نہیں تھے اور انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی معیت کے ذریعے نبی ہونا چاہتے تھے یا آپ دیگر انبیا علیہم السلام سے (معاذ اللہ) کمتر تھے اور اس دعا سے ان کے ہم مرتبہ ہونا چاہتے تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس آیت کا حصول درجات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں بل کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ اور رسول کی

اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے دیگر انعام یافتہ لوگوں کی رفاقت ومعیت عالم آخرت میں حاصل ہو گی، کیوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے بھی اللہ کے نزدیک انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہیں اور منعم علیہم (انعام یافتہ لوگوں) کی رفاقت ومعیت منعم علیہم (انعام یافتہ) لوگوں کے ساتھ ہی ہونی چاہیے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سورۂ نساء کی اس آیت میں لفظ ''مع'' ہرگز ''مِنْ'' (سے) کے معنی میں نہیں ہے ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وصال سے پہلے تک بھی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اپنے مذکورہ کلمات سے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے نبیوں میں سے کر دے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ دعا کے کلمات میں سورۂ نساء کی آیت کا حصہ شامل ہے اور دعا میں ''مع'' بہ معنی ''ساتھ'' ہے بمعنی ''مِنْ'' (سے) ہرگز نہیں ہے، پس اس طرح کی تمام تاویلات شیطانی ہیں اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین لازم آتی ہے۔سورۂ نساء کی زیر بحث آیت میں اُخروی رفاقت ومعیت کا ذکر ہے۔ ہر نبی، ہر صدیق، ہر شہید یقیناً صالح بھی ہے لیکن ہر صالح کا شہید، صدیق یا نبی ہونا ضروری نہیں۔ سورۂ عنکبوت میں ہے: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّھُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ (۴۱۲/ب) ''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے تو ہم ضرور بالضرور ان کو صالحین میں داخل کر دیں گے''۔اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان واعمال صالحہ کی جو جزا بیان کی گئی ہے کہ انہیں منعم علیہم (انعام یافتہ) صالحین کی رفاقت حاصل ہوگی اس کا تعلق اُخروی زندگی سے ہے جیسا کہ بہ وقتِ وصال رسول اللہ ﷺ کی دعا سے بھی واضح ہو رہا ہے ورنہ دنیا میں تو نیک اور بد سب ملے جلے رہتے ہیں۔ پس سورۂ نساء کی اس آیت کا نبوت کے ملنے یا نہ ملنے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔عربی میں ''مَعَ'' (ساتھ) کبھی بھی ''مِنْ'' (سے) کے معنی میں نہیں آتا۔قرآنی دعائیہ کلمات وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کا معنی یہ ہے کہ ''(اے ہمارے رب!) ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے''۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ ''ہمیں نیک لوگوں سے موت دے''۔ جب زید یہ کہے انا مع الشافعی (میں شافعیؒ کے ساتھ ہوں) تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اس مسئلے میں امام شافعیؒ کا ہم مسلک ہوں۔ یہ نظری اور فکری معیت ہے، یہاں زمنی یعنی وقت کے لحاظ سے اسی طرح مکان اور جگہ کے لحاظ سے معیت مراد نہیں۔ پس ''ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے'' کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت ہمارے اعمال واحوال کی نیک لوگوں کے اعمال سے موافقت ہو اور ہم ان کے ہم مسلک ہوتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوں۔ یہاں نیک لوگوں سے زمان ومکان کی نہیں بل کہ مسلک ومذہب اور اعمال واحوال کی معیت بہ معنی موافقت مراد ہے۔ پس سورۂ نساء کی مذکورہ آیت میں بھی ''مع'' (ساتھ) ہرگز ہرگز ''مِنْ'' (سے) کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ

متعلقہ دعا سے بھی بہ خوبی واضح ہے۔

۴۔ایک حدیث نبوی کے کلمات یہ ہیں: التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین (۴۱۲/ج) یعنی "سچا امانت دار تاجر (آخرت میں) انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوگا"۔ ظاہر ہے کہ حدیث میں اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے والے سچے اور امانت دار تاجر کی بات ہو رہی ہے۔ یہاں اول تو اُخروی معیت و رفاقت کا ذکر ہے جو امین تاجر کو انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ آخرت میں حاصل ہوگی۔ دوسرے اگر ایسی معیت و رفاقت سے دنیا میں کسی کو نبوت ملتی ہو تو اب تک لاتعداد سچے اور امین تاجر نبی بن چکے ہوتے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں اہل مکہ کے لئے یوں دعا مانگی ہے: نسألہ ان یدخلکم فی ملکوتہ مع الانبیاء و الصدیقین و الشھداء و الصالحین (۴۱۳/الف) "ہم اس (اللہ) سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمہیں اپنی ملکوت میں نبیوں اور صدیقوں اور شہدا اور صالحین کے ساتھ کر دے"۔ اگر اس طرح کی دعا سے کچھ یا سب لوگ نبی بن سکتے ہیں تو مرزا صاحب تو اپنے آپ کو مستجاب الدعوات ثابت کیا کرتے تھے، اس لئے اہل مکہ میں سے یقیناً سب کو نہیں تو بعض اہل علم کو تو ضرور نبی ہو جانا چاہئے تھا۔ دیگر اہل علم کی طرح مکے کے علما نے بھی مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے یعنی دل چسپ صورت یہ ہوئی کہ مرزا صاحب کی دعا سے جو نبی بنے انہوں نے ہی مرزا صاحب کو کافر قرار دے دیا۔ پس سورۂ نساء کی زیر بحث آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جسے انبیا وغیرہ کی دنیا یا آخرت میں معیت و رفاقت حاصل ہو وہ لازماً خود بھی نبی بن جائے۔

۵۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی کلمات انّی متوفیك و رافعك الیّ "میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں" میں جن مفسرین نے "متوفیک" کو "ممیتک" (میں تجھے موت دینے والا ہوں) کے معنی میں لیا ہے تو ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی "رافعک" (تجھے اٹھانے والا ہوں) مقدم اور متوفیک (تجھے موت دینے والا ہوں) مؤخر ہے جیسے واسجدی وارکعی (تو سجدہ کر اور رکوع کر) میں بھی تقدیم و تاخیر ہے کہ اصل میں رکوع مقدم اور سجدہ مؤخر ہے کیوں کہ یہ ہرگز ضروری نہیں کہ واؤ عاطفہ بہ معنی "اور" کلام میں لازماً ترتیب کا معنی دے۔ اس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے تیخ پا کر ان لوگوں کو ناحق بے شرم کہا ہے جو انّی متوفیك و رافعك الیّ میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ (۴۱۳/ب) اب غور کیجئے سورۂ نساء کی زیر بحث آیت میں بھی واؤ عاطفہ بمعنی "اور" لا کر کہا گیا ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ اگر اس آیت سے بہ قول قادیانیوں کے مراتب و مدارج کا حاصل ہونا مراد ہے تو مرزا

صاحب کے خود ساختہ اصول کے تحت یہاں بھی لازماً ترتیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے پہلے تو نبی بنیں گے پھر صدیق، پھر شہید اور اس کے بعد صالح بنیں گے۔ جو قادیانی حضرات اس ترتیب کو توڑیں گے اور آیت میں واؤ بہ معنی ''اور'' کو ترتیب کے لئے نہیں مانیں گے تو مرزا قادیانی کی زبان سے بے شرم ٹھہریں گے۔ کاش مرزا قادیانی نے سورۂ نساء کی اس آیت میں بھی اپنا ہی وضع کردہ اصول مدنظر رکھا ہوتا اور واؤ عاطفہ (بہ معنی اور) کو ترتیب کے لئے مانا ہوتا تو اگر انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر ہی دیا تھا تو اس کے بعد وہ بہ تدریج صدیق پھر شہید کے مراتب طے کرتے ہوئے ''صالح'' کے مقام پر آ جائے اور نبوت کے دعوے سے دست بردار ہو جاتے۔ انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا، قادیانی حضرات ہی اس کا بہتر جواب دے سکتے ہیں۔ اگر یہاں ناحق یہ دعویٰ کیا جائے کہ سورۂ نساء کی اس آیت میں ترتیب سیدھی سمت سے نہیں بل کہ نیچے سے اوپر کو چلے گی یعنی اللہ اور رسول کی پیروی کرنے والا پہلے صالح ہوگا پھر شہید پھر صدیق اور بالآخر نبی ہو جائے گا تو جو صالح ترقی کرتا ہوا شہید یعنی اللہ کی راہ میں مقتول کے درجے تک پہنچے گا وہ تو اس دنیا میں ہی نہیں ہوگا وہ صدیق اور نبی کا درجہ بعد میں کیسے پائے گا؟ پس مرزا قادیانی کے اپنے ہی وضع کردہ اصول کے تحت جب واؤ عاطفہ ترتیب کے لئے آئے گی تو سورۂ نساء کی زیر بحث آیت سے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے اجرا پر استدلال مضحکہ خیز حد تک غلط ہوگا۔

۶۔ سورۂ حدید میں ہے: وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (۱۹/۵۷) ''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہدا ہیں''۔ دیکھیے اس آیت میں کسی کی رفاقت و معیت کا ذکر نہیں بل کہ درجات کا ذکر ہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے صدیقین اور شہدا میں شامل ہیں۔ یہاں ''النبیون'' کے کلمے کا اضافہ نہیں کیا گیا کیوں کہ امت محمدیہ ﷺ میں کوئی بھی شخص کتنا ہی اونچا مرتبہ حاصل کر لے وہ زیادہ سے زیادہ صدیقین کے مرتبے تک تو پہنچ سکتا ہے لیکن نبی ہرگز نہیں بن سکتا۔ سورۂ حدید کی مذکورہ آیت میں کلمہ ''الصالحون'' بھی نہیں لایا گیا کیوں کہ قرآن کریم کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور سب کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اصحابِ رسول گو نبی نہیں ہو سکتے لیکن ان کا درجہ عام صالحین سے بہت بہت بلند و بالا ہے وہ دو طبقات میں ہی منحصر ہیں یا وہ صدیقین کے مرتبے پر فائز ہیں یا شہدا کے مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اس سے ان کے (معاذ اللہ) صالح ہونے کی نفی نہیں ہو رہی، کیوں کہ ہر صدیق اور ہر شہید لازماً صالح بھی ہے لیکن ہر صالح کا صدیق کا شہید کے مرتبے تک پہنچ پانا ضروری نہیں۔ پس امت محمدیہ میں صحابہ کرامؓ جو صدیقین اور شہدا کے مراتب پر فائز ہیں وہ نبی نہیں ہو سکتے تو امت کے بعد کے لوگ بھی

نبوت کے مرتبے پر ہرگز نہیں پہنچ سکتے ۔ یہ بھی خوب واضح ہوگیا کہ سورۂ حدید کی مذکورہ آیت کا تعلق مراتب و مدارج سے ہے جب کہ سورۂ نساء کی آیت کا تعلق صرف اور صرف معیت و رفاقت سے ہے کہ اللہ اور رسول کے فرماں برداروں کو آخرت میں انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی معیت و رفاقت کا شرف حاصل ہوگا اور آیت کا آخری حصہ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ''اور ان انعام یافتہ لوگوں کی رفاقت بہترین ساتھ ہے'' سے بھی اسی مفہوم کی بہ خوبی تائید وتوثیق ہو رہی ہے۔

۷۔ اگر کوئی زید کسی بکر کے ساتھ ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ زید اپنی شخصیت کھو کر بکر بن گیا ہے یا بکر اپنی پہلی حالت سے بدل کر زید ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر فرمائیں انی معکم ''بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں'' اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے'' تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) مخلوق اور مخلوق (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بن جاتی ہے۔ اگر سورۂ نساء کی زیر بحث آیت سے انبیا وغیرہ کی معیت سے کوئی نبی بن سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معیت سے لاتعداد نیک بندے (معاذ اللہ) خدا کیوں نہیں بن سکتے؟ اگر یہ بالاتفاق غلط ہے تو انبیا کے ساتھ معیت اور رفاقت کا مطلب نبی بن جانا نہیں ہے۔

۸۔ اگر اس طرح کی آیات سے نبوت کو جاری سمجھا جائے تو ہر طرح کی نبوت جاری ہونی چاہئے لیکن خود قادیانی بھی اس کے قائل نہیں، چناں چہ کبھی وہ کہتے ہیں کہ صرف غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ صرف غیر مستقل نبی آسکتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ صرف بروزی اور ظلّی نبی آسکتے ہیں، وہ بھی مانتے ہیں کہ نئی شریعت والا نبی نہیں آئے گا، جس دلیل سے وہ تشریعی نبیوں کو اس آیت سے خارج کرتے ہیں اسی دلیل کی بنا پر ہم ہر طرح کی نبوت کے ختم ہو جانے کے قائل ہیں۔ اگر قادیانیوں کے نزدیک اللہ اور رسول کی اطاعت سے صرف بروزی اور ظلّی نبی ہوں گے تو کیا جو نبی نہیں بل کہ صدیق، شہید اور صالح بنیں گے وہ بھی بروزی اور ظلّی صدیق، بروزی وظلّی شہید اور بروزی وظلّی صالح ہوں گے، اگر بروزی اور ظلّی صدیق، بروزی وظلّی شہید اور بروزی وظلّی صالح بنیں گے تو اب تک کتنے اور کون کون سے حضرات بروزی وظلّی صدیق، بروزی وظلّی شہید اور بروزی وظلّی صالح بنے ہیں؟ اگر یہاں بروزی اور ظلّی کی قید نہیں لگائی جاسکتی تو یہ بروزی اور ظلّی نبی کہاں سے آٹپکیں گے؟ پس ظلّی اور بروزی کی آڑ میں غلام احمد قادیانی کو ظلّی و بروزی نبی بنانے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں، البتہ مرزا قادیانی جس طرح دیگر امراض خبیثہ مراق وہسٹیریا، نامردی اور ضعف اعصاب وغیرہ کا شکار رہتے تھے اسی طرح وہ بول و براز کی بہتات کے مرض میں بھی مبتلا تھے، چناں چہ وہ اربعین میں لکھتے ہیں ''اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب

آتا ہے''۔(۴۱۴/الف)، نیز وہ ارشاد فرماتے ہیں ''مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی ......'' (۴۱۴/ب) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی کا بیان ہے ''برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت اماموا ومولانا مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی ......'' (۴۱۴/ج) مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب لکھتے ہیں ''آپ (مرزا صاحب) نے مجھے مخاطب کر کے کہا، میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا''۔(۴۱۵/الف) اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد بالفرض کسی بروزی نبوت کا دروازہ کھلا بھی ہوتا تو مرزا قادیانی پھر بھی ہرگز نبی نہیں ہو سکتے تھے کیوں کہ ہم دیگر ناقابل تردید دلائل کے علاوہ ان مضامین میں بارہا یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ وہ بہ قلم خود مشرک عظیم، شیاطین کا کھلونا، نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال وغیرہ وغیرہ تھے۔ ہم نے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی ان کے متعلق نہیں لکھا۔ یہ نایاب موتی خود ان کی تحریروں کے سمندر سے برآمد ہوتے ہیں بہ شرطے کہ کوئی غوّاص محنت و دیانت سے انہیں نکالنے کا اہتمام کرے۔ یہ ایک نہایت ناخوش گوار فریضہ ہے لیکن لوگوں کی صحیح رہ نمائی کے لئے اس کی انجام دہی ناگزیر ہے۔ ان کی اپنی عبارتوں کی رو سے ہم انہیں بروزی نبی کہنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں پاتے، البتہ ان کے بول و براز کی بہتات کے پیش نظر انہیں ''برازی متنبی'' قرار دینے کی پوری گنجائش قادیانی لٹریچر میں یقیناً موجود ہے۔

۹۔ علامہ اندلسیؒ نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں غلطی سے امام راغب کی طرف یہ قول منسوب کر دیا ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں تو ایسے مُنعم علیہم (انعام یافتہ) لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ نبی نبی کے ساتھ، صدیق صدیق کے ساتھ، شہید شہید کے ساتھ اور صالح صالح کے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے اس قول کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھا ہے **وھذا الوجہ الّذی ھو عندہ ظاھر فاسد من جھة المعنی و من جھة النحو** (۴۱۵/ب) یعنی امام راغب اصفہانیؒ کی مذکورہ توجیہ معنی اور نحو کی رو سے غلط اور فاسد ہے۔ لہٰذا قادیانیوں کا اس قول سے نبوت کے اجرا پر استدلال باطل ہے۔ یہاں اصل حقیقت یہ ہے کہ امام راغب کی کسی بھی تصنیف میں مذکورہ قول سرے سے موجود ہی نہیں۔ علامہ اندلسیؒ نے غلطی سے یہ قول ان کی طرف منسوب کیا ہے اور پھر خود ہی اس قول کو غلط اور فاسد قرار دیا ہے۔

۱۰۔ ان مباحث میں بارہا یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی طرح کا بھی نیا نبی تشریعی یا غیر تشریعی، مستقل یا غیر مستقل، حقیقی یا بروزی وغیرہ وغیرہ ہرگز نہیں آئے گا یعنی آپ کے بعد کسی

بھی طرح کی نئی نبوت جاری نہیں ہوگی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ کی نبوت بھی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جاری نہیں۔ آپ کی نبوت اس معنیٰ میں قیامت تک جاری وساری ہے کہ آپ کی شریعت نافذ ہے اور آپ کی اس دارِ فانی سے رحلت کے بعد اس شریعت میں کوئی کمی اور بیشی نہیں ہوگی یعنی رسول اللہ ﷺ کی نبوت جاری رہنے کے باوجود تشریع کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اسی معنیٰ میں بعض متقدمین اہل علم نبوت جاری کو اور تشریع کو منقطع قرار دیتے ہیں۔ ان کا اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی نبوت جاری ہے تو نیا نبی کہاں سے اور کیوں آٹپکے گا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد گو نبی ہوں گے اور ان پر حسب ضرورت وحی کا نزول بھی ہوگا لیکن رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ان کی نبوت نافذ نہیں ہوگی۔ ان کی وحی محض انتظامی اور عملی امور کے متعلق ہوگی اور چوں کہ دنیا بھر کے لوگ ان کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے کوئی بھی غیر مسلم باقی نہیں رہے گا لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی امت یعنی امت محمدیہ میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوگا۔ ادھر جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کے آنے پر قادیانی شریعت کی رو سے وہ کروڑوں مسلمان بھی کافر ہو گئے جنھوں نے مرزا جی کو مفتری اور کذاب قرار دیا۔ یوں جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی نے الگ قادیانی امت کی تشکیل کر ڈالی۔ قادیانیوں نے ابن عربی وغیرہ کی اس طرح کی عبارتوں سے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ نبوت جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے۔ حال آں کہ ابن عربی نے صاف لکھا ہے **عیسی علیه السلام ینزل فینا حکما من غیر تشریع** (۴۱۵ ج) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم میں حاکم بن کر نازل ہوں گے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے۔ نیز وہ لکھتے ہیں: **فکان اول هذا الامر نبی وهو ادم و اخره و هو عیسی** (۴۱۶/الف) یعنی، سب سے پہلے نبی جو آئے وہ آدم تھے اور آخری نبی حضرت عیسیٰ ہوں گے (جو قیامت کے قریب زمین پر نازل ہوں گے)۔ ابن عربی کی مذکورہ عبارتوں سے ان کی اس عبارت کا بھی صحیح مطلب سمجھا جا سکتا ہے **فالنبوة ساریة الیٰ یوم القیامة فی الخلق و ان کان التشریع قد انقطعت** (۴۱۶/ب)، پس نبوت (یعنی رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور نبوت کے لغوی معنی کے اعتبار سے اولیاء کا الہام) مخلوق میں قیامت تک جاری ہے، اگرچہ تشریع (نئے احکام کے آنے کا سلسلہ آپ کی وفات کی وجہ سے) منقطع ہو چکا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ صوفیا کی اصطلاح میں بعض اوقات نبوت کو لغوی معنوں میں لیا جاتا ہے۔ پیغمبر پر نازل ہونے والی وحی کو وہ شرع اور کسی ولی کو حاصل ہونے والے الہام کو وہ غیر شرع کہتے ہیں۔ اسی معنیٰ میں وہ شرعی نبوت کے دروازے کو بند تسلیم کرتے ہیں یعنی وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت کو ہرگز جاری نہیں سمجھتے۔ چناں چہ ابن عربی لکھتے ہیں: **فاخبر رسول**

الله ﷺ انّ الرؤیا جزء من اجزاء النبوة فقد بقی للناس هذا و لا غیره و مع هذا لا یُطلق اسم النبوة الاّ علی الشرع (ای وحی النبوة) خاصّة (۴۱۶/ ج) پس رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ (اچھے) خواب نبوت کا ایک جز ہیں اور صرف یہی لوگوں کے لئے باقی رہ گئے ہیں مگر اس کے باوجود ان پر نبوت کے نام کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ نبوت صرف شرع (وحیِ رسالت پانے کو) کہتے ہیں۔

ابن عربیؒ کی اس عبارت سے خوب واضح ہوگیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہرگز ہرگز کسی بھی طرح کی وحی نبوت و رسالت کے قائل نہیں بل کہ ان کے نزدیک وحی نبوت میں سے لوگوں کے لئے سوائے اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اچھے خواب اگرچہ نبوت کا جز ہیں لیکن ان پر نبوت کے لفظ کا اطلاق درست نہیں کہ اچھے خواب دیکھنے والے شخص کو نبی کہا جائے۔ الغرض انبیا علیہم السلام پر نازل ہونے والی وحی منقطع ہوچکی ہے اسی کو صوفیا اپنی اصطلاح میں شرع کہتے ہیں۔ چوں کہ اولیا کا الہام جاری ہے اس کو وہ غیر شرعی وحی یا الہام کہتے ہیں۔ صوفیا خصوصاً نقشبندی صوفیا کی اصطلاح میں کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ ولایت وہ مقامات ہیں جو ذکر اور مراقبے سے کسی کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ ادھر نبوت سراسر وہبی نعمت ہے لہٰذا ان کے نزدیک یہ بعض کمالات تو نبوت کا محض ایک جز ہیں جیسے اچھے خواب نبوت کا ایک جز ہیں۔ جس طرح اچھے خواب دیکھنے والے کو نبی نہیں کہا جا سکتا بالکل اسی طرح بعض کمالات نبوت پانے والے کو بھی نبی نہیں کہا جا سکتا۔ اس وضاحت کے بعد قادیانیوں کا یہ دعویٰ محض دھوکہ ہے کہ مثلاً حضرت مجدد الف ثانیؒ رسول اللہ ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل تھے حال آں کہ وہ مکتوبات میں لکھتے ہیں ''اولِ انبیاء آدم علیہ السلام و آخرِ ایشاں خاتمِ نبوت شاں حضرت محمد رسول اللہ است و عیسیٰ علیہ السلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمودہ متابعتِ شریعت خاتم الرسل خواہد نمود'' (۴۱۷/ الف) ''سب نبیوں میں آدم علیہ السلام پہلے نبی ہیں اور ان سب کے آخر میں نبیوں کی نبوت کو ختم کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا وہ خاتم الرسل (حضرت محمد ﷺ) کی شریعت کی پیروی کریں گے''۔ یہاں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قادیانیوں کو ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے اور بزرگوں کی عبارتوں میں ہیر پھیر سے اپنا الو سیدھا کرنے کی بہ جائے نہایت سنجیدگی سے یہ سوچنا چاہئے کہ ان کے لئے سب سے معتبر مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام ہی ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے بعد بالاتفاق کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا۔ مرزا صاحب کی موت کے بعد پیدا ہونے والے لوگ خود ان کی اپنی عبارتوں کی رو سے وحشیوں اور حیوانوں کی طرح ہوں گے، حقیقی انسانیت ان سے مفقود ہوگی اور مرزا صاحب چوں کہ بہ زعم خویش خاتم الاولیا اور خاتم المجددین بھی ہیں لہٰذا ان کے بعد جب کوئی ولی اور مجدد نہیں آئے گا تو نبی کہاں

سے آجائے گا بل کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو مذکورہ بالا اوصافِ رزیلہ کا حامل ہونے کی وجہ سے وہ یقیناً جھوٹا ہوگا۔ جہاں تک مرزا قادیانی کی شخصیت کا تعلق ہے تو ہم بارہا ثابت کر چکے ہیں کہ انہوں نے مشرک عظیم، شیاطین کا کھلونا، ذلیل، ملعون، مردود، نامراد اور دجّال وغیرہ وغیرہ کے القابِ قبیحہ اور اوصافِ ذمیمہ ورزیلہ خود اپنی ہی تحریروں سے اپنے اوپر ناقابل تردید انداز میں چسپاں کرر کھے ہیں لہٰذا وہ بھی نبی نہیں ہوسکتے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور کوئی نبی نبوت جاری نہیں ہوگی۔ ادھر ادھر بھٹکنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ قادیانی حضرات کو نہایت سنجیدگی سے یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ داغنے سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے مثلاً ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء اپنے ایک اشتہار میں یہ لکھا تھا ''میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مُسلّم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی''۔ (۴۱۷/ ب) اور ان ہی مرزا قادیانی نے ان دنوں اپنے معصوم عن الخطا ہونے کا آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں یوں اعلان فرمایا تھا ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربے سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ مُلھَم (الہام یافتہ شخص) کے تمام قُویٰ میں کام کرتی رہتی ہے......اور انوارِ دائمی اور استعانت دائمی اور محبت دائمی اور عصمتِ دائمی اور برکاتِ دائمی کا یہی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے''۔ (۴۱۸/ الف) مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کیجئے، جب بعد میں انہوں نے ۱۹۰۱ء میں اپنی نبوت کا دعویٰ کر دیا تو کیا وہ اپنے ہی قلم کی رو سے کاذب و کافر، اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت سے جاملنے والے ثابت نہ ہوئے؟ جھوٹی نبوت کے ایسے مدعی کو سہارا دینا جو اپنے ہی قلم سے کاذب و کافر قرار پاتا ہو دانش مندی نہیں بل کہ پرلے درجے کی سفاہت وحماقت ہے۔ ایسے کسی کافر کی جھوٹی نبوت کی تائید میں نام نہاد دلائل تراشنا سعادت نہیں بل کہ پرلے درجے کی بدبختی وشقاوت ہے۔ اگر شیخ ابن عربیؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ وغیرہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے جاری رہنے کے قائل ہوتے تو مرزا غلام احمد قادیانی اپنے معصوم عن الخطا ہونے کے دعوے کے باوجود ہرگز (دوبارہ دہرائیے) ہرگز اس طرح کی باتیں نہ لکھتے ''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں''۔

۱۱۔ مجمع البحار اور درّ منثور میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے قولوا خاتم

النبیین و لا تقولو الانبی بعدہ یعنی تم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مجمع البحار میں ساتھ ہی وضاحت کر دی گئی ہے **و ھذا ناظراً الیٰ نزول عیسیٰ علیہ السلام** یعنی یہ قول عیسیٰ کے نزول کے پیش نظر کہا گیا ہے تا کہ **لا نبی بعدی** (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا مطلب لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان سے نازل ہو کر تشریف نہیں لائیں گے۔ محض اس وہم کو دور کرنے کے لئے یہ بات کہی گئی ہے۔ ورنہ مثلاً کنز العمال میں ہے **عن عائشۃ عن النبی ﷺ انہ قال لا یبقیٰ بعدی الاّ المبشرات قالوا یا رسول اللہ و ما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تُری لہ** (۴۱۸/ب) ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے سوائے مُبشّرات کے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی، لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ مُبشّرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے''۔

۵: بہ حوالہ بعثتِ انبیا

سورۂ اعراف میں ہے **یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ** (۴۱۸/ب) یعنی ''اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں اور تم سے میری آیتوں کو بیان کریں تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور اپنی اصلاح کرے تو ان لوگوں پر (آخرت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ ہوں گے''۔ سورۂ حج میں ہے: **اِنَّ اللّٰہَ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ** ((۴۱۹/الف) ''بے شک اللہ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو چن لیتا ہے''۔ ان آیات سے اجرائے نبوت پر قادیانیوں کا استدلال متعدد وجوہ کی بنا پر یکسر مردود و باطل ہے:

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے شہادۃ القرآن (۱۸۹۳ء) میں لکھا ہے ''رُسُل سے مراد مُرسَل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا مُحدَّث ہوں۔ چوں کہ ہمارے سید و رسول ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آں حضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے شریعت میں نبی کے قائم مقام مُحدَّث رکھے گئے''۔ (۴۱۹/ب) ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں وہ لکھتے ہیں ''رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا مُحدَّث ہو یا مُجدِّد ہوں''۔ (۴۱۹/ج) نور القرآن (۱۸۹۵ء) میں وہ لکھتے ہیں کہ عام لفظ کو خاص معنیٰ میں محدود کر دینا صریح شرارت ہے۔ (۴۱۹/د) جب مرزا صاحب کے نزدیک رسول کے مفہوم میں اس قدر وسعت ہے کہ اس میں مُحدَّث (الہام یافتہ) اور

مُجدِّد بھی شامل ہیں جو نبی نہیں ہوتے تو مذکورہ بالا آیات سے نبوت کے جاری رہنے پر استدلال کیسے درست ہوا؟ اگر یہاں رسولوں سے بروزی وظلی اور غیرتشریعی نبی مراد لئے جائیں تو رسول کے عام لفظ کو خاص معنی میں محدود کرنا پڑے گا جو مرزا قادیانی کے نزدیک صریح شرارت ہے تو قادیانیوں کو اپنے ہی نبی کے کہنے پر صریح شرارت سے باز رہتے ہوئے رسول کا وہی عام معنی لینا چاہئے جو ان کے نبی نے بیان کیا ہے۔ اگر رسول کا اصطلاحی معنی لیا جائے تو اس میں تشریعی اور غیرتشریعی سارے نبی آجائیں گے حال آں کہ قادیانیوں کے نزدیک تشریعی نبوت جاری نہیں تو جس دلیل سے وہ تشریعی نبیوں کی آمد روک رہے ہیں اسی دلیل سے غیرتشریعی نبوت بھی جاری نہیں ہوسکتی کیوں کہ دلیل تو عام ہے اور دعویٰ خاص قسم کی نبوت کے جاری رہنے کا کیا جارہا ہے لہٰذا استدلال صحیح نہ ہوا۔

۲۔ سورۂ اعراف کی مذکورہ بالا آیت سے پہلے تین مرتبہ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ کہا گیا ہے، ان آیات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو انبیا علیہم کے آنے کی خبر دی تھی اور ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی تھی۔ اس لئے انبیائے سابقین کے متعلق قرآن کریم میں جمع کے صیغے استعمال کئے گئے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو آئندہ کے لئے انہوں نے رسولوں کی نہیں بل کہ صرف اور صرف ایک رسول کی لوگوں کو بشارت دی: وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ (۴۲۰/الف)، ''اور میں تمہیں ایک رسول (کے آنے) کی خوش خبری دے رہا ہوں جس کا نام احمد ہوگا''۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **انّ لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحوا اللہ بہ الکفر و انا حاشر الذی یحشرُ النّاس علیٰ قدمی و انا العاقب** (۴۲۰/ب) ''بے شک میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں جس کے نقش قدم پر لوگ جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب (پیچھے آنے والا) ہوں''۔ اور ایک روایت میں ہے **انا العاقب و العاقب الذی لیس بعدہ نبی** (۴۲۰/ج) ''اور میں عاقب (پیچھے آنے والا) ہوں اور عاقب (پیچھے آنے والا) وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔ اس سے معلوم ہوا کہ احمد، رسول اکرم خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کا ہی دوسرا نام ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے کسی نام نہاد ظلّ اور بروز کو احمد نہیں کہا ہے بل کہ خود آپ ہی احمد ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلّ و بروز کا جو بیہودہ تصور پیش کیا ہے اس کے مطابق تو رسول اللہ ﷺ کے بعد لاتعداد ''احمد'' ماننے پڑیں گے، چناں چہ مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں لکھا ہے ''صدہا لوگ ایسے گزرے ہیں جن میں حقیقتِ محمدیہ متحقق

تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا''۔ (۴۲۱/ الف) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی نام نہاد ظلی و بروزی رسول کی بشارت دی ہوتی تو وہ ایک رسول کی بہ جائے کئی رسولوں کی بشارت دیتے کیوں کہ اگر مرزا قادیانی کے اس دعوے کو قبول کیا جائے کہ میں ظلی نبی ہوں تو خود ان کے قول کے مطابق صدہا لوگوں میں حقیقت محمدیہ متحقق ہوئی ہے اور اللہ کے نزدیک ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ مرزا صاحب رسول اللہ ﷺ کا کامل ظل اور بروز تھے اور دوسرے حضرات غیر کامل ظل اور بروز تھے، کیوں کہ مرزا جی یہ بھی ارشاد فرمار ہے ہیں ''خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آں حضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آں حضرت ﷺ کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیوں کہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چوں کہ میں ظلی طور پر محمد ہوں (ﷺ) پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیوں کہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یہ ہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہے نہ اور کوئی......''۔ (۴۲۱/ ب) مرزا قادیانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خدا نے ان کا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا بہ زعم خویش ظل اور بروز ہیں لیکن مرزا صاحب کی کمالات آئینہ اسلام کی مذکورہ بالا عبارت کے مطابق ان سے پہلے بھی صدہا ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کا نام اللہ کے نزدیک ظلی طور پر محمد یا احمد تھا اور چوں کہ مرزا صاحب کے بیان کے مطابق ''ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا'' لہٰذا یہ لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کا کامل ظل کہلائیں گے، انہیں ناقص ظل قرار نہیں دیا جا سکتا ورنہ اصل (یعنی محمد ﷺ) کو بھی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ناقص قرار دینا ہوگا۔ پس جب یہ حضرات بھی بہ قول مرزا قادیانی رسول اللہ ﷺ کامل ظل اور بروز تھے اور جس طرح مرزا قادیانی کا ظلی نام (بہ قول ان کے) محمد ہے اسی طرح ان حضرات کا بھی تھا۔ اب اگر یہ حضرات بھی مرزا جی کی طرح ظلی نبی ہونے کا دعویٰ داغ دیتے تو انہیں اس کا پورا پورا حق حاصل تھا۔ ان میں سے ہر ایک ظلی محمد یا ظلی احمد یہ کہہ سکتا تھا کہ ''چوں کہ میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیوں کہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی''۔ ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آں جناب ﷺ کا وجود ہی تھا''۔ (۴۲۱/ ج) پس مرزا جی کے ظل و بروز والے فلسفے کی رو سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی پورا پورا حق حاصل تھا کہ وہ بھی اپنے ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کر دیتے اور اس فلسفے کے تحت وہ بھی یہ فرما سکتے تھے ''پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیوں کہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی''۔ نیز جب بہ قول مرزا لاتعداد لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے، اور ظلی طور پر ان سب

کا نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمد یا احمد تھا تو مرزا جی کا یہ دعویٰ کیسے درست ہوا کہ مجھ (مرزا قادیانی) کی صورت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ ہوئی ہے؟ اس نام نہاد ظلی و بروزی فلسفے کے تحت تو رسول اللہ ﷺ کی بعثت بارہا ہو چکی تھی۔ الغرض مرزا صاحب کے بہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمیت صدہا بزرگ ایسے گزرے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز تھے اور ان کا نام ظلی طور پر محمد یا احمد تھا۔ ان میں سے کسی نے بھی ظلی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا پس مرزا صاحب کا ظل و بروز کے پردے میں نبوت کا دعویٰ جھوٹا ہے نیز ہم بارہا قادیانیت پر اپنے ان الفاظ میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کسی اور کے کہنے سے نہیں بل کہ اپنے ہی قلم کی رو سے عمر بھر کے لئے مشرک عظیم، شیاطین کا کھلونا، ماکول الحسنات وغیرہ ثابت ہو چکے ہیں۔ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ سے اپنے نکاح کی پیش گوئی کے سلسلے میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ اگر یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجّال ہوں۔ اس متوقع نکاح کو انہوں نے اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں معیار ٹھہرایا تھا لیکن یہ سب کچھ جھوٹ نکلا اور وہ اپنے ہی قلم سے ملعون و مردود ہو گئے۔ ایسا شخص کسی شیطان کا بروز اور ظل تو ہو سکتا ہے لیکن کسی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کے شریف انسان کا بروز نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ وہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز ہونے کا دعویٰ کرے۔

۳۔ الغرض سورۂ اعراف میں یٰبنی اٰدم سے خطاب حضرت آدمؑ کے زمانے میں ے اولادِ آدم سے تھا، حضرت آدمؑ سے پیدا ہونے والی اولاد کو یہ پیغام بھی اللہ تعالیٰ نے دیا تھا: فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۴۲۲/الف) ''تو جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت ضرور بالضرور پہنچے گی تو جو بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ ہوں گے''۔ اگر اس طرح کی آیات سے امتِ محمدیہ میں رسالت کے جاری ہونے کا ثبوت ملتا ہو تو ہدایت (شریعت) کے اجرا کو بھی تسلیم کرنا ہوگا حال آں کہ یہ بالاتفاق غلط ہے۔ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کی امت دعوت کو ''یٰبنی اٰدم'' سے نہیں بل کہ یٰاَیُّها النَّاسُ ''اے لوگو'' سے اور امتِ اجابت یعنی مسلمانوں کو یٰاَیُّها الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ''اے ایمان والو'' سے مخاطب کیا گیا ہے۔ سورۂ حج کی آیت اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ سے یہ قانون بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ فرشتوں کو اور انسانوں کو پیغام رسانی کے لئے منتخب کرتا ہے، اس سے نبوت کا دائمی اجرا مقصود نہیں ہے ورنہ رسولوں اور نبیوں کی طرح ملائکہ سے بھی نئے نئے فرشتے پیغام رسانی کے لئے منتخب ہوتے رہتے حال آں کہ وحی کا فرشتہ تو حضرت جبرئیلؑ ہی ہے۔ فعل مضارع کے صیغے سے ہر جگہ اور ہمیشہ فعل کا استمرار اور

ہمیشہ کے لئے بار بار اعادہ مقصود نہیں ہوا کرتا یعنی تجدّد و استمرار ہر جگہ مقصود نہیں ہوا کرتا۔ اگر مضارع کے صیغے سے فعل کا ظہور چند مرتبہ ہو جائے تو مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں ہے: هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ (۴۲۲/ب) یعنی ''(اللہ) وہی ہے جو اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) پر واضح آیات نازل کرتا ہے''۔ بلاشبہ قرآن کریم عرصۂ دراز تک رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا رہا لیکن جب اس کا نزول مکمل ہو گیا تو اس کے بعد آپ پر اس کا مزید نزول ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ اسی طرح اللہ کے رسول وقتاً فوقتاً آتے رہے لیکن جب رسول اللہ ﷺ پر ان کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تو بعد میں کسی کو نبوت دیئے جانے کی کوئی بات ہی باقی نہ رہی۔ تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا قادیانی نے اپنے ایک بابو الٰہی بخش کے سلسلے میں اپنے متعلق لکھا ہے یریدون ان یروا طمثك۔ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے''۔ (۴۲۲/ج) دیکھئے یہاں مرزا صاحب نے مضارع کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ مرزا جی کو عمر بھر حیض آتا رہا تھا اور بابو الٰہی بخش عمر بھر بار بار اسے دیکھنے کا شوق رکھتا تھا۔ پس اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بعثتِ انبیاء کا سلسلہ کہیں جا کر رکے گا ہی نہیں۔

و: بہ حوالہ آیتِ استخلاف

سورۂ نور میں ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (۴۲۳/الف) ''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کئے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کرلیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا جیسے ان لوگوں کو بنایا تھا جو ان سے پہلے (اُمم گزشتہ میں) ہوئے اور ان کے دین (اسلام) کو جو اس نے ان کے لئے پسند کرلیا ہے ضرور بالضرور ان کے لئے غالب کرے گا اور (دشمنوں سے) ان کے خوف کو ضرور بالضرور امن میں بدلے گا''۔ قادیانیوں کا اس آیت میں خلفا سے انبیا مراد لینا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے جاری رہنے پر اس سے استدلال کرنا متعدد وجوہ کی بنا پر مردود اور باطل ہے:

ا۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے یہاں خلفا سے انبیا مراد نہیں لئے، چناں چہ اس آیت کے ضمن میں وہ شہادۃ القرآن (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں'' کیوں کہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے...... پس جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے''۔ (۴۲۳/ب) اسی کتاب میں وہ مزید لکھتے ہیں'' نبی تو اس امت میں آنے کو رہے، اب اگر خلفائے نبی

بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے''۔
(۴۲۳/ج) مرزا قادیانی کی ان عبارتوں سے واضح ہے کہ خلفا سے انبیا مراد نہیں بل کہ انبیا کے جانشین مراد ہیں۔ نیز اگر ایمان اور اعمال صالحہ سے نبوت ملتی ہو تو نبوت وہبی نعمت نہ رہی بل کہ کسبی نعمت شمار ہو گی۔ حال آں کہ مرزا صاحب براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) میں لکھتے ہیں ''اب خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے۔ کسی عامل کا عمل نہیں ہے اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخاطب برہمو وغیرہ بے خبر ہیں''۔ (۴۲۴/الف)

۲۔ یہاں اصل حقیقت یہ ہے کہ سورۂ نور کی مذکور بالا آیت میں صرف خلفائے راشدین کی بات ہو رہی ہے اور وعدے کا تعلق صرف حضرات صحابہ کرامؓ سے ہے جیسا کہ آیت میں کلمہ ''منکم'' (تم میں سے) واضح ہے۔ اگر قیامت تک کے مسلمان مراد ہوتے تو آیت میں ''منکم'' لانے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ بلاضرورت کلام عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ نیز اگر قیامت تک کے مسلمانوں سے وعدہ ہوتا تو دین اسلام کو عسکری اور مادی غلبہ ہر دور میں حاصل رہتا۔ جہاں تک نظری وفکری غلبے کا تعلق ہے تو فکری اعتبار سے تو حق کبھی مغلوب ہوا ہی نہیں کرتا۔ نیز مسلمانوں کو ہر دور میں اپنے دشمنوں سے امن حاصل ہوتا حال آں کہ یہ مشاہدے اور خارجی حقائق کے خلاف ہے۔ پس اس آیت کا کسی بھی طرح کی نبوت کے اجرا سے دور دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

ز: بہ حوالہ آیت تکمیلِ دین

سورۂ مائدہ میں ہے: **اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا** (۴۲۴/ب) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو بہ طور دین تمہارے لئے پسند کر لیا''۔ سورۂ حجر میں ہے: **اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ** (۴۲۴/ج) ''بے شک ہم نے ہی (اس) نصیحت (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔ امتِ محمدیہ کے متعلق ارشاد ہے: **کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ** (۴۲۴/د) ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو''۔ اس طرح کی قرآنی آیات سے ختم نبوت کا یہ مفہوم علیٰ وجہ الکمال واضح ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

۱۔ دین کامل ہو چکا اس میں مزید کسی اضافے کی کوئی گنجائش نہیں، نہ ہی کامل دین کے احکام میں

نسخ وترمیم کی کوئی ضرورت باقی رہی کہ مثلاً کوئی مفتری اور بدبخت قتال فی سبیل اللہ کو منسوخ قرار دے۔ قرآن کریم محفوظ کتاب ہے اس کے مضامین بھی محفوظ ہیں اور یہ قابل فہم ہے ورنہ اسے الذکر (نصیحت) نہ کہا جاتا۔ اگر کوئی کتاب سمجھی ہی نہ جاسکے تو وہ لوگوں کے لئے نصیحت کیسے بنے گی؟ معنوی تحریف کرنے والوں کا تعاقب اہلِ علم جاری رکھیں گے کیوں کہ اس امت کا پیغمبر سید الانبیاء اور یہ امت خیر الامم ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو آخری زمانے کا آخری مجدد قرار دیا ہے (۴۲۵/ الف) لہٰذا ان سے پہلے بھی مجدد آتے رہے۔ یہ مجددین لازماً قرآن کریم کے سچے تابعین میں سے تھے ورنہ انہیں مجدد کہنا ہی درست نہ ہوگا۔ قرآن کریم کے سچے تابعین کے متعلق مرزا قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اور تائیداتِ الٰہیہ ہر دم اور ہر لحظہ ان کو حاصل ہوتی ہیں اور یہ قول مرزا صاحب خدا کو جب بھی ان کے شجرۂ طیبہ میں کوئی شاخ خشک نظر آتی ہے تو وہ اپنے مربیانہ ہاتھ سے اسے فی الفور کاٹ ڈالتا ہے۔ (۴۲۵/ ب) اور اولیائے امت کے الہام کے متعلق بھی مرزا قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ الہام سے یقین قطعی حاصل ہوتا ہے۔ (۴۲۵/ ج) پس جب یہ حضرات امت کی فکری و عملی رہنمائی اور لغزشوں سے اسے محفوظ رکھنے کے لئے کافی، شافی اور وافی ہیں تو کسی نئے نبی کے آنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ مرزا جی نے ۱۸۹۳ء میں حمامۃ البشریٰ میں بالکل صحیح لکھا ہے ''اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیوں کہ آپ کی برکات ہر زمانے پر محیط اور آپ کے فیوض اولیاء اور اقطاب اور محدّثین کے قلوب پر بل کہ کل مخلوقات پر وارد ہیں خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آں حضرت ﷺ سے فیض پہنچ رہا ہے، اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے''۔ (۴۲۶/ الف)

۲۔ اگر کسی نئے نبی کی آمد کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو ایسے مفروضہ نبی پر ایمان لانا ضروری ہوگا یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی بعثت ہی بے مقصد ہوگی۔ اگر ایمان لانا ضروری ہوگا تو دین کی تکمیل تو رسول اللہ ﷺ کی بہ جائے اس نئے پیغمبر سے ہوگی کیوں کہ اس پر ایمان لائے بغیر نجات حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس طرح کے مفروضات سے رسول اللہ ﷺ کی توہین وتنقیص لازم آتی ہے لہٰذا یہ مفروضات باطل ہیں اور خارجی حقائق سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔

۳۔ نیا (مفروضہ) نبی رسول اللہ ﷺ سے (معاذ اللہ) افضل ہوگا یا آپ کا ہم مرتبہ ہوگا یا آپ سے کم تر ہوگا۔ اگر وہ (معاذ اللہ) آپ سے افضل یا آپ کا ہم مرتبہ ہو تو رسول اللہ ﷺ کو سید المرسلین و الانبیا کہنا درست نہ رہے گا۔ اگر وہ آپ سے کم تر ہوگا تو اس پر ایمان نہ لانے والے کافر ہوں گے یا نہیں۔ اگر کافر نہیں ہوں گے تو اس کی بعثت ہی بے مقصد بل کہ مضحکہ خیز ہوگی۔ اگر کافر ہوں گے تو لازماً یہ

ماننا پڑے گا کہ یہ نیا نبی ایک نئی امت کو تشکیل دے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے درجے میں کم تر نبی کی امت بھی لازماً سابقہ امتِ محمدیہ سے کم تر ہوگی یعنی امتِ محمدیہ کمال کے بعد زوال سے دوچار ہوگی۔ ان تمام مفروضات سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کی توہین ہوتی ہے لہٰذا یہ مفروضات باطل ہیں۔ نیز نئے نبی کے آنے سے پہلے کی امتِ محمدیہ آخری امت نہیں رہے گی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ آخری نبی رہیں گے، حال آں کہ آپ کا ارشاد ہے: انا اٰخر الانبیاء و انتم اٰخر الامم (۴۲۶/ ب) ''میں نبیوں میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم امتوں میں سب سے آخری امت ہو''۔ اس مضمون کی اور بھی بہت سی روایات ہیں۔

۴۔ اگر یہ کہا جائے کہ کوئی نیا نبی آیا ہی نہیں بل کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت وشکل میں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حضرت محمد ﷺ ہی دوبارہ تشریف لائے ہیں لہٰذا مذکورہ بالا اشکالات پیدا نہیں ہوتے تو اس کا باطل ہونا ہم سابقہ مباحث میں خوب واضح کر چکے ہیں۔ یہاں یہ سمجھ لینا کافی ہے کہ اسلام میں تناسخ وحلول اور ظلّ و بروز کا قطعاً کوئی تصور نہیں ہے۔ اگر ظلّ و بروز کے پردے میں رسول اللہ ﷺ نے پھر آنا ہوتا اور کسی ظلّی و بروزی نبی نے نمودار ہونا ہوتا تو مرزا غلام احمد قادیانی پھر بھی اس منصب کے ہرگز اہل نہ ہوتے، کیوں کہ وہ اپنے آپ کو اپنے ہی قلم سے مشرک عظیم، ماکول الحسنات، بدعقل، شیاطین کا کھلونا، نامراد، ملعون، مردود، ذلیل، دجال، عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے برپا ہونے والا، انگریز سرکار دولت مدار کا خود کاشتہ پودا وغیرہ وغیرہ بہت کچھ ثابت کر چکے ہیں۔ نیز اگر مرزا غلام احمد قادیانی بالقابہ کی شکل وصورت میں واقعی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف فرما ہوئے ہیں تو لازماً یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ نے ازسرنو ایک نئی قادیانی امت تشکیل دی جس کے افراد کی ۱۹۳۱ء کی سرکاری مردم شماری کے مطابق پنجاب میں کل تعداد پچپن ہزار تھی اور اس میں مرزا جی کو نبی نہ ماننے والے لاہوری جماعت کے لوگ بھی شامل تھے۔ مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوئی اور یہ مردم شماری ان کی موت کے ۲۳ سال بعد ہوئی۔ امت محمدیہ کے کروڑوں افراد نے نام نہاد ظلّی و بروزی نبی مرزا جی کو مفتری اور کذاب قرار دیا، اس لئے نئی قادیانی امت کی شریعت میں یہ سب (معاذ اللہ) کافر ہو گئے۔ اگر مرزا جی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) محمد ﷺ ہی تھے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوبارہ تشریف آوری پر اپنی امتِ محمدیہ کے کروڑوں افراد کو کافر ٹھہرا کر (معاذ اللہ) جہنم کے حوالے کر دیا۔ آپ کی یہ (مفروضہ) دوبارہ تشریف آوری تو آپ کی پہلی تشریف آوری سے زیادہ بابرکت ہونی چاہئے تھی، کیا اس (مفروضہ) صورت میں رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین قرار دینا درست اور باقی رہے گا؟ اگر نہیں تو ایسے تمام مفروضات بیہودہ، لایعنی اور باطل ہیں، جب آپ کی پہلی تشریف آوری ہوئی تو آپ کے

خلفائے راشدینؓ نے اس دور کی دو انتہائی طاقت ور مملکتوں روم و ایران کے غرور ونخوت کو خاک میں ملا دیا۔ قیصر و کسریٰ مغلوب ہوئے اور اس دور کی تقریباً آدھی دنیا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر حلقہ بہ گوش اسلام ہوئی لیکن آپ کی (مفروضہ) دوبارہ تشریف آوری کا نتیجہ قادیانی فکر کے مطابق یہ ہوا کہ کروڑوں افراد پر مشتمل امت محمدیہ پھر (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) کفر کے گڑھے میں جاگری۔ کوئی سلیم الطبع اور عقل مند شخص رسول اللہ ﷺ کی اس توہین کو قبول نہیں کرسکتا اور ظلی نبوت کے بیہودہ تصور کا ہرگز قائل نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے تو قادیانی امت اپنے ہی قائد مرزا قادیانی کے اپنے ہی ''مبارک'' قلم کی رو سے تا قیامت ایک لعنتی امت قرار پاتی ہے، جیسا کہ ہم سابقہ مباحث میں بارہا بیان کرچکے ہیں۔

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نزول سے مذکورہ بالا خرابیاں پیدا نہیں ہوتیں کیوں کہ آپ کسی نئی امت کو تشکیل نہیں دیں گے اور نہ امت محمدیہ کے افراد کو آپ کافر قرار دیں گے۔ دجال اور اس کے ساتھیوں کے قلع قمع، یاجوج ماجوج اور ان کی آسمانی تباہی کے بعد روئے زمین پر سب لوگ اسلام قبول کرلیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سب کے سب صرف اور صرف شریعتِ محمدیہ ہی کے پابند ہوں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر مسلمانوں میں سے کچھ لوگ آپ کا انکار کردیتے اور کچھ آپ پر ایمان لاتے تو لازماً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ایک اور امت وجود پذیر ہوتی لیکن کوئی سرے سے ان کا انکار ہی نہیں کرے گا لہٰذا امت محمدیہ کی وحدت میں کوئی خلل پیدا ہوکر کوئی نئی امت معرض وجود میں نہیں آئے گی، اس کے عین برعکس جھوٹے مسیح غلام احمد ابن چراغ بی بی کی منحوس آمد پر ساری دنیا تو کیا اسلام قبول کرتی، قادیان کے سب لوگ بھی مسلمان نہ ہوئے بل کہ پہلے سے موجود کروڑوں مسلمان مرزا غلام احمد ابن چراغ بی بی کو مفتری اور کذاب قرار دے کر قادیانی شریعت کی رو سے (معاذ اللہ) کافر ہوگئے۔ اس پر بھی مرزا جی کا یہ دل چسپ دعویٰ ہے کہ محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں جلالی رنگ میں تشریف لائے تھے اب وہ مجھ (مرزا قادیانی) کی شکل وصورت میں جمالی رنگ میں تشریف لائے ہیں چناں چہ وہ اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھتے ہیں ''خوب توجہ کرکے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں رہی، کیوں کہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہوچکا، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہوکر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور پر خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے''۔ (۴۲۶/ج) مرزا صاحب نے چاند کی ٹھنڈی روشنی سے کسے فیض یاب فرمایا اور جمالی رنگ میں کس کے لئے خدمات سرانجام دیں، اس کے متعلق وہ تریاق

القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں ارشاد فرماتے ہیں ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں...... میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں، اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں''۔ (۴۲۷/الف) یعنی قادیانی عقائد کے مطابق رسول اللہ ﷺ اپنے اسم احمد کی جمالی کیفیت کو ظاہر کرنے کے لئے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل و صورت میں دوبارہ تشریف لائے ہیں تا کہ امت محمدیہ کے کروڑوں مسلمان ان کا انکار کر کے (معاذ اللہ) کافر ہو کر جہنم میں جائیں اور تا کہ جہاد کو حرام قرار دے کر انگریز سرکار دولت مدار کو پورا پورا تحفظ فراہم کیا جائے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس سے تو کچھ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کا خدا بھی انگریز تھا، چناں چہ وہ براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) میں انکشاف فرماتے ہیں ''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں یہ الہام ہوا ''آئی لو یُو'' یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں، پھر یہ الہام ہوا ''آئی ایم وِد یُو'' یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں، پھر الہام ہوا ''آئی شیل ہیلپ یُو'' یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا ''آئی کین وہاٹ آئی وِل ڈو'' یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا ''وی کین وہاٹ وی وِل ڈو'' یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے''۔ (۴۲۷/ب) مرزا صاحب پر وحی والہام نازل کرنے والا انگریز خدا شاید دیسی انگریز تھا کہ اس کی انگریزی خاصی دل چسپ ہے۔ خیر ہمیں اس سے غرض نہیں، جب مرزا جی کا خدا انگریز تھا تو مرزا جی کو نظر آنے والے فرشتے بھی تو انگریز ہی ہونے چاہئیں چناں چہ وہ ارشاد فرماتے ہیں ''ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا، صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے بیٹھا ہے، میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوب صورت ہیں، اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی ہوں'' (۴۲۷/ج) جب مرزا جی کا خدا انگریز تھا تو انہوں نے ملکہ وکٹوریہ کے نام اپنے خط میں یہ ٹھیک ہی تو فرمایا تھا''...... خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں، خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے، تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تا کہ پرہیز گاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں''۔ (۴۲۸/الف) پس قادیانی عقائد کی رو سے مرزا جی انگریزوں کے لئے تو یقیناً جمالی

رنگ میں سراپا رحمت بن کر تشریف لائے تھے لیکن امتِ محمدیہ کے لئے لعنت و مصیبت ثابت ہوئے کہ امت مسلمہ میں سے جس نے بھی ان کو تسلیم کیا وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہو کر کفر وارتداد کے عمیق گڑھے میں گر گیا۔ ہم تو مرزا جی کو مراقی، ہسٹیریائی، مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں لیکن وہ بہ جا طور پر اپنی قادیانی امت کو قیامت تک کے لئے اپنے قلم اور اپنے ارشاداتِ عالیہ سے ایک لعنتی امت قرار دے گئے جیسا کہ ہم سابقہ مباحث میں باحوالہ ثابت کرتے چلے آئے ہیں، پس مرزا جی صرف انگریزوں کے لئے ہی سراپا جمال اور رحمت تھے۔

ح: بہ حوالہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت عمومی

انبیائے سابقین کے برعکس رسول اللہ ﷺ کی بعثت پوری دنیا کے لئے ہے اور آپ کی شریعت آفاقی شریعت ہے جو قیامت تک کے لئے نافذ ہے، مثلاً سورۂ اعراف میں ہے: ''(اے پیغمبر!) تو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے''۔ (۴۲۸/ ب) اور مثلاً سورۂ فرقان میں ہے کہ ''وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (قرآن) کو اتارا تا کہ وہ تمام جہانوں (دنیا کے ہر حصے کے لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے) ڈرانے والا ہو''۔ (۴۲۸/ ج) اور مثلاً سورۂ انعام میں ہے ''اور یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعے (اس پر ایمان نہ لانے پر) تم کو (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤں اور ہر اس شخص کو ڈراؤں جس تک بھی یہ پہنچے''۔ (۴۲۹/ الف) اور مثلاً سورۂ انبیاء میں ہے کہ ''ہم نے تجھے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔ (۴۲۹/ ب) اس طرح کے مضامین سے معلوم ہوا کہ دنیا کے کسی خطے کے لئے بھی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم میں سراجِ منیر یعنی روشن سورج کہا گیا ہے۔ (۴۲۹/ ج) جس طرح سورج کے ہوتے ہوئے کسی چراغ کی ضرورت نہیں اسی طرح آپ کے ہوتے ہوئے کسی اور نئے نبی کی قطعاً ضرورت نہیں۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا لیکن وہ نئے نبی نہیں ہوں گے۔

ط: بہ حوالہ انبیائے سابقین کی وحی پر ایمان

قرآن کریم میں امت محمدیہ کو نہ صرف رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا بل کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور ان پر اترنے والی وحی پر بھی ایمان لانے کا مکلف و پابند کیا گیا ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص بھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ یہ ایک

ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی مسلمان بھی انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں ہرگز یہ مضمون نہیں ملتا کہ اہلِ ایمان اس وحی پر بھی ایمان لائیں گے جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد نازل ہوگی۔ گزشتہ انبیا علیہم السلام کا قرآن کریم میں بار بار ذکر ہے لیکن آئندہ کسی آنے والے نبی کا اشارہ تک نہیں بل کہ کھلے لفظوں میں رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے (۱۹۰۱ـ۱۹۰۲ء) میں نبوت کا دعویٰ کرڈالا حال آں کہ اس سے پہلے وہ مثلاً تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰ـ۱۹۰۲ء) میں یہ لکھ چکے تھے ''......ایسا ہی آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ اور آیت وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں صریح نبوت کو آں حضرت ﷺ پر (اللہ تعالیٰ) ختم کرچکا ہے اور صریح لفظوں میں فرماچکا ہے کہ آں حضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں''۔ (۴۳۰/ الف) اور مثلاً انہوں نے انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں لکھا تھا ''کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آں حضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں''۔ (۴۳۰/ ب) اور مثلاً انہوں نے آسمانی فیصلہ (۱۸۹۱ء) میں لکھا تھا ''اے لوگو!......دشمنِ قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو، اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے''۔ (۴۳۰/ ج) اور مثلاً حمامۃ البُشریٰ (۱۸۹۳ء) میں لکھا تھا ''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرکے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں''۔ (۴۳۱/ الف) اور مثلاً اسی حمامۃ البُشریٰ میں انہوں نے لکھا تھا ''میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے، وہ کذب، الحاد اور زندقہ ہے پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں''۔ (۴۳۱/ ب) مرزا قادیانی کی ان عبارتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ بعد میں انہوں نے نبوت کا دعویٰ داغ دیا تو کسی اور کے کہنے سے نہیں بل کہ صرف اپنے ہی قلم سے وہ بد بخت، مفتری، قرآن پر ایمان نہ رکھنے والا، دشمنِ قرآن، اسلام سے خارج ہوکر کافروں کی جماعت سے جاملنے والا، کذاب، مُلحد، زندیق اور اس خدا سے بے شرم جس کے سامنے اور لوگوں کی طرح مرزا جی کو بھی حاضر کیا جائے گا، سب کچھ ہوگئے۔ کیا ایسا شخص بعد میں اپنی اس طرح کی باتوں میں حق بہ جانب ہوسکتا ہے کہ میری نبوت پر رسول اللہ ﷺ نے مہر لگائی ہے، میں امتی نبی ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع سے نبوت کا منصب پایا ہے، میں رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز ہوں، رسول اللہ ﷺ ہی میری شکل وصورت میں دوبارہ تشریف لائے ہیں اس لئے آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا وغیرہ۔ اگر بالفرض رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نبوت کا

دروازہ کھلا ہوتا تو جو بدبخت اپنے ہی قلم سے مذکورہ اوصاف خبیثہ اپنے اوپر چسپاں کر چکا ہو وہ کیوں کر نبی ہوسکتا ہے؟ ہم ان مضامین میں بارہا بیان کر چکے ہیں کہ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ کے اپنے نکاح میں آنے کی پیشین گوئی کے سلسلے میں مرزا جی نے ایک اشتہار میں لکھا تھا ''اگر یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہوں''۔ (۴۳۱/ ج) اسی محمدی بیگم کے سلسلے میں انہوں نے ۱۸۹۶ء میں انجام آتھم میں لکھا تھا ''پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ (محمدی بیگم سے میرے نکاح کا) اتنے پر ہی ختم ہوگیا...... بل کہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس کو کوئی بھی کسی حیلے سے رد نہیں کرسکتا اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم (قطعی اور یقینی) ہے۔ عن قریب اس کا وقت آئے گا، قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھیجا اور خیر الرسل اور خیر الوری بنایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلد ہی دیکھ لو گے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے''۔ (۴۳۲/ الف) اسی محمدی بیگم کے سلسلے میں اسی کتاب انجام آتھم کے ضمیمے میں انہو ں نے لکھا ''چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیش گوئی کے) انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوئی ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی، تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے''۔ (۴۳۲/ ب) تادم مرگ مرزا قادیانی کے نکاح میں محمدی بیگم نہ آئی بل کہ اس کا نکاح مرزا صاحب کے کامیاب رقیب مرزا سلطان محمد سے ہوا۔ محمدی بیگم سے نکاح کی مرزا جی کی پیشین گوئی برملا جھوٹی ثابت ہوئی۔ مرزا صاحب کی اس سلسلے میں مذکورہ عبارتوں پر غور کیا جائے تو مرزا صاحب اپنے آپ کو اپنے ہی قلم سے نامراد، ملعون، مردود، ذلیل، دجال، خدا کے نام کی جھوٹی قسم کھانے والے، پیشین گوئی کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار ٹھہرا کر جھوٹا ثابت ہونے والے، خدا پر افترا کرنے والے، جو واقعہ ظہور پذیر ہونا ہی نہیں تھا، اس کے ظہور کو خدا کی قسم کھا کر تقدیر مبرم قرار دینے والے، نادان، بدگوہر، احمق، سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والے، ایسا بیوقوف جسے بھاگنے کی جگہ نہ رہی، نہایت صفائی سے اپنی ناک کٹوا بیٹھنے والے، ذلت کے سیاہ داغوں کے ساتھ منحوس چہرے والے، بندروں اور سوروں کی طرح ذلیل ہونے والے، سب کچھ ثابت کر بیٹھے۔ قادیانی حضرات غور فرمائیں اگر بالفرض نبوت کا دروازہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کھلا بھی ہوتا تو کیا مذکورہ اوصاف کا حامل کوئی بدبخت نبی ہوسکتا ہے؟ **الیس منکم رجل رشید؟** یہاں اجتہادی غلطی، ذہول،

نسیان وغیرہ کا کوئی بھی عذر کارگر نہیں ہوسکتا کیوں کہ مرزا جی اپنی اولیں تصنیف براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) کے زمانے سے ہی اپنے آپ کو معصوم عن الخطا قرار دیتے چلے آرہے تھے۔ نبوت تو ایک طرف رہی وہ قرآن کریم کے عام سچے تابعین کو بھی معصوم عن الخطا قرار دیتے ہوئے براہین احمدیہ میں خوب لفاظی کے جوہر یوں دکھاتے ہیں" وہ اپنے ہر ایک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف ورطمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یُسر میں تمام نالائق باتوں اور فاسد خیالوں اور نادرست علموں اور ناجائز عملوں اور بے جا فہموں اور ہر ایک افراط اور تفریط انسانی سے بچائے جاتے ہیں اور کسی مذموم بات پر ٹھہر نا نہیں پاتے، کیوں کہ خداوند کریم خود ان کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو ان کے شجرۂ طیبہ میں خشک دیکھتا ہے اس کو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ ان کی نگرانی کرتی رہتی ہے"۔ (۴۳۲/ج) اسی کتاب میں وہ یوں بھی چرب زبانی کا نمونہ دکھاتے ہیں" یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں، یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحرِ محیط کے رنگ میں ہیں جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی ہوتی ہے جو اعلیٰ درجے کے حقائق حقّہ ان کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں منکشف ہوتی رہتی ہیں اور تائیداتِ الٰہیہ ہر ایک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھ ایسا سامان ان کے لئے میسر کر دیتی ہیں جن سے بیان ان کا ادھورا اور ناقص نہیں ہوتا اور نہ کچھ غلطی واقع ہوتی ہے"۔ (۴۳۳/الف) مرزا صاحب صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کے سچے تابعین معصوم عن الخطا ہوتے ہیں، اتنی سی مختصر بات کے لئے انہوں نے مذکورہ بالا لفاظی اور چرب زبانی سے اپنی عادت کے مطابق خوب خوب کام لیا ہے اسی لئے ان کے عقیدت مند انہیں سلطان القلم سمجھتے ہیں لیکن یہ بیچارے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ مرزا جی کی یہی لفاظی تو دنیا اور آخرت میں ان کے گلے کا طوق بن رہی ہے، وہ سلطان القلم نہیں بل کہ اسیر القلم (قلم کے قیدی) ہیں۔

خیر بات یہ چل رہی تھی کہ اگر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا تو قرآن کریم میں اہل ایمان سے یہ مطالبہ بھی کیا جاتا کہ بعد میں آنے والے ان انبیا پر بھی ایمان رکھو۔ لیکن قرآن کریم میں صرف یہی مطالبہ کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے آنے والے نبیوں اور رسولوں پر بھی ایمان لاؤ، ان میں سے بعض کو ماننے والے اور بعض کا انکار کرنے والے تو پکے کافر ہیں۔ وحی قبلی (رسول اللہ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی وحی) کے متعلق سورۂ بقرہ میں پرہیز گار لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

(۴۳۳/ب) ''اور جو اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتاری گئی اور (اس وحی پر بھی) جو تجھ سے پہلے (گزشتہ انبیا پر) اتاری گئی''۔ اور مثلاً سورۂ انعام میں ہے: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (۴۳۳/ج) ''اور بے شک ہم نے تجھ سے پہلی امتوں کی طرف بھی رسول بھیجے''۔ اور مثلاً سورۂ آل عمران میں ہے: قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ بِالْبَيِّنَاتِ (۴۳۳/د) ''(اے پیغمبر!) تو کہہ کہ بے شک مجھ سے پہلے بھی تمہارے پاس رسول معجزات لے کر آئے''۔ اور مثلاً سورۂ بقرہ میں اہل کتاب (یہودیوں) سے کہا گیا ہے: وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (۴۳۴/الف) ''اور تم اس (کتاب قرآن) پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے اور جو اس کتاب (تورات) کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے''۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کو آنا ہوتا اور اس پر وحی کا نزول مقدر ہوتا تو یقیناً اس بعد والی وحی کا بھی ذکر کیا جاتا۔ مرزا بشیر الدین محمود قادیانیوں کے دوسرے خلیفے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے نے سورۂ بقرہ کی آیت کے جزو وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ کا معنی یہ لیا ہے کہ آخری وحی (یعنی مرزا قادیانی کی مزعومہ وحی) پر ایمان رکھتے ہیں حال آں کہ آخرت کا لفظ مؤنث اور وحی کا مذکر ہے۔ آخرت کا لفظ قرآن کریم میں کوئی ایک سو پندرہ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اس کا معنی ''قیامت اور اس کے بعد کے جہان'' کا ہی ہے۔ خود مرزا بشیر الدین محمود کے اباجی مرزا قادیانی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے ''اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں''۔ (۴۳۴/ب) اپنے اباجی کی مخالفت کر کے مرزا بشیر الدین محمود مردود ہو گئے، کیوں کہ انہوں نے اپنے اباجی مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لکھا ہے ''جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہے، کیوں کہ خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''۔ (۴۳۴/ج) مرزا بشیر الدین محمود اس لئے بھی مردود ہو گئے کہ ان کے اباجی مرزا قادیانی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی غلطی پر چھوڑے نہیں رکھتا اور وہ مجھے ہر لغزش سے بچا لیتا ہے۔ (۴۳۴/د) لیکن مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا یہ ہے کہ ''وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''۔ مرزا بشیر الدین محمود اس لئے بھی مردود ہو گئے کہ ان کا یہ دعویٰ بھی قطعاً جھوٹا ہے کہ ان کے اباجی وفات تک کسی غلطی میں نہیں رہے تھے۔ مثلاً مرزا جی نے اپنی کتب میں قرآنی آیات کو بارہا غلط لکھا ہے۔ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں انہوں نے یوم یاتی ربك فی ظلل من الغمام کو قرآنی آیت قرار دیا، حال آں کہ متعلقہ آیت کے یہ کلمات نہیں ہیں۔ اس طرح کی اغلاط پر قادیانی اخبار الفضل نے یہ عذر پیش کیا ہے ''ابتدا سے خدا تعالیٰ کی حکمت نے یہ چاہا کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں تا کہ ہمیشہ کے لئے آپ کے اتباع کے پاس برہانِ یقینی رہے کہ آپ ایک بشر تھے اور سہو و نسیان جو لازمۂ بشر ہے آپ اس

سے خالی نہ تھے''۔ (۴۳۴/ھ) پس مرزا بشیر الدین محمود جھوٹے ثابت ہوئے۔ اخبار الفضل کا عذر بھی ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بارہا معصوم عن الخطا ظاہر کیا ہے جس کے کچھ حوالے ہم اوپر پیش کر چکے ہیں۔

ی: بہ حوالہ دلیل میثاق:

سورہ آل عمران میں ہے: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ (۴۳۵/الف) ''اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کی تصدیق کرتا ہو تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور تم ضرور بالضرور اس کی مدد کرو گے''۔ مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک یہ عہد حضرات انبیا علیہم السلام سے عالم ارواح میں لیا گیا تھا اور اس میں ''ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ'' سے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ اس سے آپ کا سب سے آخر میں آنا ثابت ہوا۔ اگر آپ کے بعد بھی کسی اور نبی کو آنا ہوتا تو اُس پر بھی ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا عہد ضرور لیا جاتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۷ء میں حقیقۃ الوحی میں اس آیت کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''……اب ظاہر ہے کہ انبیا اپنے اپنے وقت پر فوت ہوگئے تھے، یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول (یعنی خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ، ناقل) ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ……اگر صرف توحید خشک سے نجات ہوسکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مؤاخذہ کرے گا جو گو آں حضرت ﷺ پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باری کے قائل ہیں''۔ (۴۳۵/ب) سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان لوگوں کے متعلق بتایا جو اس کی خاص الخاص رحمت میں ہوں گے کہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو رسول نبی اُمّی (محمد ﷺ) کی پیروی کریں گے جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے جو انہیں نیکی کا حکم دے گا اور برے کاموں سے روکے گا اور (اللہ کے بتانے پر) ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام ٹھہرائے گا۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۴۳۵/ج) ''تو جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی حمایت ونصرت کریں گے اور اس نور (قرآن کریم) کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہوگا تو ایسے لوگ ہی پوری کامیابی حاصل کرنے والے ہیں''۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اس پر ایمان لانے والوں کے

اوصاف بھی یقینا بیان کئے جاتے۔ چناں چہ کسی زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی لکھا تھا ''سیدنا و مولانا محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر و کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی''۔ (۴۳۵/د) اس کے بعد اگر یہی مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کر کے کافر و کاذب ہوگئے تو ساتھ ہی ان کے کلام میں کھلا کھلا تناقض بھی پیدا ہوگیا جو ان کے اپنے اعتراف کے مطابق مخبوط الحواس اور جھوٹے کے کلام میں ہی ہوا کرتا ہے۔ (۴۳۶/الف) انہوں نے ۱۸۹۳ء میں آئینہ کمالات اسلام میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کے منہ سے خواہ وہ صاحبِ الہام ہو یا مجتہد ہو، ایسی بات نکلے جس کی صحیح اصل شرع میں نہ ہو تو اس کے اندر شیاطین کھیل رہے ہوتے ہیں۔ (۴۳۶/ب) تو مرزا جی بعد میں صحیح عقائد سے منحرف ہوکر اپنے ہی الفاظ میں مخبوط الحواس، جھوٹے اور شیاطین کا کھلونا ہوگئے۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ ایسے جھوٹے شخص کی تائید و حمایت میں ان کے عقیدت مند ایسی ایسی تاویلات تراشتے رہتے ہیں جو ان کے خود ساختہ نبی کو بھی نہ سوجھی تھیں۔

تیسرا حصہ: بعض دیگر متعلقات

الف: مرزا غلام احمد قادیانی یہود و نصاریٰ کی آغوش میں

۱۔ یہودی سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بدترین دشمن تھے، اور اب بھی ہیں۔ انہوں نے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام پر بدکاری کا الزام لگایا۔ سورۂ نساء میں یہودیوں کے ملعون و مغضوب ہونے کی ایک وجہ یہی بہتان تراشی قرار دی گئی ہے۔ (۴۳۶/ج) مرزا قادیانی نے بھی ہو بہو یہودیوں کی روش اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت و غضب کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے اپنی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہؑ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ یہودی اسے نہیں مانتے۔ وہ آپ کو حضرت مریم علیہا السلام کی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ناجائز اولاد قرار دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی آپ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے سے انکار کیا ہے اور اپنی کتابوں میں یہ خبیث مضمون لکھا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی منگنی یوسف نجار سے ہوئی تھی اور نکاح سے پہلے ہی وہ اپنے منگیتر کے ساتھ آزادانہ گھومتی پھرتی تھیں جس سے وہ حاملہ ہوگئیں۔ پھر کیا ہوا؟ مرزا قادیانی یوں ہرزہ سرائی کرتے ہیں ''بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بہ سرعت تمام مریم کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کرا دیا، تا کہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ

ہوں، کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام یسوع رکھا گیا''۔ (۴۳۷/ الف) چشمۂ مسیحی (۱۹۰۶ء) میں مرزا قادیانی نے یہ خبیث مضمون لکھا'' دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا کہ وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نامی ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا''۔ (۴۳۷/ ب) کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں''۔ (۴۳۷/ ج) ان خبیث اور غلیظ عبارتوں سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت مریم علیہا السلام پر نکاح سے پہلے اپنے منگیتر سے تعلقات کا بہتان لگایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کا صاف صاف انکار کرتے ہوئے یوسف نجار کو ان کا باپ قرار دیا ہے۔

۲۔ صرف یہی نہیں کہ مرزا قادیانی نے یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب کو مطعون کیا بل کہ ہر طرح سے ان کی توہین کی۔ ان کی متعلقہ خبیث عبارتوں کا ایک ایک لفظ اس قلبی بغض و عداوت کا آئینہ دار ہے جو اس جھوٹے مسیح غلام احمد ابن چراغ بی بی کو سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے تھی۔ مثلاً حقیقۃ الوحی (۱۹۰۶ء) میں جھوٹے مسیح نے یوں ہرزہ سرائی کی ''حضرت عیسیٰ نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا...... بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علما کو سخت گالیاں دیں اور برے برے ان کے نام رکھے''۔ (۴۳۸/ الف) غور کیجئے اس جھوٹے مسیح کو ''یہودی بزرگوں'' سے کس قدر محبت و عقیدت اور سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کس قدر نفرت و عداوت اور بغض و حسد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایسی بداخلاقی اور دریدہ دہنی کا الزام اور بہتان لگایا جا رہا ہے جس میں یہ جھوٹا مسیح خود مبتلا تھا اور جس میں اس جھوٹے مسیح کا شاید ہی کوئی مقابلہ کر سکتا ہو۔ اس جھوٹے مسیح کی دریدہ دہنی کے کچھ نمونے آئندہ سطور میں نکتہ نمبر ۵ کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو (معاذ اللہ) کھلا جادو قرار دیتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہاں بھی یہودیوں کی ٹھیک ٹھیک پیروی کرتے ہوئے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔ مثلاً ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں انہوں نے اس طرح کے خبیث مضامین لکھے ''غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے

جانور بنا دیتا تھا بل کہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا''۔ (۴۳۸/ ب) اسی صفحے پر یہ بھی لکھا ہے ''مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے''۔ (۴۳۸/ ج) ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا''۔ (۴۳۹/ الف) چشمۂ مسیحی (۱۹۰۶ء) میں انہوں نے لکھا ''اور میں عیسیٰ مسیح کی ہرگز ان امور میں اپنے اوپر کوئی زیادت نہیں دیکھتا، یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بل کہ ان سے زیادہ''۔ (۴۳۹/ ب) اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ پر بہتان لگانے اور حضرت عیسیٰ کے نسب کو مطعون کرنے والوں کو قرآن کریم کی سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے ملعون و مغضوب قرار دیا ہے، جب مرزا قادیانی بھی انہیں لوگوں میں شامل ہو گئے تو ان پر خدا کی وحی ہرگز ہرگز نازل نہیں ہوا کرتی تھی بل کہ سراسر شیطانی وحی کا ان پر نزول ہوا کرتا تھا۔ مرزا قادیانی سے ان کی زندگی میں کسی قادیانی کو ان سے یہ پوچھنے کا ہوش نہ رہا کہ ''قرآن کریم میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ پیدائش کو نہایت کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، آپ کیسے مسیح موعود ہیں کہ قرآن کریم سے بھی آپ کی کھلی عداوت اور یہود سے آپ کی موافقت نمایاں ہو رہی ہے۔ ایک طرف تو آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا صاف انکار کر دیا کہ ان سے کوئی معجزہ صادر ہی نہیں ہوا تھا، دوسری طرف آپ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جو معجزات حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں میں ان معجزات کا مصداق ان سے بھی زیادہ اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ آپ نے کتنے مردوں کو زندہ کیا؟ آپ سے کتنے مادرزاد کوڑھی اور اندھے شفایاب ہوئے؟ آپ نے گہوارے میں کس سے کون سا کلام فرمایا تھا؟'' وغیرہ۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور میں مدینہ منورہ کے کچھ یہودی ازراہِ نفاق مسلمانوں کو کہتے تھے کہ ہم بھی تمہاری طرح مسلمان اور تمہارے ساتھی ہیں۔ مرزا قادیانی نے بھی ان کی روش کو اپناتے ہوئے اپنی کتابوں میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح کی ہے، ان کی بغیر باپ پیدائش کو تسلیم کیا ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کو صدیقہ کہا ہے تو ان کے مذکورہ بالا خبیث مضامین کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ازراہِ نفاق مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے کلام میں تناقض و تضاد پیدا کرتے رہے۔ ورنہ وہ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ''بے شک ان کے منہ سے بغض ظاہر ہو

چکا اور جو کچھ ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے'' کا پورا پورا مصداق ہیں۔

۵۔ ہماری نظر میں بائبل میں لاتعداد محرّف اور لغو مضامین پائے جاتے ہیں، بائبل کی عہد نامہ جدید کی کتب کا بھی یہی حال ہے۔ دیگر خرابیوں کے علاوہ ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نامناسب درشت کلامی کو منسوب کیا گیا ہے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پر سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سخت حقارت وتکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے مطعون کیا ہے جیسا کہ ہم اوپر نکتہ نمبر ۲ میں بیان کر چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس توہین پر جھوٹے مسیح کو دنیا میں بھی یہ سزا ملی کہ وہ دریدہ دہنی سے بھی آگے بڑھ کر فحش گوئی میں مبتلا ہو گئے۔ قبل ازیں قادیانیت پر ان مضامین میں ہم اس کے نمونے زیرِ عنوان ''مرزا غلام احمد قادیانی کی اخلاقیات'' پیش کر چکے ہیں۔ یہاں چند مثالیں ہی کافی ہوں گی۔ ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں وہ لکھتے ہیں'' ہمارے دعوے پر آسمان نے بھی گواہی دی، مگر اس زمانے کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں، خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ **علیھم نعال لعن اللہ الف الف مرّۃ** اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے یہ کہتا ہے کہ یہ (عبداللہ آتھم پادری کی ہلاکت کی) پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے پلید دجال! پیش گوئی تو پوری ہو گئی لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا''۔ (۴۳۹/ ج) اسی کتاب میں وہ مزید لکھتے ہیں'' سوچا ہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے سے اپنی بدگوھری ظاہر نہ کرتے، بھلا جس وقت یہ سب باتیں (یعنی محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ کے خاوند مرزا سلطان محمد کا مرزا قادیانی کی زندگی میں مر جانا اور محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر مرزا جی کے نکاح میں آجانا، ناقل) پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے رہیں گے، اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے، ان بیوقوفوں کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے''۔ (۴۴۰/ الف) لیجئے سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کی توہین کی نقد سزا دنیا میں بھی جھوٹے مسیح غلام احمد ابن چراغ بی بی کو یہ ملی کہ نہ صرف آسمان بل کہ زمین نے بھی یہ گواہی دے دی کہ مرزا جی کی یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی اور ان کا کامیاب رقیب مرزا سلطان محمد عمر بھر ان کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا۔ مرزا جی اپنے ہی قلم سے بدگوئی ظاہر کرنے والے، احمق، سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے والے، ایسے بیوقوف جس کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی تھی، نہایت صفائی سے اپنی ناک کٹوا بیٹھنے والے، ذلت کے سیاہ داغوں سے اپنے چہرے کو بندروں اور سوروں کی طرح کرا بیٹھنے والے بہ خوبی ثابت ہو گئے۔ اسی کتاب میں اس صفحے پر انہوں نے یہ بھی لکھا تھا'' یاد رکھو کہ

اس پیشین گوئی کی دوسری جز (مرزا سلطان محمد کا مرنا اور اس کی بیوی محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں، یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں"۔ (۴۴۰/ب) مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ آسمان نے ان کے سچے ہونے کی گواہی دی ہے لیکن ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آسمان و زمین نے ان کے جھوٹے مسیح اور متنبّی ہونے کی گواہی دے دی۔ ان کی پیشین گوئی تا دم مرگ پوری نہ ہوئی اور وہ اپنے ہی قلم سے ہر ایک بد سے بدتر، احمق، خبیث اور مفتری ثابت ہوگئے۔ ۱۸۹۴ء میں ایک اشتہار میں اس پیشین گوئی کے متعلق انہوں نے لکھا تھا "اگر یہ پیشین گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجّال ہوں"۔ (۴۴۰/ت) غور کیجئے کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر بدزبانی کا بہتان لگانے والے اور اہل حق علما کو ناحق گالیاں بکنے والے جھوٹے مسیح غلام احمد ابن چراغ بی بی کا دنیا میں ہی کیا انجام ہوا کہ ان کی دریدہ دہنی اور بدکلامی خود ان کے اپنے گلے کا طوق بن گئی۔ دریدہ دہنی سے بھی آگے بڑھ کر وہ فحش گوئی پر بھی اتر آئے تھے۔ اپنی موت کے سال ۱۹۰۸ء میں لکھی گئی اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں وہ یوں فحش کلامی پر اتر آئے تھے "آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل کے فاصلے پر ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)"۔ (۴۴۱/الف) یہ ہے جھوٹا مسیح مرزا غلام احمد ابن چراغ بی بی جو اپنے ہی قلم سے نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال وغیرہ وغیرہ ہو کر سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر دیگر بہتانات کے علاوہ (معاذ اللہ) بدگوئی کا بہتان لگانے سے بھی ذرا بھی نہیں شرماتا۔

۶۔ یہود و نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی۔ قرآن کریم نے ان کے دعوے کو جھوٹ قرار دیا اور واضح کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا اور آخرت دونوں میں باوقار شخصیت ہیں۔ یہودیوں نے ان کے خلاف خفیہ تدبیر کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے مقابلے میں خفیہ تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ یہودی یہ دعویٰ کرنے پر ملعون ہیں کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے حال آں کہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ ہی سولی دی بل کہ انہیں شبہے میں ڈال دیا گیا۔ (۴۴۱/ب) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان پر اپنے احسانات یاد دلائیں گے تو یہ بھی فرمائیں گے "وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ (۴۴۱/ج)" اور (وہ وقت بھی یاد کر) جب میں نے تجھ سے بنی اسرائیل کو روکے رکھا تھا"۔ ان سب تصریحات کے باوجود جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے یہود و نصاریٰ کی ہم نوائی کرتے ہوئے اور قرآن کریم سے کھلی دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں یہ خبیث مضمون لکھا "پھر بعد اس کے مسیح ان کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگانے گئے اور جس قدر

گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب نے دیکھا، آخر صلیب دینے کے لئے تیار ہوئے''۔ (۴۴۲/الف) سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا مذاق اڑاتے ہوئے جھوٹے مسیح غلام احمد ابن چراغ بی بی نے تذکرۃ الشہادتین (۱۹۰۳ء) میں لکھا ''وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور وہ تمام انسانی ضعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اس کے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں۔ کم زور سا آدمی تھا جس کو صلیب پر محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش آ گیا''۔ (۴۴۲/ب) اس عبارت میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ ولادت کا انکار کیا گیا ہے وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا کم زور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش کھا گئے تھے حال آں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر گز سولی پر لٹکایا ہی نہیں گیا تھا۔ یہ وہ جھوٹا مسیح مرزا قادیانی ہے جس کی کم زوری اور بزدلی کا یہ عالم تھا کہ اس کے ایک قریبی عقیدت مند مولوی عبدالکریم کو کاربنکل کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ مرزا کا یہ سادہ لوح مرید اپنے گھر والوں سے یہ فریاد کرتے کرتے مر گیا کہ ''جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں مر چلا ہوں، مجھے دور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرائیں''۔ یہ مرید زار و قطار روتا اور بلکتا رہا اور نہایت اصرار کرتا رہا کہ ابھی جاؤ۔ اس کی بیوی نے اس جھوٹے مسیح مرزا قادیانی کو اپنے لاچار اور بیمار خاوند کا پیغام پہنچایا، جھوٹے مسیح متنبّی قادیان کی اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم نے بھی سفارش کی کہ جب وہ (مولوی عبدالکریم) اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے ہو آئیں لیکن جھوٹے مسیح نے ارشاد فرمایا کہ ''تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ پڑ جائے گا''۔ (۴۴۲/ج) غور کیجیے یہ بزدل متنبّی قادیان جھوٹا مسیح سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ جھوٹا طعنہ دے رہا ہے کہ ''وہ محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش کھا گیا''۔ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ خود اس جھوٹے مسیح پر کبھی اس طرح کی کوئی افتاد پڑتی تو پہلا تازیانہ کھاتے ہی یا محض سولی کو دیکھتے ہی اس کی بزدل روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی۔ الغرض مرزا قادیانی نے یہود و نصاریٰ کی ہم نوائی اور قرآن دشمنی میں یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ اختلاف صرف یہ کیا کہ بہ قول مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السام کی موت سولی پر واقع نہیں ہوئی تھی وہ اپنے زخموں کا علاج مرہم عیسیٰ سے کرتے رہے پھر کشمیر میں چلے آئے اور یہیں فوت ہو گئے۔ عیسائی صلیب کو اس لئے مقدس جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہ قول ان کے مصلوب ہو کر لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر گئے ہیں۔ جب متنبّی قادیان جھوٹے مسیح نے بھی انہیں (بہ زعم خویش) سولی پر چڑھا ہی دیا تو صلیب کے تقدس کے عیسائی عقیدے کو انہوں نے خوب تقویت پہنچائی۔

۷۔عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا اور خدا کے بیٹے ہیں، حال آں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرگز ایسی کوئی تعلیم اپنی امت کو نہیں دی تھی، عیسائیوں کی روش پر چلتے ہوئے جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے سوچا کہ میں کیوں پیچھے رہوں، چناں چہ انہیں اس طرح کے شیطانی الہامات ہونے لگے **انت منی بمنزلة ولدی** یعنی تو مجھ سے بہ منزلہ میرے ولد کے ہے۔(۴۴۳/الف) ''خدا قادیان میں نازل ہوگا''۔(۴۴۳/ب) **یا قمر یا شمس انت منی و انا منك**، یعنی ''اے چاند، اے سورج! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں''۔(۴۴۳/ج) **انا نبشرك بغلام مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء** یعنی ''ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا ایسا مظہر ہوگا گویا اللہ (خود ہی) آسمان سے اتر آیا''۔(۴۴۴/الف) یہاں کوئی تاویل بھی نہیں کی جاسکتی، کیوں کہ ان کے ایک مرید ظہور الدین اکمل آف گولیکی گجرات نے ایک فریم شدہ نظم انہیں پیش کی تھی جسے انہوں نے نہایت شرح صدر سے قبول فرمایا تھا اس کا ایک شعر یہ بھی تھا:

خدا سے تو، خدا تجھ سے ہے واللہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیان میں (۴۴۴/ب)

ادھر مرزا صاحب نے حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں یہ اصول بیان کیا ہے کہ قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے اس میں کسی تاویل اور استثنا کی کوئی گنجائش نہیں ورنہ قسم کھانے کا فائدہ ہی کیا ہوا''۔(۴۴۶/ج) ظہور الدین اکمل کا قسم کھا کر یہ کہنا کہ مرزا جی خدا سے ہے اور خدا مرزا جی سے ہے، اور مرزا صاحب کا اس حلفیہ بیان کو بہ خوشی قبول کرنا ہر قسم کی تاویل کے دروازے کو یہاں پوری طرح بند کررہا ہے۔

۸۔عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کی صفتِ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کرگئی تھی اس لئے وہ خدا کی (معاذ اللہ) مجسم صورت اختیار کرگئے تھے۔ اوپر نکتہ نمبر ۷ میں متنبی قادیان کا مزعومہ الہام ان کے ''پسر موعود'' کے متعلق دیا جاچکا ہے کہ وہ ایسا باعظمت ہوگا گویا خود اللہ آسمان سے اتر آیا۔ گزشتہ مباحث میں ہم زیر عنوان ''شیطانی وحی کی بارش'' میں پسر موعود کے حوالے سے یہ واضح کرچکے ہیں کہ یہ ''پسر موعود'' کبھی ظہور پذیر ہوا ہی نہیں اور مرزا قادیانی اسے اپنے پیٹ میں لے کر مئی ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ مثل مشہور ہے ''خانۂ خالی را دیو مے گیرد'' مرزا صاحب کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے دور خلافت میں دعویٰ داغ دیا کہ میرے ابا جی مرزا قادیانی کو جس پسر موعود کی بشارت دی گئی تھی وہ میں ہی ہوں۔ اس سلسلے میں قادیانی اخبار الفضل کا یہ مضمون ملاحظہ

ہو'' آج ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء وہ مبارک دن ہے جب خدا تعالیٰ اپنی عزت وجلال کے ساتھ نئی تجلی کے ساتھ ہم پر (مرزا بشیر الدین محمود کی شکل وصورت میں، ناقل) ظاہر ہوا اور وہ کلمۃ اللہ مجسم ہوکر قدرتِ ثانی کی صورت میں ہمارے سامنے آیا ..... خدا نے اس میں اپنی روح ڈالی، وہ جلد جلد بڑھا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا۔ زمین کے کناروں تک اس نے شہرت پائی اور قومیں اس سے برکت پا رہی ہیں''۔ (۴۴۵/الف) عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس (غلط) معنی میں کہتے ہیں کہ خدا کی صفتِ کلام ان میں حلول کرگئی اور وہ مجسم خدا ہوکر زمین پہ لوگوں کو موروثی گناہ سے نجات دلانے کے لئے آئے تھے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے بھی اپنے آپ کو اپنے ابا جی مرزا قادیانی کا پسر موعود قرار دیتے ہوئے بعینہ وہی منصب سنبھالا ہے جو عیسائی اپنے زعم باطل کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیتے ہیں۔ جس طرح عیسائیوں کا خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل وصورت میں مجسم ہوکر آیا اسی طرح قادیانیوں کا خدا ''اپنی عزت وجلال کے ساتھ نئی تجلی کے ساتھ'' مرزا بشیر الدین محمود کی شکل وصورت میں ظاہر ہوا۔

۹۔ بائبل میں اللہ تعالیٰ کے متعلق پاکیزہ تصورِ الوہیت کو توہین آمیز مضامین سے پامال کیا گیا ہے، بائبل کا خدا اپنے حلفیہ وعدوں سے بھی پھر جاتا ہے، مثلاً کتاب گنتی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے خدا کو یہ کہتے دکھلایا گیا ہے ''ان میں سے کوئی اس ملک میں جس کی بابت میں نے قسم کھائی تھی کہ تم کو وہاں بساؤں گا جانے نہ پائے گا سوائے یفنہ کے بیٹے کالب اور نون کے بیٹے یشوع کے''۔ (۴۴۵/ب) بائبل کا خدا نبیوں اور لوگوں کو (معاذ اللہ) فریب بھی دیتا ہے، کتاب حزقی ایل میں ہے ''اور اگر نبی فریب کھا کر کچھ کہے تو میں خداوند نے اس نبی کو فریب دیا''۔ (۴۴۵/ج) متنبی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے متعلق وہی تاثر پیش کیا ہے جو بائبل کا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا صاحب ان سے پختہ وعدہ فرمایا تھا کہ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ یقیناً تمہارے نکاح میں آئے گی جیسا کہ ہم اوپر نکتہ نمبر ۵ میں کچھ حوالے بھی پیش کر چکے ہیں۔ ایک مرتبہ مرزا جی اتنے شدید بیمار ہوئے کہ موت سامنے نظر آنے لگی تو انہیں محمدی بیگم سے نکاح کا خدائی وعدہ یاد آیا۔ اس پر بہ قول ان کے خدا نے ان پر یہ الہام فرمایا الحق من ربک فلاتکونن من الممترین یعنی ''یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے''۔ (۴۴۶/الف)) اس سلسلے میں مرزا صاحب کو خدا کی طرف سے یہ الہام بھی ہوا تھا ''اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے، کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے، ہم نے خود اس (محمدی بیگم) سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے، میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا''۔ (۴۴۶/ب) جیسا متنبی قادیان تھا ویسا ہی اس کا

خدا نکلا، خدا نے مرزا صاحب سے مذکورہ بالا حلفی بیان بھی دلا دیا، پھر کیا ہوا؟ مرزا جی حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں جو فرماتے ہیں اسے پڑھئے اور لطف اٹھائیے ''اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے خدا کی طرف سے ایک شرط یہ بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی کہ **ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك** (یعنی اے عورت! توبہ کر توبہ کر کہ مصیبت تیرے پیچھے چلی آ رہی ہے، ترجمہ از ناقل) پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا تاہم فی الحال تاخیر کی امید بہتر ہے''۔ (۴۴۶/ج) یہ نکاح تو محمدی بیگم اور اس کے پورے خاندان کے لئے برکت والا تھا۔ یہ نکاح تو کبھی نہ ٹلنے والی تقدیر یعنی تقدیر مبرم تھا۔ اس نکاح کی تو بہ قول مرزا قادیانی رسول اللہ ﷺ نے بھی پیشین گوئی فرمائی تھی، چناں چہ مرزا جی نے ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں لکھا تھا ''اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے کہ **یتزوج ویولد له**، یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں، کیوں کہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بل کہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بہ طور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی''۔ (۴۴۷/ب) مرزا صاحب کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے، اس وقت تک ان کی دو شادیاں ہو چکی تھیں اور ان سے ان کی اولاد بھی موجود تھی لیکن مذکورہ بالا عبارت کی رو سے یہ ان کی عام شادیاں اور عام اولاد تھی ''کیوں کہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں''۔ مرزا جی نے اللہ تعالیٰ پر تو جھوٹ باندھا ہی تھا رسول اللہ ﷺ پر بھی انہوں نے افترا کیا۔ نہ تو محمدی بیگم سے ان کا نکاح ہوا اور نہ ہی ان کا پسر موعود برآمد ہوا۔ یہ شیطان تھا جو خدا بن کر مرزا جی کو خوب بیوقوف بنا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سچے نبیوں سے اپنے تمام وعدے یقیناً پورے فرماتا ہے۔ سورۂ ابراہیم میں ہے: **وَ لَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ مُخۡلِفَ وَعۡدِہٖ رُسُلَہٗ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ** (۴۴۷/ب) ''اور تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے گا، بے شک اللہ نہایت زبردست (اور) انتقام لینے والا ہے''۔ آیت کے آخری کلمات **اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ** سے خوب واضح ہو رہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے مخالفین کو متعین کر کے کوئی وعید سنا دے تو وہ ہرگز ہرگز نہیں ٹلتی۔ مرزا کی جب اپنے

مخالفین کے خلاف پیشین گوئیاں برسرِ عام جھوٹی نکلتیں تو بہانہ یہ کیا کرتے تھے کہ وعیدی پیشین گوئیوں میں تاخیر ہوجاتی ہے اور کبھی وہ ٹل بھی جاتی ہیں۔ ادھر محمدی بیگم سے نکاح والی پیشین گوئی تو وعیدی بھی نہیں بل کہ مرزا جی، محمدی بیگم اور اس کے خاندان والوں سب ہی کے لئے بڑی مبارک تھی اور اسی محمدی بیگم کے بطن سے تو ان کا پسر موعود بھی پیدا ہونا تھا لیکن مرزا قادیانی کے (مفروضہ) خدا نے اپنا حلفیہ وعدہ بھی آخر توڑ ہی ڈالا اور بائبل کے اس مضمون پر متنبّی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مہر تصدیق ثبت کر ڈالی ''اور اگر نبی فریب کھا کر کچھ کہے تو میں خداوند نے اس نبی کو فریب دیا''۔ (۴۴۷/ ج)

۱۰۔ تصور الوہیت کی طرح بائبل میں تصور رسالت کو بھی پامال کیا گیا ہے، مثلاً کتاب یرمیاہ میں ہے ''رب الافواج فرماتا ہے کہ ان نبیوں کی باتوں کو نہ سنو جو تم سے نبوت کرتے ہیں وہ تم کو بطالت کی تعلیم دیتے ہیں وہ اپنے دلوں کے الہام بیان کرتے ہیں نہ کہ خداوند کے منہ کی باتیں''۔ (۴۴۸/ الف) نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرکے نبیوں کے متعلق اسی طرح کا ناپاک تصور مرزا قادیانی نے بھی پروان چڑھایا ہے، مثلاً انہوں نے اپنی اولین تصنیف براہین احمدیہ (۱۸۸۰ـ۱۸۸۴ء) میں قرآنی آیات کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب زمین پر ان کے نزول کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ (۴۴۸/ ب) سال ہا سال تک اس عقیدے پر قائم رہنے کے بعد ۱۸۹۱ء میں انہوں نے وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اختیار کرلیا اور ۱۹۰۷ء میں الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں یہاں تک لکھ دیا کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ موجود ہونے کا عقیدہ شرک عظیم ہے، جو نیکیوں کو کھاجاتا ہے اور خلافِ عقل ہے۔ (۴۴۸/ ج) انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا تھا کہ اگرچہ براہین احمدیہ (۱۸۸۰ـ۱۸۸۴ء) میں مذکور کھلی کھلی وحی مجھے حقیقی مسیح موعود بتارہی تھی اور مجھے حقیقی نبی بنارہی تھی لیکن میں سال ہا سال تک ذہول اور بےخبری میں پڑا رہا اور میں خود حیران ہوں کہ میں نے اس کتاب میں آسمان پر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا رسمی عقیدہ کیوں لکھ ڈالا تھا۔ (۴۴۹/ الف) اس کا صاف مطلب تو یہ ہوا کہ اپنے حقیقی مسیح موعود اور حقیقی نبی ہونے کے دعووں سے پہلے مرزا صاحب سال ہا سال تک خدا کے حوالے سے ایسی باتیں کرتے رہے تھے جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اپنے اس طرز عمل سے متنبّی قادیان مرزا قادیانی نے محرف بائبل کے اس مضمون پر بھی مہر تصدیق ثبت کردی کہ نبی لوگوں کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ''بطالت کی تعلیم دیتے ہیں وہ اپنے دلوں کے الہام بیان کرتے ہیں نہ کہ خداوند کے منہ کی باتیں''۔ یہاں دل چسپ امر یہ بھی ہے کہ براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے آسمان پر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے لکھا تھا تو اپنے استدلال پر انہوں نے یوں فخر فرمایا تھا ''سوم یہ

امر بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے...... دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح (قرآن کریم) نے کیا ہے اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اس پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے''۔(۴۴۹/ب) اس کتاب کے مضامین کو غلط ثابت کرنے والوں کے لئے مرزا صاحب نے دس ہزار روپے کے انعام کا بھی اعلان کر رکھا تھا۔ اس کے بعض کفریہ مضامین کی بنا پر علمائے لدھیانہ مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد پسران مولانا عبدالقادر نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ بعد میں جب ۱۹۰۷ء میں مرزا جی نے آسمان پر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو شرک عظیم قرار دے ڈالا تو براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) کے مضامین کو انہوں نے اپنے ہی قلم سے مشرکانہ ظاہر کر دیا۔ بالفاظ دیگر اس بات پر مرزا قادیانی اور علماء لدھیانہ کا اتفاق پایا گیا کہ براہین احمدیہ میں معمولی اغلاط ہی نہیں بل کہ کفریہ مضامین ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کفریہ مضامین کی تعیین میں باہم اختلاف ہو کہ کون سے مضامین کفریہ ہیں اور کون سے نہیں۔ لیکن کتاب میں کفریہ مضامین کے پائے جانے پر تو فریقین کا اتفاق ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ اس کتاب میں کفریہ مضامین کے پائے جانے کی بنا پر اس کے غیر انعامی کتاب ہونے اور مرزا جی کے کافر ہونے کی سب سے پہلے خبر علمائے لدھیانہ نے دی تھی، اس لئے مرزا قادیانی کا یہ اخلاقی فرض تھا کہ وہ لدھیانہ کے ان علما یا ان کے وارثوں کو دس ہزار روپیہ کی وہ انعامی رقم ادا کرتے جو روپے کی دور حاضر کی قدر (Value) کے حساب سے کوئی ایک کروڑ روپیہ بنتی ہے۔ مرزا جی تو آن جہانی ہو چکے، عصر حاضر کے قادیانیوں کو یہ رقم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں جمع کرا دینی چاہئے تا کہ ان کے نبی کا انعامی وعدہ پورا ہو سکے۔ مرزا صاحب نے اس کتاب کی پچاس جلدیں اور تین سو دلائل لکھنے کا وعدہ کیا تھا اور اسی وعدے کی بنا پر لوگوں سے خوب خوب چندہ بٹورا تھا لیکن یہ وعدہ کبھی پورا نہ ہوا، اس لئے یہ سوال ویسے بھی لایعنی ہے کہ مخالفین نے اس کتاب کا مقابلہ کر کے دس ہزار روپیہ کا انعام کیوں نہ حاصل کیا۔ جنہوں نے اس کتاب میں موجود کفریہ مضامین کی نشان دہی کی تھی تو مرزا قادیانی نے ان کی جیبیں کب انعام سے بھری تھیں؟ مرزا صاحب کی وعدہ خلافیوں اور عہد شکنیوں نے انبیا کے متعلق بائبل کے ان ناپاک مضامین کی بھرپور تائید کر ڈالی کہ نبیوں کو خدا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) دھوکہ دیا کرتا تھا اور نبی لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے ان سے اپنے دلوں کے الہام بیان کیا کرتے تھے نہ کہ خداوند کے منہ کی باتیں۔

۱۱۔ رسالت کے پاکیزہ تصور کو پامال کرتے ہوئے بائبل میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ایک نبی پر جہاں خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے تو وہاں یہ بھی عین ممکن ہے کہ اس پر (معاذ اللہ) شیطانی وحی کا بھی نزول ہو۔ مثلاً اسرائیلی حکمران ساؤل کے متعلق کتاب سموئیل اول میں ہے ''اور جب وہ ادھر اس

پہاڑ کے پاس آئے تو نبیوں کی ایک جماعت اس کو ملی اور خدا کی روح اس (ساؤل) پر زور سے نازل ہوئی اور وہ بھی ان کے درمیان نبوت کرنے لگا''۔ (۴۴۹/ ج) پھر اسی کتاب میں ہے ''اور خداوند کی روح ساؤل سے جدا ہوگئی اور خداوند کی طرف سے ایک بُری روح اسے ستانے لگی''۔ (۴۵۰/ الف) پھر اسی کتاب میں ہے کہ اس کے بعد پھر ساؤل پر خدائی وحی کا نزول شروع ہوگیا لیکن اس کے آغاز میں وہ ایک دن رات ننگا پڑا رہا'' تب اس (ساؤل) نے بھی کپڑے اتارے اور وہ بھی سموئیل کے آگے نبوت کرنے لگا اور اس سارے دن اور ساری رات ننگا پڑا رہا، اس لئے یہ کہاوت چلی کہ ساؤل بھی نبیوں میں سے ہے؟''۔ (۴۵۰/ ب) ادھر متنبّی قادیان مرزا غلام احمد نے بھی اپنی زبان اور اپنے قلم سے بائبل کے مذکورہ بالا تصور رسالت کو پوری پوری طرح تقویت پہنچائی۔ وہ پہلے برس ہا برس تک آسمان پر حیات عیسیٰ کے بھرپور قائل رہے پھر وفات عیسیٰ کا عقیدہ اختیار کرلیا۔ وہ پہلے سال ہا سال تک ختم نبوت کے اس صحیح مفہوم کے بھرپور قائل رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی طرح کا کوئی بھی نبی ہرگز نہیں آسکتا اور ایسا ہر مدعی نبوت کافر و کاذب ہے لیکن بعد میں انہوں نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کردیا۔ عقل سلیم کا یہ بدیہی فیصلہ ہے کہ ایسے متضاد اور متناقص عقائد و اقوال کی شریعت میں کوئی صحیح اصل ہرگز نہیں ہوسکتی۔ خود مرزا صاحب نے بھی آئینہ کمالاتِ اسلام (۱۸۹۳ء) میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنے منہ سے ایسی بات نکالے جس کی کوئی صحیح اصل شرع میں موجود نہ ہو تو ایسا شخص خواہ صاحبِ الہام ہو یا مجتہد ہو اس کے اندر شیاطین کھیل رہے ہوتے ہیں۔ (۴۵۰/ ج) پس لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ جب ان کے اپنے اعتراف کے مطابق سال ہا سال تک خلافِ شرع عقائد ان کے منہ پر جاری رہے اور ان کے قلم سے صادر ہوتے رہے تو ان کے اندر شیاطین خوب اودھم مچا رہے تھے، اگر ان کے پہلے عقیدے درست تھے تو بعد والے جھوٹے اور خلاف شرع عقائد کے زمانے میں شیاطین نے انہیں اپنا محبوب کھلونا بنا رکھا تھا۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث رسول اور نبی ہوں۔ یعنی ایک شخص شیاطین کا کھلونا ہونے کے باوجود نبی بھی ہوسکتا ہے تو بعینہٖ یہ وہی بات ہے جو بائبل میں ساؤل کے متعلق کہی گئی ہے۔

۱۲۔ رسالت کے پاکیزہ تصور کو پامال کرتے ہوئے خواتین کے بارے میں بھی بائبل میں اسرائیلی انبیا علیہم السلام پر بہتان سازی کی گئی ہے۔ مثلاً بہ مطابق بائبل حضرت داؤد علیہ السلام نے ساؤل بادشاہ کی بیٹی میکل سے بھی نکاح کیا تھا، اس کے مہر میں ساؤل نے فلستیوں کے سو آلاتِ تناسل کے ختنوں کی کھلڑیاں طلب کی تھیں، چناں چہ کتاب سموئیل اول میں ہے ''اور ہنوز دن پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ داؤد اٹھا اور اپنے لوگوں کو لے کر گیا اور دو سو فلستی (یعنی فلسطینی) قتل کر ڈالے اور داؤد ان کی کھلڑیاں لایا

اور انہوں نے ان کی پوری تعداد میں بادشاہ کو دیا تا کہ وہ بادشاہ کا داماد ہو اور ساؤل نے اپنی بیٹی میکل اسے بیاہ دی''۔ (۴۵۱/ الف) اس کے بعد جب ساؤل کا حضرت داؤد علیہ السلام سے اختلاف اور کش مکش کا طویل سلسلہ چل پڑا تو بہ مطابق بائبل اس نے اپنی بیٹی اور حضرت داؤدؑ کی بیوی میکل کو ایک اور شخص فلطی ایل کے حوالے کردیا۔ ساؤل کے مرنے پر جب حکومت حضرت داؤدؑ کے ہاتھ آئی تو ساؤل کے بیٹے اشبوست سے حضرت داؤد علیہ السلام نے مطالبہ کیا کہ میری بیوی میکل مجھے واپس دلائی جائے۔ اشبوست نے حضرت داؤد علیہ السلام کی اس مبینہ فریفتگی سے مجبور ہوکر کچھ لوگ بھیجے جو فلطی ایل سے میکل کو چھین لائے اور فلطی ایل شدّتِ غم سے پیچھے دور تک روتا چلا آیا۔ (۴۵۱/ ب) ادھر متنبّی قادیان مرزا غلام احمد کو دیکھئے، ان کا دعویٰ تھا کہ خدا نے نوعمر دوشیزہ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ کا مجھ سے نکاح آسمان پر پڑھ دیا تھا اور وہ میری آسمانی منکوحہ ہے۔ محمدی بیگم کے والدین تقریباً پچاس سالہ مرزا جی کو مسیلمہ کذّاب سمجھتے تھے، اس کے علاوہ مرزا صاحب مجمع الامراض بھی تھے اس لئے انہوں نے مرزا صاحب کی ترغیب و ترہیب کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کردیا۔ مرزا جی نے پھر بھی اشتہار بازی نہ چھوڑی اور برابر یہ اعلان کرتے رہے کہ مرزا سلطان محمد ضرور بالضرور میری زندگی میں مرجائے گا اور محمدی بیگم میری آسمانی منکوحہ بالآخر میرے نکاح میں آکر رہے گی۔ ہم ان تمام امور کو متعلقہ ذیلی عنوانات کے تحت ''شیطانی وحی کی بارش'' کے مباحث میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ ہم تو بائبل کے مضامین کو محرّف اور جھوٹا سمجھتے ہیں لیکن مرزا صاحب نے اپنے قلم اور اپنے طرز عمل سے بائبل کے ان غلیظ اور خبیث مضامین کو بھرپور تقویت پہنچائی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام تو حکم راں بادشاہ تھے اس لئے فلطی ایل سے اپنی بیوی میکل کو مبینہ طور پر چھین لیا۔ ادھر مرزا غلام احمد قادیانی غلام ابن غلام تھے۔ وہ یہ ہمت نہیں کرسکتے تھے کہ مرزا سلطان محمد سے اپنی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کو چھین لاتے۔ اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو وہ مرزا سلطان محمد کو موت کی الہامی وعیدیں سنانے کی بہ جائے وہی کچھ کرتے جو مبینہ طور پر (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا تھا اور لوگ یہ دیکھتے کہ مرزا سلطان محمد شدت غم سے قادیان تک محمدی بیگم کے پیچھے روتا چلا آیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بہ مطابق بائبل دو سو فلستیوں کو قتل کرکے ان کے ختنوں کی کھلڑیاں اپنے خسر ساؤل کو پیش کی تھیں۔ ادھر مرزا قادیانی کے لئے ایسے مواقع نہیں تھے اور اس کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی تھی کہ وہ اپنے متوقع خسر مرزا احمد بیگ کے مخالفین کو قتل کرکے اپنی بہادری کا لوہا منواتے۔ بالفرض ایسی ضرورت پیش آتی اور کوئی قانونی گرفت اور بندش بھی نہ ہوتی تو مرزا صاحب تو مرغی کا چوزہ بھی ذبح نہیں کرسکتے تھے۔ (۴۵۱/ ج) وہ کسی انسان کو قتل

کرنے کی ہمت کہاں سے لاسکتے تھے، انہوں نے اس کا متبادل یہ اختیار کیا کہ اپنے متوقع خسر مرزا احمد بیگ کو یہ پیش کش کی ''میں تیری بیٹی (محمدی بیگم) کو اپنی کل زمین کا اور اپنی ہر مملوکہ چیز کا تیسرا حصہ بہ طریق عطا دوں گا اور تو جو بھی مانگے گا تجھے دوں گا...... یہ جو میں نے تجھے خط لکھا ہے اپنے رب کے حکم سے لکھا ہے''۔ (۴۵۲/الف) لیکن یہ سب کچھ بے اثر رہا اور محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہوا جو متنبی قادیان مرزا غلام احمد کا نہایت کام یاب اور حوصلہ مند رقیب ثابت ہوا۔ مرزا جی کی وعیدی پیشین گوئیوں کو ہوا میں اڑاتے ہوئے وہ بلا خوف وخطر ان کی آسمانی منکوحہ کو اپنے ساتھ لئے پھرتا رہا۔ داؤد علیہ السلام تو میکل کے سلسلے میں بہ مطابق بائبل نہال ہو گئے لیکن مرزا جی محمدی بیگم کے سلسلے میں پامال ہو گئے۔ بائبل میں حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ بہتان بھی لگایا گیا ہے کہ وہ اپنے شاہی محل کی چھت پر چڑھے تو اوریاہ کی نہایت خوب صورت بیوی بت سبع کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئے، بالآخر اس کے خاوند اوریاہ کو جنگ میں دھوکے سے قتل کرا کر اس کی بیوی بت سبع پر خود قابض ہو گئے۔ (۴۵۲/ب) حضرت داؤد علیہ السلام تو بنی اسرائیل کے بادشاہ تھے، ادھر مرزا غلام احمد قادیانی غلام ابن غلام تھے، پھر محمدی بیگم کا گھر ان کے گھر سے متصل بھی نہیں تھا، اگر ہوتا بھی تو مرزا صاحب چھت پر چڑھ کر محمدی بیگم کو دیکھنے کی ہمت اپنے اندر ہرگز نہ پاتے۔ اس لئے انہوں نے اسی کو کافی سمجھا کہ نوعمر دوشیزہ محمدی بیگم کی نوجوانی اور کم عمری سے عالم تصورات میں ہی لطف اندوز ہوتے رہیں، چناں چہ انہوں نے آئینہ کمالاتِ اسلام (۱۸۹۳ء) میں اس کا یوں اعتراف فرمایا ہے **هذه المخطوبة جارية حديثة السنّ عذراء و كنت حينئذٍ جاوزت خمسين** (۴۵۲/ج) یعنی، ''جس کے لئے نکاح کا میری طرف سے پیغام گیا ہے وہ ایک کم سن کنواری چھوکری ہے اور میری عمر اس وقت پچاس سال سے اوپر ہو چکی ہے''۔ مرزا صاحب محمدی بیگم کو کسی مکان کی چھت پر چڑھ کر تو دیکھنے سے رہے لیکن انہوں نے اس کا متبادل راستہ یہ نکالا کہ وہ مسلسل اس ''کم سن کنواری چھوکری'' کے خیالات میں گم رہنے لگے تھے جس سے وہ عالم خواب میں اس نوجوان دوشیزہ کے دیدار سے شرف یاب ہو جاتے تھے، چناں چہ انہوں نے ۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء کا اپنا ایک خواب یوں بیان فرمایا ہے ''چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے...... وہ عورت یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی، کیا دیکھتا ہوں کہ جوان عورت ہے...... میں نے دل میں یہ خیال کیا کہ یہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے، اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی، اس نے کہا میں آ گئی ہوں''۔ (۴۵۳/الف) مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المھدی میں لکھا ہے ''حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی عادت

تھی کہ جب کوئی خواب خود آپ یا احباب میں سے کوئی دیکھتے تو آپ اسے ظاہری شکل میں بھی پورا کرنے کی سعی فرماتے تھے ......"۔ (۴۵۳/ب) بہ مطابق بائبل حضرت داؤد علیہ السلام نے بت سبع کو عالم بیداری میں دیکھا تھا، بالآخر اسے حاصل کرنے میں کام یاب ہوگئے۔ مرزا جی نے محمدی بیگم کو بیداری اور خواب دونوں میں دیکھا لیکن ناکام ہوئے حال آں کہ نبی کا خواب بھی تو وحی ہوتا ہے۔ الغرض متنبی قادیان مرزا غلام احمد نے غیر محرم اور بے گانی عورتوں کے بارے میں اپنے ان تھک عمل اور مساعی سے بائبل کے ان انبیا کی یاد تازہ کر دی جن کی طرف یہود و نصاریٰ نے جھوٹی باتیں منسوب کر رکھی ہیں لیکن مرزا جی نے اپنے ان اخلاقِ رزیلہ کے باوجود مسیحیت و نبوت کا دعویٰ داغ کر یہ تاثر قائم کیا کہ واقعی نبی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

۱۳۔ بائبل میں انبیاء علیہم السلام کی ہر طرح سے توہین کی گئی ہے، مرزا قادیانی اور ان کی اولاد بھلا یہود و نصاریٰ سے پیچھے کیسے رہ سکتی تھی۔ اوپر نکتہ نمبر ۷ میں بتایا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو اسی طرح خدا اور خدا کا بیٹا سمجھتے تھے جیسے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سمجھتے ہیں، جو شخص اپنے آپ کو مقامِ الوہیت پر فائز سمجھے وہ حضرات انبیا علیہم السلام کو کیوں کر خاطر میں لا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے تحفۂ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں یہ مضمون لکھا "خدا تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کو چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی"۔ (۴۵۳/ج) نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں متنبی قادیان نے لکھا "محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے، کیوں کہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے"۔ (۴۵۴/الف) اعجاز احمدی (۱۹۰۲ء) میں مرزا نے لکھا "اس (نبی کریم ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا؟"۔ (۴۵۴/ب) ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا "پھر اس کتاب میں اس مکالمے کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم، اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی"۔ (۴۵۴/ج) مرزا قادیانی نے اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں دس لاکھ سے زائد بتائی ہے اور اس کے مقابلے میں تحفۂ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔ (۴۵۵/الف) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا "پس ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بل کہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا"۔ (۴۵۵/ب) مرزا قادیانی کے دوسرے بیٹے اور

قادیانی امت کے دوسرے خلیفہ مرزا البشیر الدین محمود احمد نے یوں ہرزہ سرائی کی ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے''۔ (۴۵۵/ج)، ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی نے یہ خبیث مضمون لکھا ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقا آں حضرت ﷺ سے زیادہ تھا...... اس زمانے میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آں حضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا پورا ظہور بہ وجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی''۔ (۴۵۶/الف) مرزا قادیانی اور ان کے عقیدت مندوں کی عبارتوں میں دیگر وجوہ کے علاوہ ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت تناقض و تضاد پایا جاتا ہے تاکہ گرفت پر سادہ لوح عوام اور ناواقف حضرات کو دھوکہ دیا جا سکے۔ رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین مذکورہ عبارتوں سے بالکل عیاں ہے۔ اس لئے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ جن عبارتوں میں مرزا قادیانی اور ان کے چیلوں نے رسول اللہ ﷺ کو سب سے افضل قرار دیا ہے، ان میں ایک طرف تو مسلمانوں کو دھوکہ دینا مقصود ہے تاکہ وہ اشتعال میں نہ آئیں، دوسری طرف مرزا قادیانی نے خود کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) عین محمد قرار دے کر اور یہ دعویٰ کر کے کہ محمد ہی دوبارہ آئے ہیں، کوئی اور آیا ہی نہیں، اس طرح کی تمام تعریف و توصیف کو اپنی ذات میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے، حال آں کہ کئی دیگر وجوہات کے علاوہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام پر یہودیوں کی پیروی میں بہتان تراشی کر کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب کو ملعون کر کے اور ان کے معجزات کو یہودیوں کی طرح سحر و شعبدہ وغیرہ قرار دے کر اور ان کی توہین کر کے معلون اور مغضوب علیہم لوگوں میں شامل ہیں جیسا کہ ہم نے ان مباحث میں اوپر نکتہ نمبر ا تا ۵ میں واضح کیا ہے۔ مرزا قادیانی اس لئے بھی ملعون ہیں کہ انہوں نے مثلاً ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) میں یوں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی ہے ''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ ﷺ رکھا مگر بروزی صورت میں، میرا نفس درمیان نہیں ہے بل کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد ہی کے پاس رہی''۔ (۴۵۶/ب) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا البشیر احمد نے یاوہ گوئی کرتے ہوئے لکھا ہے ''تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے''۔ (۴۵۶/ج) یہی مرزا البشیر احمد ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے ''اگر ہم بہ فرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم (ﷺ) کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری

نبی ہیں تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیوں کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں...... پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی''۔ (۴۵۷/ الف) قارئین کرام ہم سے اس بات میں یقیناً اتفاق فرمائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی کی اور امت مسلمہ کی جو سخت ترین توہین اور دل آزاری نہایت دھڑلے اور بے باکی سے اور نہایت ہی بے شرمی اور بے حیائی سے کی گئی ہے اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں نے امت محمدیہ کو یہ پیغام پہنچایا ہے کہ تم مرزا قادیانی کو کافر وملعون سمجھتے ہو تو سمجھتے رہو۔ تم محمد ﷺ کی جتنی بھی تعریف وتوصیف کرو اور ان پر جتنا چاہو درود شریف پڑھو یہ سارے کا سارا ہمارے مسیح موعود غلام احمد قادیانی کے کھاتے میں ہی جاتا ہے، کیوں کہ وہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) محمد ﷺ ہی ہیں جو دوبارہ دنیا میں آئے ہیں تم کلمہ طیبہ پڑھتے رہو وہ بھی ہمارے حضرت جی کے کھاتے میں ہی جاتا ہے، کیوں کہ ہمارے حضرت جی محمد رسول اللہ ہی ہیں''۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادیانی جب کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔ اس خبیث ترین جسارت کی نقد سزا اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو یوں دی کہ (مثلاً) محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی پیشین گوئی کے سلسلے میں انہوں نے اپنے ایک اشتہار میں لکھا ''اگر یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجّال ہوں''۔ (۴۵۷/ ب) یہ پیشین گوئی برسرعام جھوٹی نکلی اور مرزا جی اپنے ہی قلم سے ملعون ومردود ہوگئے۔ مرزا جی کو ابجدی حساب سے تیرہ سو کے عدد سے خاص دلچسپی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ تیرہ سو ہجری سال پوری ہونے پر میں چودہویں صدی ہجری کا مجدد ہوں۔ (۴۵۷/ ج) مرزا صاحب نے اپنے اوپر جو مذکورہ کلمات بہ خوبی چسپاں کئے ہیں ان میں نامراد، ملعون، ذلیل اور دجّال کے بہ حساب ابجد اعداد ٹھیک تیرہ سو ہی بنتے ہیں۔ مرزا جی انگریزوں کے زبردست مداح تھے اور ان کے غلام بھی تھے تو ''غلام مداح قادیانی'' کے اعداد بھی ٹھیک تیرہ سو ہی ہیں۔ قادیانیوں کو رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا توہین کی سزا دنیا میں بھی یہ ملی کہ مرزا جی اپنے ہی قلم سے قادیانی امت کو قیامت تک کے لئے لعنتی امت قرار دینے کے بعد ہی ۱۹۰۸ء میں قبر میں اترے تھے۔ انہوں نے کسی شیطانی وحی کی بنا پر دنیا کی کل عمر سات ہزار سال قرار دی اور یہ بھی لکھا کہ میری پیدائش جب ہوئی تو دنیا کی عمر چھ ہزار سال پورے ہونے میں گیارہ سال باقی تھے۔ (۴۵۸/ الف) ہجری تقویم میں انہوں نے اپنا سال ولادت ۱۲۶۱ ہجری بیان کیا۔ (۴۵۸/ ب) اور وہ بالاتفاق ۱۳۲۶ ہجری میں

فوت ہوئے یعنی ۶۵ قمری سال ان کی عمر ہوئی۔ پس ان کی موت کے بعد قادیانی امت کے لئے ۹۴۶ قمری سال بچے۔ وہ اپنے آپ کو خاتم الاولیا، خاتم المجددین قرار دیا کرتے تھے اور جب نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ خاتم الانبیا بھی ہوگئے۔ چناں چہ انہوں نے کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں لکھا ''ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں''۔ (۴۵۸/ج) قادیانی رسالے تشحیذ الاذہان میں ہے: ''اس امت میں نبی صرف ایک ہی آسکتا ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے اور قطعاً نہیں آسکتا جیسا کہ دیگر احادیث پر نظر کرنے سے یہ امر متحقق ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف مسیح موعود کا نام نبی رکھا ہے اور کسی کو یہ نام ہرگز نہیں دیا''۔ (۴۵۹/ب) یعنی مرزا قادیانی کی ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ میں موت کے بعد ان کے حساب سے دنیا کی باقی ماندہ عمر ۹۴۶ سالوں میں قطعاً کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب خوب سمجھ لیجئے مرزا قادیانی (جو اپنے آپ کو مثلاً محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی پیشین گوئی کے سلسلے میں نامراد، ملعون، ذلیل اور دجال قرار دے چکے ہیں) براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں کیا لکھ گئے ہیں ''اور آں حضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے، اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا بند ہے، اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا سے دور ومہجور ہوتی......''۔ (۴۵۹/ج)، اب دیکھئے کہ مرزا قادیانی جو خاتم الانبیا بن گئے ہیں اور آئندہ کے لئے تا قیامت خود اپنے ہی قلم سے قادیانی امت میں مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند کر گئے ہیں جیسا کہ قادیانی رسالے تشحیذ الاذہان نے بھی وضاحت کر دی ہے، تو اس کا صاف مطلب یہی تو ہے کہ مرزا قادیانی کے اپنے کلمات اور الفاظ کے مطابق قادیانی امت ایک ایسی لعنتی امت ہے جو شیطان کی طرح ہمیشہ کے لئے خدا سے دور ومہجور رہے گی۔ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی نے جب یہ دیکھا کہ ان کے ابا جی تو قادیانی امت کو لعنتی امت بنا گئے ہیں تو انہوں نے اس لعنت سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کئے، چناں چہ وہ اپنی کتاب انوارِ خلافت میں اپنے ابا جی کو جھٹلاتے ہوئے اور قادیانی رسالے تشحیذ الاذہان کے مذکورہ بالا مضامین کی کھلی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے......ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی تو کیا، میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے''۔ (۴۶۰/الف) لعنت کے جال سے جو خود مرزا قادیانی نے اپنی امت کے لئے بچھا رکھا ہے، باہر نکلنے کے لئے مرزا بشیر محمود کی مذکورہ کوشش کو خود ان کے ابا جی مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اور طریقے سے

بری طرح ناکام بنادیا ہے۔ مرزا جی اپنے آپ کو ابن عربیؒ کی اس پیشین گوئی کا بھی مصداق ٹھہراتے تھے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ آخری ولی چین میں پیدا ہوگا اور اس کی زبان اپنے شہر کی زبان ہوگی وہ لوگوں کو دعوت حق دے گا لیکن اس کی دعوت کو لوگ قبول نہیں کریں گے۔ اس ولی کی پیدائش کے وقت اس کی بہن بھی اس کے ساتھ پیدا ہوگی، اس ولی کے ظہور کے بعد مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن کا عارضہ سرایت کر جائے گا، وہ نکاح تو بہت کریں گے لیکن اولاد پیدا نہ ہوگی۔ مرزا صاحب نے شیخ ابن عربیؒ کی اس پیشین گوئی کا تریاق القلوب (۱۸۹۹ا۔۱۹۰۲ء) میں یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ خاتم الخلفا اور خاتم الاولیا عجم میں پیدا ہوگا اور حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا۔ (۴۶۰/ب) میں مرزا قادیانی صینی الاصل ہوں اور جب میں پیدا ہوا تھا تو میرے ساتھ جنت نام کی میری بہن پیدا ہوئی تھی، عورتوں اور بچوں میں بانجھ پن سرایت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس خاتم الخلفا کی وفات کے بعد نوع انسانی میں کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا بل کہ سب پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور حقیقی انسانیت صفحۂ ہستی سے مفقود ہو جائے گی۔ یہ لوگ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔ پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (۴۶۰/ج) اب غور کیجئے جب ابن عربیؒ کی پیشین گوئی کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہراتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی بہ زعم خویش خاتم الخلفا اور خاتم الاولیا ہو گئے اور ان کی موت کے بعد پیدا ہونے والے حقیقی انسانیت سے محروم، حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھنے والے اور وحشیوں اور حیوانوں کی مانند ہوں گے اور ان میں کوئی بھی مرد کامل بھی پیدا نہیں ہوگا تو ظاہر ہے کہ ایسے اوصاف رزیلہ رکھنے والوں میں سے جو لوگ بھی نبوت کا دعویٰ کریں گے (خواہ وہ بہ قول مرزا بشیر الدین محمود) ہزاروں کی تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں وہ لازماً جھوٹے نبی ہوں گے۔ یعنی آئندہ کی قادیانی امت جسے مرزا صاحب لعنتی قرار دے کر قبر میں اترے تھے، جب ان لعنتیوں میں (بہ قول مرزا بشیر الدین محمود) ہزاروں جھوٹے اور لعنتی نبی بھی پیدا ہوں گے تو یہ قادیانی امت کے لئے لعنت پر لعنت ہوگی۔ پس مرزا بشیر الدین محمود کی قادیانی امت کو اپنے ابا جی کے بچھائے ہوئے لعنت کے جال سے باہر نکالنے کے لئے مذبوحی حرکت مضحکہ خیز ہی ٹھہرتی ہے۔ نبوت کے جس مدعی کی امت کا ہر فرد لعنتی ہو، حقیقی انسانیت اس سے اس کے اپنے نبی کے کہنے کے مطابق مفقود ہو، وہ وحشیوں اور درندوں سے مشابہت رکھتا ہو، حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھتا ہو تو ایسی لعنتی امت کا نبی بھی لامحالہ ملعون ومردود ہوگا۔ اگر قادیانی حضرات مرزا جی کی عبارتوں سے ناقابل تردید نتائج قبول کرتے ہیں تو ان کا ملعون ہونا بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ ان کا انکار کرتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا جی کو سچا نبی اور سچا مسیح بھی تسلیم

کرتے ہیں تو بھی اپنے نبی کی باتوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ملعون و مردود ہی رہیں گے۔ مرزا قادیانی کے بچھائے ہوئے لعنتی جال سے نجات کا وہ طریقہ نہیں جو مرزا بشیر الدین محمود نے پیش کیا ہے بل کہ واحد طریقہ یہی ہے کہ قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کو ملعون و مردود اور گستاخ رسول سمجھتے ہوئے جھوٹا سمجھیں اور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کے سایۂ عاطفت میں آنے کے لئے کفر چھوڑ کر اسلام قبول کریں۔ **وَ اللّٰہُ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ**، مذکورہ وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مرزا جی خود بھی بہ قلم خود ملعون ہیں اور اپنی قادیانی امت کو بھی لعنتی امت ٹھہرا گئے ہیں اور جن کروڑوں مسلمانوں نے ان کا انکار کیا ان کو بھی وہ کافر ٹھہرا گئے ہیں تو وہ ہرگز ہرگز امت محمدیہ کے لئے رحمت نہیں بل کہ لعنت بن کر آئے تھے، وہ صرف اور صرف انگریز سرکار دولت مدار کے لئے ہی سراپا رحمت تھے جن سے وفاداری پر وہ عمر بھر ثابت قدم رہے اور اسلامی فریضۂ جہاد کو منسوخ قرار دے کر ان کے مفادات کا بھرپور تحفظ فرماتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پس ان کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹا ہی نہیں بل کہ سراپا مضحکہ خیز بھی ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پہلے تو چھٹی صدی عیسوی میں جلالی رنگ میں مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تھے پھر وہ چودھویں صدی ہجری کے سر پر مجھ مرزا قادیانی کی شکل و صورت میں دوبارہ جمالی رنگ میں تشریف لائے ہیں، مرزا جی نے امتِ محمدیہ کے لئے جو ''جمالی'' رنگ دکھایا ہے ہر عقل مند شخص اس سے اللہ تعالیٰ کی ہزار ہا بار یوں پناہ طلب کرے گا: **اللھم انی اعوذ بك من ھمزات الشیاطین و اعوذ بك ربّ ان یحضرون** ''اے اللہ میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ اور شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اے میرے رب! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ یہ شیاطین میرے پاس آئیں''۔ الغرض مرزا غلام احمد متنبّی قادیان نے سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی توہین میں جب کوئی کسر نہیں چھوڑی تو ان کے نزدیک دیگر انبیا علیہم السلام بھلا کس شمار میں ہو سکتے تھے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۵ء) میں وہ یہ بڑ ہانکتے ہیں ''میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر''۔ (۴۶۱/ الف) اسی تتمہ حقیقۃ الوحی میں حضرت نوح علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے متنبّی قادیان نے لکھا ''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے''۔ (۴۶۱/ ب) براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں حضرت یوسفؑ کی توہین کرتے ہوئے متنبّی قادیان نے لکھا ''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے، کیوں کہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا

گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا''۔ (۴۶۱/ج) نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں متنبی قادیان نے تمام انبیا علیہم السلام کی توہین کرتے ہوئے یوں ہرزہ سرائی کی:

انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد ست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم
کم نیم زاں بروئے یقین — ہر کہ گوید دروغ است لعین (۴۶۲/الف)

اگرچہ نبی بہت سے ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے بھی کم نہیں ہوں۔ خدا نے جو پیالہ ہر نبی کو دیا ہے ان سب پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے، میرے آنے سے ہر نبی زندہ ہو گیا، ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے، میں یقین (ایمان) کی رو سے ان پیغمبروں سے کم نہیں ہوں۔ جو کوئی ایسا کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے اور وہ لعین ہے۔

یہاں یہ یاد رہنا چاہئے کہ بدوضع، ایک ہاتھ سے لنجا، آنکھیں آدھی بند رکھنے والا، پرلے درجے کا بزدل کہ مرغی کا چوزہ تک نہ ذبح کر سکے، پرلے درجے کا پست ہمت کہ اپنے بیمار ولاچار مرید کی عیادت نہ کر سکے کہ اسے دیکھ کر مجھے مرگی یا غشی کا دورہ پڑ جائے گا، متنبی قادیان اپنی ہی زبان اور اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو مشرک عظیم، ماکول الحسنات، بدعقل وکج فہم، مخبوط الحواس، کذّاب، نامراد، ملعون، مردود، ذلیل، دجال، کافر، ملحد، زندیق، دشمنِ قرآن، خدا سے بے شرم، اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت سے جاملنے والا، عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے نبی بننے والا، انگریز سرکار دولت مدار کا خود کاشتہ پودا، انتہائی پست سطح پر اتر کر انگریز سرکار کا مداح وغیرہ وغیرہ ایسا شخص تو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شریف تو کیا کسی ذلیل سے ذلیل انسان کے بھی مقابل نہیں لایا جاسکتا، وہ مراق وہسٹیریا کے زیر اثر یا کسی سوچی سمجھی شرارت اور منصوبے کے تحت اپنے آپ کو تمام انبیا علیہم السلام کے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) برابر بل کہ ان سے افضل قرار دے رہا ہے! فلعنة الله على الكاذبين۔ الغرض مرزا قادیانی اور اس کی امت حضرات انبیا علیہم السلام کی توہین میں یہود ونصاریٰ کو بھی پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ سچا نبی ہرگز شاعر نہیں ہوا کرتا، شاعری اس کے منصب کے شایانِ شان نہیں، مرزا صاحب اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا (معاذ اللہ) بروز قرار دیتے ہیں، جب اصل (یعنی رسول اللہ ﷺ) شاعر نہیں تھے تو مرزا صاحب میں شاعری کیسے آ گئی؟ پس مرزا جی کسی شاعر کا بروز ہوں تو ہوں وہ ہرگز رسول اللہ ﷺ کے بروز نہیں تھے۔ بروز کا یہ فلسفہ ہی بیہودہ اور من گھڑت ہے۔

۱۴۔ بائبل میں جس طرح حضرات انبیا علیہم السلام کی سخت توہین کی گئی ہے اس طرح ان کے گھرانوں کے افراد اور دیگر متعلقین کی طرف بھی سنگین جرائم منسوب کر کے ان کی توہین کی گئی ہے۔ مثلاً کتاب پیدائش میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صاحب زادی دینا پر (معاذ اللہ) آوارگی اور بدکاری کا الزام لگایا گیا ہے، ان کے بیٹے یہوداہ پر اپنی بہو تمر سے زنا کا بہتان لگایا گیا ہے۔ (۴۶۲/ب) اور مثلاً بائبل کے نئے عہد نامے کو لیجئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ترین حواری کا نام شمعون پطرس ہے۔ بہ مطابق انجیل مرقس پطرس کا حال یہ تھا کہ ''......اس (یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے مڑ کر اپنے شاگردوں پر نگاہ کر کے پطرس کو ملامت کی اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو کیوں کہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بل کہ آدمیوں کی باتوں کا یقین رکھتا ہے''۔ (۴۶۲/ج) متنبی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی اس سلسلے میں یہود و نصاریٰ سے پیچھے کیسے رہ سکتے تھے، یہود و نصاریٰ نے انبیا علیہم السلام اور ان کے گھر والوں پر یہ بہتان اس لئے عائد کئے کہ وہ اس سے خود اپنی سیاہ کاریوں کے لئے جواز پیدا کرنا چاہتے تھے، مرزا قادیانی نے اپنی مزعومہ فضیلت و برتری ظاہر کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے قریبی اعزہ و اقارب اور نہایت جلیل القدر اصحاب کی توہین کر ڈالی۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق انہوں نے یوں ہرزہ سرائی کی ''......ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو''۔ (۴۶۳/الف) اعجاز احمدی (۱۹۰۲ء) میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی یوں توہین کی ''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (یعنی مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں کہ ہاں (بے شک) اور میرا خدا عن قریب ظاہر کر دے گا''۔ (۴۶۳/ب) اور اسی اعجاز احمدی میں لکھا ''اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے، پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے''۔ (۴۶۳/ج) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اپنی مزعومہ فضیلت متنبی قادیان نے یوں ظاہر کی ''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرینؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجے پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا، وہ تو بعض انبیا سے بہتر ہے''۔ (۴۶۳/د)

۱۵۔ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں تورات و انجیل میں تحریف کر ڈالی، پہلے پہل ان کی تحریف کا انداز یہ تھا کہ کتاب اللہ کے کلمات کو ان کے اصل مقامات سے اپنی اغراض فاسدہ کے تحت مقدم و مؤخر کر دیتے تھے پھر یہ بھی ہوا کہ اپنی طرف سے عبارتیں تراش کر کتاب میں شامل کر دیتے اور یہ جھوٹا دعویٰ کرتے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (۴۶۴/الف) متنبی قادیان مرزا غلام احمد نے بھی یہود و نصاریٰ کی پیروی کرتے ہوئے قرآنی آیات کو مقدم و مؤخر کر کے درمیان میں کہیں رسول اللہ ﷺ کی

احادیث اور کہیں اپنے کلام کو ڈال دیا اور یہ جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ یہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہے جس کا جھوٹا ہونا دیگر دلائل کے علاوہ خارجی واقعات وحوادث سے بھی نمایاں ہے۔ مثلاً ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں اپنی متوقع تیسری شادی کے متعلق مرزا قادیانی ۔نے لکھا ''براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس (تیسری شادی کی) کی پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ پر مذکور ہے، **یآدم اسکن انت و زوجك الجنة، یا مریم اسکن انت و زوجك الجنة، یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة،** اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم وہ یہ ابتدائی نام ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا، پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیوں کہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی......اور تیسری زوجہ جس کا انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سِرّ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے، وہ اسی پیش گوئی کی طرف اشارہ تھا''۔ (۴۶۴/ب) مرزا صاحب کے مذکورہ بالا الہام پر غور کرنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ہرگز صحیح الدماغ نہیں تھے۔ نیز مریم مرد کا نہیں خاتون کا نام ہے لیکن مزعومہ الہام میں فعل اور ضمائر کو مذکر لایا گیا ہے، یہ کوئی ۱۸۷۹۔۱۸۸۰ء کا الہام ہے جس کا راز مرزا صاحب کے بہ قول ان پر ۱۸۹۶۔ ۱۸۹۷ء میں کوئی سترہ سال بعد جا کر کھلا کہ ان کی تیسری شادی ہوگی لیکن تیسری شادی کی خواہش تا دم آخر اپنے دل میں لئے وہ ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ ثابت ہوا کہ قرآن کریم کی تحریف لفظی پر مبنی یہ الہام سراسر شیطانی تھا۔ الہام کے پہلے ٹکڑے یا آدم الخ سے مرزا قادیانی اپنی پہلی شادی اور آدم سے اپنی ''ذات شریف'' مراد لے رہے ہیں۔ الہام میں تو یہ حکم ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو جس کا تقاضہ یہ تھا کہ گھر کو جنت کا نمونہ اور اپنی ازدواجی زندگی کو خوش گوار بناؤ لیکن مرزا جی نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کو دنیا میں سخت مصیبت اور پریشانی میں ڈالے رکھا، سال ہا سال اسے معلقہ (درمیان میں لٹکی ہوئی) رکھ کر بعد میں ناحق طلاق دے دی۔ اس سے پیدا ہونے والے بڑے لڑکے مرزا سلطان احمد کو جائیداد سے عاق کر دیا اور دوسرے بیٹے فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلائی، فضل احمد کے فوت ہونے پر اس کے جنازے میں شرکت نہیں کی، یعنی مرزا جی نے خدا کے (مزعومہ) حکم کا عملاً خوب خوب مذاق اڑایا۔ بیٹے کو جائیداد سے عاق کرنا ظاہر کر رہا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے نبی تھے، انبیا علیہم السلام کے

اموال میں وراثت نہیں چلا کرتی تو عاق کرنے کا کیا معنیٰ ہوا؟ الہام کے دوسرے ٹکڑے **یامریم اسکن** میں مریم سے مرزا صاحب اپنی دوسری شادی اور مریم سے اپنی ''ذات شریف'' مراد لے رہے ہیں اور اس شادی سے پیدا ہونے والی اولاد کو بابرکت قرار دے رہے ہیں یعنی الہام کا پہلا جملہ جو دراصل قرآن کریم کی ایک آیت کا حصہ ہے وہ مرزا جی کے لئے اس لئے منحوس ثابت ہوا کہ یہ قرآن ظالموں کے خسارے میں اضافہ ہی کرتا ہے **وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا**، الہام کا جو جملہ مرزا صاحب نے خود تراشا وہ بہ قول ان کے بڑا بابرکت ثابت ہوا لیکن تیسرا جملہ **یا احمد اسکن** بھی تو خود ہی تراشا تھا جس کا مطلب سترہ سال بعد ان پر یہ کھلا تھا کہ اس سے تمہاری تیسری شادی مراد ہے اور احمد سے تم مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہو، یہ بڑا ہی منحوس ثابت ہوا کہ یہ تیسری شادی سرے سے معرض وجود میں نہ آئی اور سارے الہام کو یہ جملہ شیطانی الہام ثابت کر گیا۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کسی بھی کلام میں عموماً اور قرآن کریم میں خصوصاً اگر ''احمد'' کا لفظ آئے تو اس سے ہرگز متنبی قادیان مرزا غلام احمد مراد نہیں ہوا کرتا ورنہ مرزا جی کی یہ تیسری شادی ضرور بالضرور ہوتی جو ان کے ہزار جتن کے باوجود ہرگز نہ ہو سکی اور انہیں برملا متنبی ثابت کر گئی۔ الغرض مرزا صاحب کے مذکورہ الہام میں ایک ٹکڑا قرآنی آیت کا ہے بعد کے دو جملے اپنی طرف سے ملائے گئے ہیں۔ قرآن کریم کے تحریف لفظی سے محفوظ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی ایسی تحریف کر ہی نہیں سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی تحریف ہرگز چلنے نہ پائے گی اور تحریف کرنے والا جھوٹا ثابت ہو جائے گا جیسے مرزا قادیانی گوناگوں حیثیتوں سے مفتری اور کذاب ثابت ہو رہے ہیں۔

۱۶۔ یہود و نصاریٰ کی تحریف کی وجہ سے بائبل کے مضامین میں لاینحل تضادات اور اختلافات پائے جاتے ہیں مثلاً نئے عہد نامے کی انجیل متی اور انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب نامے میں ایسا تناقض اور اختلاف ہے جسے کسی بھی صورت میں دور نہیں کیا جا سکتا۔ مرزا غلام احمد متنبی قادیان کے کلام میں بھی قدم قدم پر کھلا تناقض پایا جاتا ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ باعتراف خود مراق و ہسٹیریا جیسے خوفناک ذہنی امراض میں مبتلا تھے، انہیں شدید ضعفِ حافظہ بھی باعتراف خود لاحق تھا۔ (۴۶۴/ج) وہ یہ قطعاً بھول جاتے ہیں کہ اس سے پہلے میں کیا لکھ چکا ہوں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ کیا جھک مار چکا ہوں، یوں ان کی تحریریں ان کے گلے کا طوق بنتی چلی گئی ہیں اور وہ اپنے ہی قلم کے قیدی قرار پاتے ہیں، تاہم قوی قرائن سے اس کی شہادت بھی ملتی ہے کہ وہ بسا اوقات لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے جان بوجھ کر اپنے کلام میں تناقض پیدا کرتے ہیں، مثلاً اپنے مخالفین کے متعلق وہ نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں: ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے''۔ (۴۶۵/الف) حال

آں کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین کے نقشِ قدم پر وہ خود ہی ٹھیک چل رہے ہیں اور ''چور مچائے شور'' کی کہاوت کا نمونہ بنے ہوئے ہیں جیسا کہ ان مباحث سے یہ خوبی واضح ہوتا چلا آرہا ہے۔ مرزا جی کے مجموعۂ الہامات (تذکرہ) میں ہے ''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے''۔ (۴۶۵/ب) اور اسی تذکرے میں ہے ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص کو جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے''۔ (۴۶۵/ج) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد اور مرزا بشیر الدین محمود احمد باپ سے بھی دو قدم آگے نکل گئے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے ''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ (۴۶۶/الف) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے مزید جست لگائی، وہ لکھتا ہے ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔ (۴۶۶/ب) اب دوسری طرف آیئے، مرزا قادیانی نے تریاق القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں لکھا ہے ''ابتدا سے میرا مذہب یہ رہا ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا، ہاں ضالّ اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا''۔ حاشیے پر لکھا ہے ''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا، یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکامِ جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحبِ شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدّث ہیں گو وہ کیسی ہی جنابِ الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور نعمتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا''۔ (۴۶۶/ج) لوگوں کو مزید دھوکہ اور فریب دینے کے لئے اپنی موت سے ایک سال پہلے ۱۹۰۷ء میں تتمہ حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں: ''یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آں حضرت ﷺ کے متقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں، صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آں حضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمے ومخاطبے کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بہ موجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں، ولکلٍّ ان یصطلح''۔ (۴۶۷/الف) دیکھئے یہاں مرزا قادیانی کا کہنا یہ ہے کہ اولیا کے الہام کو تو میرے مخالفین بھی مانتے ہیں سوچوں کہ خدا سے کسی ولی کے

مکالمے ومخاطبے کے چوں کہ سب ہی قائل ہیں لہٰذا میرا اور میرے مخالفین کا اختلاف صرف لفظی نزاع ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سلسلے میں ہم سب ایک ہی ہیں، میں نے خدا کی طرف سے اسی مکالمے ومخاطبے کو نبوت کا نام دے دیا ہے اور ہر شخص جو چاہے اپنی اصطلاح وضع کرلے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کون سا ایسا الہام یافتہ ولی ہوا ہے جس نے الہام کو وحی کا اور ولایت کو نبوت کا نام دے کر الگ امت تشکیل دی ہو، جس کی بیویاں امہات المؤمنین اور جس کے ماننے والے صحابی کہلاتے ہوں، جو اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد جیسی غلیظ گالیاں دیتا ہو، جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار کیا ہو، جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں پر بہتان لگایا ہو کہ وہ اپنے (مبینہ) منگیتر کے ساتھ نکاح سے پہلے ہی آزادانہ گھومتی پھرتی تھیں جس سے انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حمل ہوگیا، جس نے یوسف نجار کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ قرار دیا ہو، جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو محض شعبدہ بازی قرار دیا ہو، جس نے آسمان پر حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو شرک عظیم قرار دیا ہو، جس نے تمام انبیا علیہم السلام کی عموماً اور خاتم الانبیا اور ان کے آل واصحاب کی خصوصاً سخت توہین کی ہو، جس نے یہ گستاخانہ دعویٰ کیا ہو کہ میری شکل وصورت میں خود رسول اللہ ﷺ ہی دوبارہ تشریف لائے ہیں وغیرہ وغیرہ من الکفریات والخرافات۔ مرزا قادیانی کو یہاں جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ آئی کہ میرا اور مخالفین کا نزاع محض لفظی نزاع ہے، حال آں کہ وہ اسی کتاب حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مخالفین پر کفر کی یوں گولہ باری کررہے ہیں ''کفر دو قسم پر ہے، اول ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آں حضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے...... غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں''۔ (۴۶۷/ب) مرزا جی کہنے کو تو بارہا یہی کہتے ہیں کہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا لیکن حسب عادت اپنے کلام میں کھلا کھلا تناقض پیدا کرتے ہوئے وہ جب دل چاہے صاحب شریعت رسول بھی بن جاتے ہیں۔ چناں چہ وہ اربعین (۱۹۰۰ء) میں یوں بڑ ہانکتے ہیں ''اور اگر کہو کہ صاحب شریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیوں کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذالک ازکی لہم، یہ

براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، (حال آں کہ اس قرآنی آیت میں امر کا صیغہ ''قل'' تو موجود ہے مگر نہی کہاں ہے؟ قادیانیوں کو ہی معلوم ہوگا۔ ناقل ظفر احمد) اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُوْسٰى، یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں بہ استیفا امر و نہی کا ذکر ہو تو بھی باطل ہے، کیوں کہ اگر توریت یا قرآن شریف میں بہ استیفائے احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ رہتی''۔ (۴۶۷/ج) دیکھئے یہاں کس قدر صفائی اور صراحت سے مرزاجی نے اپنے صاحبِ شریعت رسول اور نبی ہونے کا بھی اعلان کر دیا ہے اور اپنی مذکورہ عبارت میں دھوکہ بازی سے کام لیا ہے۔ شریعت جدیدہ کا اہل علم نے ہرگز یہ مطلب بیان نہیں کیا ہے کہ نئی شریعت میں عقائد بھی تبدیل ہو جایا کرتے ہیں یا اس میں سابقہ شرائع کا کوئی بھی امر و نہی نہیں پایا جا سکتا۔ مرزا قادیانی نے مذکورہ عبارت میں سورۂ اعلیٰ کی آیات اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُوْسٰى کا حوالہ دیا ہے، ان کا تعلق ان امور سے ہے جو سب شرائع میں مشترک ہیں، ان آیات کا سیاق وسباق یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے (عقائد، اعمال اور اخلاق) کو سنوارا اور اس نے اللہ کے نام کو یاد کیا اور نماز کی پابندی کی تو وہ کام یاب ہوا اور یہ بات حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کو دیئے گئے صحیفوں میں بھی بتائی گئی ہے۔ خیر بات کلام میں تناقض وتضاد کی ہو رہی تھی، جس طرح یہود ونصاریٰ نے بائبل کے مضامین میں تناقض پیدا کر رکھا ہے، مرزا قادیانی نے بھی بعینہٖ یہی روش اختیار کی ہے۔ عقائد کبھی تبدیل نہیں ہوا کرتے لیکن مرزاجی عقائد کے بارے میں بھی لوگوں سے آنکھ مچولی کھیلتے رہے، مثلاً سال ہا سال تک آسمان پر حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے پر قائم رہنے کے بعد پھر اسے شرک عظیم قرار دے ڈالا۔ یہی ایک بات مرزاجی کو مفتری اور کذاب ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔ یہاں دل چسپ بات یہ بھی ہے کہ مرزاجی اپنے مخالفین کو کنجریوں کی اولاد کی گالی دیا کرتے تھے، ان کی پہلی بیوی حرمت بی بی سے ان کے بیٹے سلطان احمد اور فضل احمد ان کی خود ساختہ نبوت پر ایمان نہیں لائے تھے، لہٰذا مرزاجی کے فتوے کی رو سے جب وہ کنجریوں کی اولاد ٹھہرے تو خود سوچ لیجئے کہ پھر مرزاجی خود کنجر نہ ہوئے؟ کنجری کا شوہر نبی اور مسیح موعود کیسے ہوگیا؟۔

۱۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرے سے مصلوب ومقتول نہیں ہوئے مگر پولس کے زیر اثر عیسائیوں نے اپنے صحیح عقائد میں بگاڑ پیدا کرتے یہ سمجھ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہو کر نوع انسانی کی

خاطر (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لعنتی ہو گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی یہاں عیسائیوں سے مشابہت اختیار کرتے ہوئے اپنے مضامین میں بین السطور اچھی طرح ظاہر کر دیا کہ اگر تمہارے مسیح (معاذ اللہ) لعنتی ہوئے تھے تو لعنتی ہونے کا یہ وصف مجھے بھی حاصل ہے۔ چناں چہ محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی پیش گوئی کے بارے میں انہوں نے ۱۸۹۴ء میں ایک اشتہار میں لکھا تھا ''اگر یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہوں''۔ (۴۶۸/ الف) عیسائیوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) نے سولی پر جان دے کر (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ملعون ہو کر نوع انسانی کو اس کے پیدائشی گناہ سے نجات دلائی لیکن مرزا صاحب عیسائیوں سے دو قدم آگے نکلے، انہوں نے اپنے قلم سے اپنے آپ کو ملعون تو ٹھہرا لیا لیکن قادیانی امت کی نجات کا کوئی سبب بننے کی بہ جائے اسے بھی ہمیشہ کے لئے لعنتی اور خدا کی رحمت سے دور و مہجور قرار دے ڈالا، جیسا کہ ہم ان مباحث میں اوپر نکتہ نمبر ۱۳ میں قدرے تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

۱۸۔ عیسائیوں کو پولس نے جب شرک کی دلدل میں پھنسایا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا تو نہایت مشکل سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا لوگ خدا کو پکڑ کر اور اسے تازیانے لگا کر، اس کے منہ پر تھوک کر، اسے مکے اور گھونسے رسید کرنے کے بعد مصلوب بھی کر دیا کرتے ہیں، جیسا کہ محرّف اناجیل بیان کر رہی ہیں؟ پولس نے اس مشکل سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہ جواب تراشا ''اس (عیسیٰ) نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا، خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا بل کہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو خالی کر دیا اور یہاں تک فرماں بردار رہا کہ موت بل کہ صلیبی موت گوارا کی''۔ (۴۶۸/ ب) مرزا غلام احمد قادیانی اس ''مقدس'' تواضع اور انکسار کے اظہار میں عیسائیوں سے پیچھے کیسے رہ سکتے تھے، چناں چہ انہوں نے براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں اپنے متعلق انکسار کا اظہار یوں فرمایا:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

پولس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف انکسار کو منسوب کرتے ہوئے انہیں نوع انسانی سے باہر نہیں نکالا تھا لیکن مرزا قادیانی نے انکسار کے اظہار میں مسابقت دکھاتے ہوئے اپنے آپ کو نوع انسانی سے نکال باہر کیا اور کرم خاکی، بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہو گئے، کیوں کہ وہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دیتے تھے، چناں چہ انہوں نے دافع البلا (۱۹۰۲ء) میں لکھا تھا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔

اس سے بہتر غلام احمد ہے (۴۶۸/ج)

یہی وجہ ہے کہ پولس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جس انکسار کو منسوب کیا ہے، مرزا جی اس انکسار کے اظہار میں بہ ہر حال آگے نکلنا چاہتے تھے۔

۱۹۔ یہود ونصاریٰ اور مشرکین قرآن کریم اور دینی شعائر کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ سورۂ مائدہ میں ہے کہ ''اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست مت بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان (یہود ونصاریٰ) میں سے ہوں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی یا (بت پرست) کفار ہوں۔ اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو، اور جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اسے ہنسی کھیل ٹھہرا لیتے ہیں، یہ اس لئے ہے کہ وہ عقل نہیں رکھتے''۔ (۴۶۸/د) یہود ونصاری اور مشرکین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مرزا قادیانی اور ان کے عقیدت مندوں نے اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا، مرزا کی بیوی (معاذ اللہ) ام المؤمنین قرار پائی اور مرزا کے مریدوں کو (معاذ اللہ) صحابی کہا گیا۔ خود مرزا قادیانی نے (مثلاً) سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے متعلق قرآنی آیات کا خوب مذاق اڑایا۔ آپ کے بن باپ پیدا ہونے کا انکار کیا، آپ کے معجزات کو شعبدہ بازی قرار دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ پر (معاذ اللہ) آوارگی اور بدچلنی کا بہتان لگایا، رسول اللہ ﷺ کی متعلقہ احادیث کا بھی خوب مذاق اڑایا۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ زمین پر نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے۔ ایک غبی سے غبی شخص بھی اس کا مطلب یہی سمجھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں موجودہ (جھوٹی) عیسائیت کا خاتمہ ہو جائے گا، مگر متنبّی قادیان اور جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد نے ازالۂ اوہام (۱۸۹۱ء) میں انتہائی استہزائیہ انداز میں یوں ہرزہ سرائی کی ''کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے، اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور سانسیوں اور گنڈیلوں وغیرہ کے لئے جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں، خوش خبری کی جگہ ہے ان کی خوب بن آئے گی''۔ (۴۶۹/الف) مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے ایک مرتبہ مرزا قادیانی سے پوچھا کہ تم نے حج کیوں نہیں کیا تو مرزا نے یہ جواب دیا ''میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں......''۔ (۴۶۹/ب) رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مذاق اڑانے والے متنبّی قادیان مرزا غلام احمد سے کسی قادیانی کو یہ پوچھنے کا ہوش نہ رہا ''یا حضرت مسیح موعود و مہدی معبود! جب آپ خنزیروں کو قتل کر رہے ہوتے ہیں تو کتنے شکاری کتے اور کتنے سکھ اور چمار اور

گنڈ یلے آں جناب کے ہم راہ ہوا کرتے ہیں؟''۔اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد شریعت محمد یہ کی پیروی کریں گے اور کرائیں گے، لیکن متنبّی قادیان اور جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد نے حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں یہ ہرزہ سرائی کی ہے''یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول کر بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا''۔(۴۶۹/ج) حال آں کہ کسی اور نے نہیں بل کہ اسی متنبّی قادیان نے اس سے پہلے ۱۹۰۶ء میں چشمۂ مسیحی میں لکھا تھا''پولوس نے پھر ایک اور گند اس (عیسائی) مذہب میں ڈال دیا کہ ان کے لئے سور کو کھانا حلال کردیا، حال آں کہ حضرت مسیح انجیل میں سور کو ناپاک قرار دیتے ہیں، تب ہی تو انجیل میں ان کا قول ہے کہ اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو''۔(۴۷۰/الف) اب یہی متنبّی قادیان حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھ رہا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوا تو وہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) موجودہ عیسائیت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے خنزیر بھی کھائیں گے۔

۲۰۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بگاڑنے والے اور عیسائیوں میں مشرکانہ عقائد رائج کرنے والے پولس نے لوگوں کو یہ بھی باور کرا رکھا تھا کہ ہمارا زمانہ آخری زمانہ ہے، اس لئے یسوع مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا آسمان سے نزول اسی ہمارے زمانے میں ہوگا، چناں چہ تھسلنیکیوں کے نام اپنے خط میں وہ لکھتا ہے''چناں چہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند (یسوع مسیح) کے آنے تک باقی رہیں گے، موئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے، کیوں کہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتے کی آواز اور خدا کے نرسنگہ کے ساتھ اتر آئے گا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے، پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے، تاکہ ہوا میں خداوند (یسوع مسیح) کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے''۔(۴۷۰/ب) پولس یہاں یہ کہہ رہا ہے کہ یسوع مسیح کی دوبارہ آمد اتنی قریب ہے کہ وہ ہماری زندگی میں ہی تشریف لے آئیں گے جو مر چکے ہیں وہ زندہ کئے جائیں گے اور ہم لوگ جو پہلے ہی زندہ ہوں گے، سب کے سب بادلوں پر اوپر اٹھائے جائیں گے، تاکہ ہم یسوع مسیح کا استقبال کریں اور عالم آخرت میں ہم ہمیشہ کے لئے یسوع مسیح کے ساتھ رہیں گے۔کرنتھیوں کے نام اپنے ایک خط میں پولس لکھتا ہے''......اور ہم آخری

زمانے والوں کی نصیحت کے لئے لکھی گئیں''۔(۷۰/ج) جھوٹے مسیح متنبیٔ قادیان مرزا غلام احمد نے ہو بہ ہو عیسائیوں کے پولس کی تقلید کرتے ہوئے اپنی کتب میں اپنے زمانے کو آخری زمانہ قرار دیا ہے، حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں انہوں نے اپنی مزعومہ صداقت پر پہلا نشان یہ قرار دیا کہ ابوداؤد کی حدیث کے مطابق ہر سو سال کے بعد دین کو تازہ کرنے کے لئے مجدد آیا کرتا ہے۔ چوں کہ بہ قول مرزا یہ آخری زمانہ ہے پس میں (مرزا غلام احمد قادیانی) اس آخری زمانے کا مجدّد ہوں۔ چناں چہ وہ لکھتے ہیں'' آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا، اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں، یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو ......''۔(۷۱/الف) غور کیجئے جس طرح پولس اپنے زمانے کو آخری زمانہ قرار دینے میں جھوٹا ثابت ہوا، اسی طرح مرزا قادیانی بھی جھوٹے ثابت ہو گئے، وہ اپنے آپ کو چودہویں صدی کا مجدد سمجھتے تھے جو آخری مجدّد ہوگا، حال آں کہ اب تو پندرہویں صدی ہجری کا ابتدائی نصف چل رہا ہے، للہٰذا اس صدی کا بھی تو کوئی مجدد ہونا چاہئے۔ بل کہ مرزا قادیانی کے اپنے (شیطانی) الہامی حساب کے مطابق ان کے مرنے کے بعد دنیا کی باقی ماندہ عمر نو سو چھیالیس سال بنتی ہے جیسا کہ ہم اوپر نکتہ ۱۳ میں باحوالہ وضاحت کر چکے ہیں۔ جب وہ ابوداؤد کی حدیث کو اپنے استدلال کی بنیاد بناتے ہیں کہ ہر سو سال کے بعد مجدد آیا کرے گا تو ان نو سو چھیالیس سالوں میں بھی تو مجدد آنے چاہئیں ورنہ ان کا استدلال کیسے درست ہوا؟ حقیقۃ الوحی کی عبارت سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ مرزا جی چودہویں صدی ہجری کو آخری صدی سمجھتے تھے اور یوں انہوں نے اپنی ہی باتوں میں کھلا تناقض پیدا کر رکھا تھا۔ الغرض مرزا صاحب کی نصاریٰ سے مشابہت یہاں بھی نمایاں ہے، آخری زمانے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قیامت تک دنیا کی عمر اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جتنی بھی ہے، خاتم النبیین حضرت محمدؐ کی بعثت اس کے آخری حصے میں ہوئی ہے، چناں چہ حضرت انسؓ سے آپ کا ارشاد مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے (شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر) فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔(۷۱/ب) تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہؐ کا اور آپ کی امت کا زمانہ دنیا کی عمر کا آخری زمانہ اس لئے ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمدؐ کے بعد اس آخری زمانے میں کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، لیکن متنبیٔ قادیان مرزا غلام احمد نے اس کے برعکس اپنے زمانے کو آخری زمانہ قرار دے کر نہ صرف خاتم المجددین، خاتم الاولیا بل کہ خاتم النبیین ہونے کا بھی دعویٰ کر ڈالا اور رسول اللہؐ کے آخری پیغمبر ہونے کا انکار کر دیا۔ حضرت ابو ہریرۃؓ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

مجھ سے پہلے نبیوں کے ساتھ میری مثال یوں ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ بنایا اور خوب آراستہ کیا، مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس مکان کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق آتے ہیں اور حیران وخوش ہوتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چناں چہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی یہ مکان مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں (یا) مجھ پر تمام پیغمبروں کو ختم کر دیا گیا (یعنی میرے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا)۔ (۴۷۱/ج) اس کے برعکس مرزا قادیانی نے رسول اللہﷺ کی سخت توہین کرتے ہوئے خطبہ الہامیہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں یوں ہرزہ سرائی کی...... **فکان خالیاً موضع لبنة اعنی المنعم علیه من هذه العمارة فاراد الله ان یتم البنأ باللبنة الاخیرة فانا تلك اللبنة ایها الناظرون**۔ (۴۷۲/الف) خود مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ ''اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہ، پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورے کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کر کمال تک پہنچا دے، پس میں ہی وہ اینٹ ہوں''۔ یعنی مرزا جی نے خاتم الانبیا کا منصب بہ زعم خویش خود سنبھال لیا اور اپنے زمانے کو آخری زمانہ قرار دے دیا۔ نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات

۲۱۔ مدینہ کے یہودی یہ کہا کرتے تھے کہ فرشتہ جبرئیلؑ ہمارا دشمن ہے جو ہمارے لئے سخت احکام وحی لاتا رہا ہے اور میکائیلؑ ہمارا دوست ہے جو روزی کا فرشتہ ہے۔ متنبّی قادیان یہاں بھی یہودیوں کی آغوش میں جا بیٹھے اور انہیں کی روش اختیار کرتے ہوئے جب فرشتوں کے کمالات اپنے دامن میں سمیٹنا چاہے تو ان کی نظر بھی حضرت جبرئیلؑ کی بہ جائے حضرت میکائیلؑ ہی پر گئی۔ غالباً یہودیوں کی خوش نودی حاصل کرنا مقصود تھا، چناں چہ وہ اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھتے ہیں ''اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے''۔ (۴۷۲/ب)

۲۲۔ یہود ونصاریٰ اپنی مذہبی روایات میں مضحکہ خیز حد تک مبالغہ آرائی کے عادی تھے، مثلاً انجیل یوحنا کے مؤلف نے لکھا ہے ''اور بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے، اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی''۔ (۴۷۲/ج) مرزا غلام احمد متنبّی قادیان اس جھوٹی مبالغہ آرائی میں یہود ونصاریٰ سے بھلا پیچھے کیسے رہ سکتے تھے، انہوں نے براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں یوں بڑ ہانکی ''میرے نشان دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی کھلے کھلے ہیں''۔ (۴۷۳/الف) اور اسی کتاب میں انہوں نے اپنے ہر نشان کو معجزہ قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں ''نشان، معجزہ، کرامت، خرقِ عادت ایک چیز ہے''۔ (۴۷۳/ب) اس سے پہلے انہوں نے رسول اللہ

ﷺ کے معجزات کے متعلق تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں لکھا تھا ''تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے''۔ (۴/۷۳/ج) یعنی مفتری وکذاب، بدعقل وکج فہم، مراقی وہسٹیریائی متنبی مرزا غلام احمد قادیانی کے (مزعومہ) معجزات رسول اللہ ﷺ کے معجزات سے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) نو لاکھ ستانوے ہزار سے بھی زائد ہیں۔

۲۳۔ بہ مطابق بائبل خدا نے یروشلم (بیت المقدس) کے شاد وآباد رہنے اور اس کے دارالامان ہونے کا بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا تھا، پھر جب خدا نے یرمیاہ نبی کو یروشلم اور اس کے نواحی علاقوں کی دشمنوں کے ہاتھوں مستقبل قریب میں تباہی اور بربادی کی خبر دی تو کتاب یرمیاہ میں حضرت یرمیاہؑ کو خدا سے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) عہد شکنی کا زبردست شکوہ کرتے ہوئے یوں دکھایا گیا ہے ''افسوس اے خداوند خدا یقیناً تو نے ان لوگوں اور یروشلم کو یہ کہہ کر دغا دی کہ تم سلامت رہو گے حال آں کہ تلوار جان تک پہنچ چکی ہے''۔ (۴/۷۴/الف) ادھر متنبی قادیان کا دعویٰ بھی یہی تھا کہ مجھے خدا نے قادیان کی ترقی او راس کے دارالامان ہونے کی خبر دی ہے۔ مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں ''ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے، اونچی اونچی دومنزلی چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں اور روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دکانیں خوب صورت اسباب سے جگ مگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹم ٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے اور شہر میں پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھا سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بہ مشکل ملتا ہے''۔ (۴/۷۴/ب) قادیان کے متعلق مرزا جی کو ''خدا'' کی طرف سے یہ الہام بھی ہوا تھا ''میں قادیان کو اس قدر وسعت دوں گا کہ لوگ کہیں گے لاہور بھی کبھی تھا''۔ (۴/۷۴/ج) ۱۹/اپریل ۱۹۰۴ء کو مرزا جی کو الہام ہوا من دخلہ کان امناً ''جو اس قادیان میں داخل ہوگا وہ مامون ومحفوظ رہے گا'' مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔ (۴/۷۵/الف) اسی بنا پر قادیانی اخبار الفضل کے صفحات پر ''روزنامہ الفضل قادیان دارالامان'' لکھا جاتا رہا۔ مرزا جی کے یہ سارے الہامات اور کشوف سراسر جھوٹے نکلے، مرزا غلام نبی جانباز مرحوم نے بتایا کہ میں اس وقت قادیان میں تھا جب سکھوں نے قادیانیوں کو ان کے گھروں سے نکالا اور بہشتی مقبرے کی آبروریزی بھی کی۔ مرزا جانباز صاحب نے دیکھا کہ قادیانی اب پاکستان کی طرف دوڑ رہے تھے اور مڑ مڑ کر دارالامان کی طرف دیکھ

رہے تھے اور کہہ رہے تھے اچھا دارالامان ہے جس میں نہ امن ہے نہ امان ہے۔(۴۷۵/ب) حیرت ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں نے قادیانیوں کو قبول نہ کیا حال آں کہ متنبی قادیان مرزا غلام احمد بہ زعم خویش ہندوؤں کے بھی کرشن جی تھے، وہ ارشاد فرماتے ہیں ''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے ''کرشن جی کہاں ہیں'' جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے، اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا ''ہے کرشن جی رودر گوپال''۔(۴۷۵/ج) مرزا جی مزید ارشاد فرماتے ہیں ''دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں، پھر ایک دفعہ الہام ہوا: ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو، تیری استتی گیتا میں موجود ہے''۔(۴۷۶/الف) مرزا جی سکھوں کے لئے بھی ''امین الملک جے سنگھ بہادر'' تھے۔(۴۷۶/ب) یہ تمام رؤیا، الہامات اور کشوف جھوٹے ثابت ہوئے۔ قیام پاکستان کے موقع پر قادیانیوں کو پاکستان میں مسلمانوں کے ہاں ہی پناہ ملی، لیکن وہ اب تک یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان کا مرزا قادیانی کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) عین محمد قرار دینا او رکلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ سے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا قادیانی مراد لینا جیسی گستاخیاں مسلمانوں کے لئے نا قابل برداشت ہیں۔ مسلمانوں نے انہیں جو پناہ دے رکھی ہے وہ اس کا جواب ناشکری اور اسلامی شعائر کی توہین سے نہ دیں اور اپنی اقلیتی حیثیت کو شرح صدر سے قبول کریں، ہم دیگر مواقع کی طرح زیر نظر عنوان کے نکتہ نمبر ۱۳ میں بھی با حوالہ واضح کر چکے ہیں کہ متنبی قادیان مرزا غلام احمد نے اپنی قادیانی امت کو اپنے ارشادات اور قلم کی رو سے ایسی لعنتی امت قرار دے ڈالا ہے جو شیطان کی طرح خدا سے ہمیشہ کے لئے دور و مہجور ہی رہے گی۔ اگر قادیانی حضرات کفر چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور لعنتی امت میں ہی اپنا شمار کرانے پر اصرار کرتے ہیں تو ہم ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟ تاہم اس صورت میں انہیں اپنی اقلیتی حیثیت کو قبول کرنا چاہئے، مرزا قادیانی نے درثمین (اپنے منظوم کلام) میں قادیان کے متعلق کہا ہے:

زمینِ قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے(۴۷۶/ج)

مرزا آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) میں لکھتے ہیں ''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (یعنی قادیان آنے میں) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر، کیوں کہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی''۔(۴۷۷/الف) بابو محمد منظور الٰہی قادیانی نے لکھا ہے

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ نماز سے کوئی بیس پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا''۔(۴۷۷/ب) منظور الٰہی مرزا قادیانی کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں: ''کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا کہ **کل مقابر الارض لا تقابل ھذا الارض** ''روئے زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کرسکتیں''۔ (۴۷۷/ج) غور کیجئے جب مرزا جی کے قادیان کی وسعت اور اس کے دارالامان ہونے کے متعلق تمام الہامات اور کشوف وغیرہ برملا جھوٹے نکلے اور مرزا جی کو بہ زبانِ حال مفتری اور کذاب قرار دے گئے تو قادیان کے تقدس اور اس کے نام نہاد بہشتی مقبرے کی مبینہ برکات کے متعلق ان کے (مزعومہ) الہامات، کشوف اور خوابوں کے جھوٹے ہونے میں کسی احمق کو ہی شک ہوسکتا ہے۔ یہ سارا کھیل قبر فروشی کے ذریعے زراندوزی اور شکم پروری کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ مرزا جی نے تو فرمایا تھا کہ لوگ کہا کریں گے کہ لاہور بھی کبھی تھا مگر حال یہ ہوا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قادیان بھی کبھی تھا۔ الغرض جس طرح یہود ونصاریٰ نے محرف بائبل میں یروشلم (بیت المقدس) کے حوالے سے خدا کے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) عہد شکن ہونے کا بھرپور تاثر قائم کیا ہے تو متنبی قادیان نے اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو بہ ہو یہی تاثر قادیان کے بارے میں اپنے جھوٹے الہامات، کشوف اور خوابوں سے قائم کیا ہے، وہ بھلا یہود ونصاریٰ سے اس سلسلے میں کیسے پیچھے رہ سکتے تھے، دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

۲۴۔ سورۂ بقرہ میں ہے: **وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوْ تَاْتِیْنَآ اٰیَۃٌ ط کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّثْلَ قَوْلِھِمْ ط تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ ط قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَO اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِO** (۴۷۸/الف) ''اور جو لوگ علم نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی آیت (نشانی) کیوں نہیں آتی؟ اسی طرح کی باتیں ان لوگوں نے بھی کہی تھیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، ان کے دل (باہم) ملتے جلتے ہیں۔ بے شک ہم نے یقین رکھنے والوں کے لئے (اپنی) آیات کھول کھول کر بیان کر دی ہیں، بے شک ہم نے (اے پیغمبر) تجھے حق کے ساتھ خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تجھ سے جہنمیوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا''۔ ان آیات پر غور کیجئے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے مکالمے ومخاطبے کی خواہش رکھتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے بے سمجھ قرار دیا ہے، ان کا یہ سوال کہ اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا اس قدر لغو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا، البتہ ان کے دوسرے سوال کا

کہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی، جواب دیا کہ بلاشبہ ہم نے یقین رکھنے والوں کے لئے آیتیں کھول کھول کر بیان کردی ہیں، جو لوگ پھر بھی ایمان نہ لائیں اور اس قسم کے بیہودہ سوال پر اصرار کرتے رہیں کہ اللہ خود ہم سے کیوں باتیں نہیں کرتا انہیں اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہنمی قرار دیا ہے۔ سورۂ مدثر میں اللہ تعالیٰ سے مکالمے ومخاطبے کی خواہش رکھنے والوں کو سخت ڈانٹ پلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً O كَلَّا بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَO كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌO فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ O . (۴۷۸/ب) ''بل کہ ان (مشرکین) میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اسے کھلے کھلے صحیفے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) دیئے جائیں، خبردار! یہ لوگ آخرت (کے عذاب) سے نہیں ڈرتے، خبردار! یہ (قرآن) نصیحت ہے تو جو شخص چاہے اس (نصیحت) کو یاد کرے''۔ ان آیات میں ان لوگوں کو وعید سنائی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ سے مکالمے ومخاطبے اور اپنے اوپر بہ ذریعہ وحی صحیفوں کے نزول کی خواہش رکھتے ہیں، انہیں سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ قرآن کریم ہر کسی کی رہ نمائی کے لئے کافی، شافی اور وافی ہے تو جو چاہے اس کتاب سے فائدہ اٹھائے۔ یعنی اس کے بعد قطعاً کسی پر کسی بھی طرح کی وحی کا نزول نہیں ہوگا، کیوں کہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔ اب دیکھئے متنبی قادیان مرزا غلام احمد نے جاہل مشرکین مکہ کی خوب خوب ہم نوائی کرتے ہوئے اپنی کتب میں بار بار یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں سے مکالمہ اور مخاطبہ بند نہیں ہونا چاہیئے یعنی مرزا جی کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بلا وجہ لوگوں سے (معاذ اللہ) ''گپ شپ'' جاری رکھنی چاہئے، چناں چہ سراسر اس جاہلی تصور کو قبول کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے یوں ہرزہ سرائی کی ہے ''وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بل کہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نومیدی ہے اور کوئی آواز بھی غیب سے کسی کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ کہہ نہیں سکتے کہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی، سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے''۔ (۴۷۸/ج) متنبی قادیان نے مزید یاوہ گوئی یوں کی ہے ''اور آں حضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے، اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا بند ہے، اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا سے دور ومہجور ہوتی......''۔ (۴۷۹/الف) متنبی قادیان کو ان خرافات کی دنیا میں بھی نقد سزا مل گئی جیسا کہ ہم ان ہی مباحث میں نکتہ نمبر ۱۳ میں ناقابل تردید انداز سے ثابت کرچکے ہیں کہ مرزا جی کی قادیانی امت ہی وہ لعنتی امت ہے جو شیطان کی طرح خدا سے ہمیشہ کے لئے دور ومہجور ہے، کیوں کہ مرزا نے اپنے آپ کو خاتم

الاولیا، خاتم المجد دین اور خاتم الانبیا ظاہر کیا ہے۔ مرزا جی سے پہلے خود ان کے اپنے اعتراف کے مطابق امت محمد یہ میں نبی تو نہیں آئے لیکن مجدد ین، اولیا کرام اور قرآن کریم کے سچے تابعین پیدا ہوتے رہے ہیں اور یہ سب کے سب مرزا صاحب کے عقیدے کے مطابق معصوم عن الخطا بھی تھے لیکن جب مرزا جی بہ زعم خویش خاتم الانبیا ہی نہیں بل کہ خاتم الاولیا اور خاتم المجد دین بھی ہیں تو ان کی موت کے قادیانی امت میں نبی تو کیا، کوئی مجدد اور ولی تک نہیں آ سکتا لہٰذا مرزا کے فلسفہ اجرائے نبوت کے تحت قادیانی امت مکالمات ومخاطبات الٰہیہ سے یک سر محروم ہو کر خود ان کے اپنے الفاظ میں لعنتی امت ہوگئی اور ان کا دین بھی ان کے اپنے قلم کی رو سے لعنتی دین ہو گیا۔ نبوت کے جس مدعی کا دین لعنتی دین اور پوری امت لعنتی امت ہو تو لامحالہ نبوت کا ایسا مدعی شخص بھی ملعون اور کذاب ہوگا، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم الشان کلام ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ اِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (۴۷/۹ب) ''اور بے شک یہ (قرآن) بڑی عزت والی کتاب ہے کہ باطل کا گزر نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے ہوسکتا ہے، یہ صاحبِ حکمت اور تعریف کے لائق (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اتارا گیا ہے''۔ صاحبِ قرآن رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر یعنی حدیث وسنت کو قرآن کریم میں ''حکمت'' قرار دیا گیا ہے۔ کتاب وحکمت یا قرآن وسنت کو ''صرف چند منقول باتیں'' کہہ کر متنبی قادیان قرآن وسنت کی توہین کر رہا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کے بعد وحی الٰہی کو بلاضرورت جاری قرار دینے کا مطلب یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بلا ضرورت اور بے مقصد گپ شپ لگایا کرتا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ مُحدَّث اس شخص کو نہیں کہا جاتا جس سے اللہ ''گپ شپ'' لگاتا ہو جیسا کہ متنبی قادیان نے سمجھ رکھا ہے بل کہ یہ لفظ مُلْھَم کے معنی میں ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ صحیح بات ڈال دے، چوں کہ صحیح عقیدے کے مطابق حضرات انبیا علیہم السلام کے بعد کوئی بھی شخص معصوم عن الخطا نہیں ہے اس لئے ولی کے الہام کو قرآن وسنت پر لوٹایا جائے گا۔ مُحدَّث و مُلہم یا مجدد ہونا کوئی ایسا منصب ہرگز نہیں جس کا اعلان اور اس پر ایمان کا مطالبہ ایسے ہی کیا جائے جیسے نبی اپنی نبوت کے اعلان اور اس پر ایمان کا لوگوں سے مطالبہ کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکلف و پابند ہوتا ہے۔ یہ بھی قطعاً ضروری نہیں کہ کسی مجدد کو اپنے مجدد ہونے کا علم بھی ہو بل کہ اس کی نمایاں دینی خدمات کی بنا پر اہل علم نے اسے مجدد قرار دیا ہو تو بھی جو شخص اسے مجدد نہ سمجھے وہ کافر تو کیا فاسق بھی ہرگز نہیں ہوگا۔ او رکسی ولی کے لئے بھی ہرگز یہ ضروری نہیں کہ وہ صاحب کشف والہام بھی ہو۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے کسی ولی کا مقام ومرتبہ صاحبِ کشف والہام ولی کے مرتبے سے بہت بلند ہو۔ سخت

حیرت ہے کہ متنبی قادیان نے ایک غلو تو یہ کیا کہ ولی کے الہام کو وحی کی طرح یقین قطعی کا درجہ دیا اور قرآن کریم کے سچے تابعین جن میں مجددین بہ طریق اولیٰ شامل ہیں کو معصوم عن الخطا قرار دیا۔ دوسرا غلو یہ کیا کہ اس کے باوجود نبوت و رسالت کے اجرا کو بھی ناگزیر ٹھہرالیا۔ الغرض مرزا صاحب کا اجرائے نبوت کا تصور بعینہٖ وہی ہے جو مشرکین عرب کا تھا، وہ یہ سمجھتے تھے کہ نزول قرآن کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا لوگوں سے مکالمہ و مخاطبہ جاری رہنا چاہئے، اگر اللہ تعالیٰ محمد (ﷺ) سے کلام کرتا ہے تو ہم سے کیوں نہیں کرتا؟ بالفرض نبوت کا سلسلہ چل بھی رہا ہوتا تو مرزا غلام احمد قادیانی جیسا شخص تو پھر بھی ہرگز (پھر دہرایئے) ہرگز نبی نہیں ہوسکتا تھا جو اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو مشرک عظیم، ماکول الحسنات، بدعقل، نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال وغیرہ وغیرہ بہت کچھ ٹھہرا چکا ہو۔ مرزا جی کے کذاب ہونے کے لئے دیگر بے شمار دلائل کے علاوہ یہی کافی ہے کہ قادیان کی وسعت اس کے لاہور تک جا پہنچنے، بہت بڑا شہر بن جانے اور دارالامان ہونے کے متعلق ان کے الہامات، کشوف اور خواب کھلے عام جھوٹ ثابت ہوئے، جیسا کہ ہم ابھی اوپر نکتہ نمبر ۲۳ میں واضح کر چکے ہیں۔

۲۵ یہود و نصاریٰ کے ساتھ خصوصاً اور بت پرست مشرکین کے ساتھ عموماً مرزا غلام احمد قادیانی کی حیرت انگیز مشابہت و مماثلت کو ہم نے بحمد اللہ ناقابل تردید دلائل سے ثابت کر دیا ہے، بت پرست ہندوؤں سے قادیانیوں کی محبت کا حال یہ ہے کہ بہ قول مرزا بشیر الدین محمود ان کی عورتوں سے نکاح حلال ہے۔ (۴۷۹/ج) اس کے باوجود برصغیر کی تقسیم کے وقت ہندوؤں اور سکھوں نے قادیانیوں کو پناہ نہیں دی اور انہیں بھاگم بھاگ پاکستان آنا پڑا۔ یہود و نصاریٰ نے نبوت و رسالت کے صحیح اور پاکیزہ تصور کو پامال کرتے ہوئے نبوت کا جو خود ساختہ تصور اور معیار قائم کیا ہے، اس پر مرزا غلام احمد قادیانی سو فیصد پورے اترتے ہیں تو کیا کہیں عیسائیوں ہی نے تو مرزا صاحب کو نبی نہیں بنایا؟ مرزا جی کا اپنا بھرپور اعتراف و اقرار موجود ہے کہ وہ عیسائیوں کی طرف سے ہی مبعوث ہیں اور انہیں کا کاشت کیا ہوا پودا ہیں۔ ستارۂ قیصریہ (۱۸۹۹ء) میں انہوں نے عیسائی خاتون قیصرۂ ہند ملکہ وکٹوریہ کو لکھا تھا ''......اے ملکہ معظمہ! تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا ہے، اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو......خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں، خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے، تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے......''۔ (۴۸۰/الف) غور کیجئے کہ متنبی قادیان اور جھوٹے مسیح غلام احمد کسی مراقی

وہسٹیریائی کیفیت میں کس طرح باطنی راز فاش کر بیٹھے، ملکہ وکٹوریہ عیسائی خاتون تھی، وہ کبھی بھی اپنے غلام ابن غلام مرزا غلام احمد ابن غلام مرتضیٰ پر ایمان نہیں لائی تھی، لہٰذا وہ قادیانی شریعت کی رو سے بھی ایک کافرہ خاتون تھی، اسے شاید کبھی غسل جنابت کی بھی توفیق نہ ہوئی ہو لیکن متنبیٔ قادیان اقرار کررہا ہے کہ اسی ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنانے کے لئے لوگوں سے اور وہ بھی کفار سے مشورہ نہیں لیا کرتا اور نہ ہی وہ ناپاک کفار کی پاک نیتوں کی تحریک پر کسی کو نبی بنایا کرتا ہے۔ مرزا صاحب پر شیطانی وحی کا نزول ہوا کرتا تھا اور وہ شیطان ہی کو (معاذ اللہ) خدا سمجھ رہے تھے، اس لئے ان کے خط کی مذکورہ بالا عبارت میں اگر جملہ یوں کر دیا جائے تو بالکل درست ہوگا اور اس سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا''...... تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے شیطان نے مجھے بھیجا ہے''۔ ملکہ وکٹوریہ متکبر خاتون، مرزا غلام احمد قادیانی کو غلام ابن غلام، انتہائی کمینہ اور پست، خوشامدی اور چاپلوس شخص سمجھتی تھی۔ اس نے مرزا جی کے انتہائی گھٹیا قسم کی خوشامد پر مبنی خطوط کی کوئی رسید تک اپنے غلام ابن غلام کو نہ پہنچائی جس کی ایک بڑی وجہ غالباً یہ بھی تھی کہ مرزا جی نے اپنے اور انگریز سرکار کے درمیان انتہائی خفیہ راز کو کسی مراقی وہسٹیریائی کیفیت کے تحت طشت از بام کر کے ملکہ کو ناراض کر دیا تھا۔ اس پر بے چین ہو کر مرزا جی نے ملکہ وکٹوریہ کو لکھا''اعلیٰ درجے کا اخلاص اور محبت اور جوشِ اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاق کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت (فارسی لفظ ہے بہ معنی ساٹھ) سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بہ طور درویشانہ تحفے کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمۂ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں، لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفے یعنی رسالے قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں، اس غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں''۔ (۴۸۰/ب) اس انتہائی خوشامد بھرے خط پر بھی ملکہ وکٹوریہ کا دل نہ پسیجا تو غلام ابن غلام مرزا جی کو پھر یہ لکھنا پڑا''میں نے تحفہ قیصریہ میں

جو حضور قیصرۂ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا، یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بہ وجہ کمال اخلاص خونِ دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا بل کہ ضرور آتا، ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بہ وجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرۂ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاد دہانی کے عریضے کو لکھنا پڑا اور اس عریضے کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے بل کہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرۂ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچاوے۔ اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرمائیں''۔ (۴۸۰/ ج) مرزا صاحب اپنی مزعومہ صداقت کا ایک نشان یہ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ میں مستجاب الدعوات ہوں لیکن مذکورہ عبارت کے آخر میں جو دعا انہوں نے فرمائی تھی وہ شرف قبولیت سے محروم ہی رہی اور ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند نے اپنے غلام ابن غلام، خوشامد و چاپلوسی کے بادشاہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کوئی گھاس نہ ڈالی۔ اس پر بڑے آدمیوں کی طرح مرزا جی نے صبر سے کام لیا اور اس پر اپنے آپ کو مطمئن کرلیا کہ ان کی خدماتِ عالیہ کے اعتراف میں انگریز افسر انہیں جو خطوط بھیج دیا کرتے ہیں وہی کافی ہیں، ملکہ وکٹوریہ تو اس قدر عظیم المرتبت خاتون ہے کہ میری رسائی وہاں تک محال ہے۔ برطانوی بادشاہوں کے متعلق تصورات کی اسی کیفیت میں انہیں جو الہام ہوا اس کی تشریح بھی انہو ں نے خود ہی کردی ہے ''قیصر ہند کی طرف سے شکریہ (تشریح) یہ الہام متشابہات میں سے ہے اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے، کیوں کہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں، میرا شکریہ کیسا؟'' (۴۸۱/ الف) بابو محمد منظور الٰہی قادیانی مرزا صاحب کا ایک خواب یوں بیان کرتے ہیں ''رؤیا دیکھا کہ گویا حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں، اسی اثنا میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو جو میرے پاس بیٹھے ہیں، کہا کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے، ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہئے''۔ (۴۸۱/ ب) متنبی قادیان نے انگریز افسر نواب لیفٹیننٹ گورنر کے نام اپنے ایک خط میں لکھا تھا''......وہ (مرزا قادیانی کے خاندان والے) قدیم سے سرکار انگریزی

کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت (سرکار) نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے''۔ (۴۸۱/ ج) اس سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا جی اور ان کی جماعت انگریز عیسائیوں کا خود کاشتہ پودا تھے اور عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی ''پاک نیتوں'' کی تحریک سے بہ قول خود نہایت موزوں وقت پر پہلے مسیح موعود اور پھر نبی بنے تھے۔ مقصد بھی واضح ہو گیا کہ انگریز سرکار دولت مدار کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے پیچھے نہ ہٹیں۔ جہاد فی سبیل اللہ میں تو اللہ کی خاطر اپنا خون اور اپنی جان دینی پڑتی ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے بھیجا ہوا نبی بھلا جہاد فی سبیل اللہ کو کیسے برداشت کر سکتا ہے اس لئے متنبی قادیان نے اسلامی جہاد کو حرام قرار دیا۔ خطبہ الہامیہ (۱۹۰۰-۱۹۰۲ء) میں وہ کہتے ہیں'' آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا، اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے''۔ (۴۸۲/ الف) اور مثلاً ایک اشتہار میں انہوں نے لکھا'' میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے اس مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے''۔ (۴۸۲/ ب) یعنی انگریز سرکار کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے پر تو مرزا جی اور ان کے مرید بالکل تیار اور حاضر ہیں لیکن اسلامی جہاد حرام ہے۔ بہ الفاظ دیگر متنبی قادیان کے نزدیک قتال فی سبیل الطاغوت تو فرض ہے لیکن قتال فی سبیل اللہ حرام اور بالکل حرام ہے۔ یہ وہ متنبی قادیان ہے جو اپنے آپ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) عین محمد قرار دیتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میری شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ ہوئی ہے۔ اور بہ قول متنبی قادیان آپ کی یہ دوسری بعثت پہلی بعثت سے زیادہ بابرکت ہے۔ خطبہ الہامیہ میں ہے'' اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو......''۔ (۴۸۲/ ج) اب بھی اگر کسی پر مرزا جی کا مفتری اور کذاب ہونا نمایاں نہیں ہوا تو یہی کہا جا سکتا ہے **فانها تعمى الابصار و لكن تعمى القلوب التى فى الصدور**، کہ بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں لیکن وہ دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں جو سینوں میں ہیں''۔ ممکن ہے یہاں کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب مرزا قادیانی کو انگریز عیسائیوں نے مسیح موعود اور نبی بنایا تھا اور وہ ان کا خود کاشتہ پودا تھے اور اسی لئے وہ انگریز سرکار دولت مدار کے مفادات

کے عام نگران اور محافظ ہی نہیں تھے، بل کہ ان کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار تھے تو وہ عیسائی پادریوں کو دجال کیوں کہتے تھے اور ان سے مناظروں کا بازار انہوں نے کیوں گرم کر رکھا تھا؟ یہ سربستہ راز بھی خود مرزا جی نے اپنے قلم سے کھول دیا، وہ ۱۸۹۹ء کی اپنی ایک تحریر میں عیسائی پادریوں کی کتابوں کے متعلق لکھتے ہیں ''مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو، تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا (اور ظاہر ہے کہ مرزا جی کی نیت ناپاک کیسے ہوسکتی تھی کیوں کہ وہ تو ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے مسیح موعود بنے تھے۔ ناقل ظفر احمد) کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہوجائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو، تب میں نے بہ مقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدگمانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی، کیوں کہ میرے کانشنس نے مجھے قطعی طور پر فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا، کیوں کہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو میری یہ پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی...... پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا یہی وجہ ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجے کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں، کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اول درجے پر بنا دیا ہے۔ اول والد مرحوم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ کے احسانوں نے، تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے، اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں''۔ (۴۸۳/الف) متنبی قادیان مرزا غلام احمد کے مذکورہ بالا اعتراف سے واضح ہے کہ پادریوں کے خلاف ان کی مناظرہ بازی اسلام کی خاطر ہرگز نہ تھی بل کہ مسلمانوں کو بیوقوف بناتے ہوئے انگریز سرکار دولت مدار کے مفادات کے تحفظ کے لئے یہ سب کچھ کیا جارہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کے خلاف مناظروں میں انہیں نہایت ہی شرمناک شکست سے دوچار ہونا پڑا کہ مقابلہ جھوٹے کا جھوٹوں سے تھا۔ پادری عبداللہ آتھم کی موت کی پیشین گوئی مرزا جی نے کر ڈالی جو پوری نہ ہوئی اور عیسائیوں نے مرزا کے خلاف پادری آتھم کو ہاتھی پر بٹھا کر جلوس نکالا اور ان کے پتلے کو نذر آتش کیا۔ متنبی قادیان کے مقابلے میں سچے مناظرین اسلام مثلاً مولوی رحمت اللہ کیرانوی کو زبردست عزت اور نیک شہرت حاصل ہوئی، ان کا پادری فانڈر سے صرف دو دن ۱۰، ۱۱ / اپریل ۱۸۵۴ء بہ مطابق ۱۱، ۱۲ / رجب ۱۲۷۰ ہجری کو اکبر

آباد آگرہ میں مشہور مناظرہ ہوا۔ وہ ایسا شرمندہ اور شکست خوردہ ہوا کہ تیسرے دن مناظرے کے لئے باہر ہی نہیں نکلا۔ پادری فانڈر بعد میں ترکی چلا گیا، بعد کے سلسلۂ واقعات میں ۱۸۶۴ء میں جب پادری فانڈر کو یہ معلوم ہوا کہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی قسطنطنیہ آرہے ہیں تو پہلے ہی ترکی سے بھاگ نکلا۔ مولانا نے وہاں عیسائیت پر عربی زبان میں شہرۂ آفاق کتاب اظہار الحق لکھی، اس کے انگریزی ترجمے پر اخبار لندن ٹائمز کا تبصرہ یہ تھا کہ لوگ اگر اس کو پڑھتے رہیں گے تو دنیا میں مذہب عیسوی کی ترقی بند ہو جائے گی۔ مولانا کی عیسائیت پر اس کے علاوہ بھی گراں قدر تصانیف ہیں۔ (۴۸۳/ب) متنبی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کو مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے علمی تبحر کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہوا۔

ب: قادیانیوں کی تکفیر کا مسئلہ

ا۔ مرزا غلام احمد نے خود اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو کافروں میں شامل کر لیا۔ حمامۃ البشریٰ (۱۸۹۳ء) میں انہوں نے لکھا ''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں''۔ (۴۸۳/ج) اور مثلاً مؤرخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء کے اپنے ایک اشتہار میں انہوں نے لکھا ''...... سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی''۔ (۴۸۴/الف) مرزا صاحب نے بعد میں ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر ڈالا اور وہ اپنے ہی فتوے کی رو سے اسلام سے خارج، کافروں کی جماعت میں جاملنے والے اور کاذب ہو گئے۔ امت مسلمہ نے جو بالاتفاق مرزا قادیانی اور ان کے عقیدت مندوں کو کافر قرار دیا ہے تو مرزا صاحب کے اپنے حق میں ان کے اپنے کفر کے فتوے پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ تاویل انتہائی لچر اور مضحکہ خیز ہے کہ گو میں براہین احمدیہ (۱۸۸۰-۱۸۸۴ء) کی تالیف کے ایام سے ہی صاحبِ وحی اور نبی تھا لیکن کوئی بیس اکیس سال تک مجھے اپنے حقیقی نبی ہونے کا علم نہ ہو سکا اس لئے میں اپنے متعلق (مزعومہ) وحی میں نبی اور رسول کے کلمات کو غلطی سے مجازی معنی پہناتا رہا۔ یہ شیطانی تاویل اس لئے مردود ہے کہ یہ بات سراسر بیہودہ ہے کہ کوئی شخص فی الواقع اللہ کا نبی ہو لیکن اسے سال ہا سال تک اپنے نبی ہونے کا علم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بھی اسے نہ بتائے، بل کہ اس کی زبان پر اس طرح کے کلمات چلنے دے کہ اگر میں نبوت کا دعویٰ کروں تو اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت سے جاملوں گا۔ گزشتہ عنوان ''مرزا غلام احمد قادیانی یہود و نصاریٰ کی آغوش میں'' کے مباحث میں نکتہ نمبر ۲۵ میں بیان کیا جاچکا

ہے کہ مرزا جی باعتراف خود انگریز سرکار دولت مدار کا خود کاشتہ پودا تھے اور ملکہ وکٹوریہ کی ''پاک نیتوں'' کی تحریک سے مسیح موعود اور نبی بنے تھے۔ قادیانیت پر ہمارے تمام مضامین کا مطالعہ قارئین کرام کے لئے ان شاء اللہ نہایت معلومات افزا اور دل چسپ ہوگا۔ ہر مضمون اپنی انفرادیت لئے ہوئے ہے اور ان مضامین کو اس طرح مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ایک مضمون کو سمجھنے کے لئے دوسرے مضامین پر کلیتاً انحصار نہ کرنا پڑے چناں چہ گزشتہ مضامین میں ''مرزا غلام احمد قادیانی یہود و نصاریٰ کی آغوش میں'' کا مطالعہ ہی چشم کشا ہوگا اور مرزا قادیانی کو کافر قرار دینے کی وجوہ پر مہر تصدیق ثبت ہوتی دکھائی دے گی۔

۲۔ مرزا قادیانی نے جس طرح اپنے قلم سے اپنے آپ کو کافر بنایا اسی طرح قادیانیت قبول نہ کرنے والوں پر بھی کفر کا فتویٰ جاری کر کے خود ہی اپنے آپ کو امت مسلمہ سے پوری طرح کاٹ لیا۔ مثلاً انہوں نے کہا ہے ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے''۔ (۴۸۴/ب) نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں مرزا نے لکھا ہے ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے''۔ (۴۸۴/ج) یہاں متنبی قادیان مرزا غلام احمد ''چور مچائے شور'' کا مصداق ٹھہرتا ہے، وہ خود ہی پکا یہودی، عیسائی اور مشرک ہے جیسا کہ دیگر مضامین کے علاوہ گزشتہ مضمون کے مباحث سے بھی بہ خوبی واضح ہو رہا ہے۔

۳۔ مرزا قادیانی کے کافر ہونے کی وجوہات میں ان کا دعویٰ نبوت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے سے انکار، ان کے آسمان پر زندہ موجود ہونے اور قیامت کے قریب زمین پر ان کے نزول کا انکار، ان کے معجزات کا انکار، ان کی اور ان کی والدہ ماجدہ کی شان میں شرم ناک گستاخیاں اور توہین، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیا کی سخت توہین، اسلامی فریضۂ جہاد کا انکار، سب مسلمانوں کی تکفیر اور خود ہی اپنے قلم سے اپنے آپ کو مشرک عظیم، مخبوط الحواس، مفتری و کذاب، کافر و بے شرم، نامراد، ملعون، مردود، ذلیل، دجال، عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی ''پاک نیتوں'' سے برپا ہونے والا مسیح موعود اور نبی، انگریز سرکار کا خود کاشتہ پودا، ملحد، کافر اور زندیق وغیرہ وغیرہ ثابت کرنا شامل ہے۔

۴۔ قادیانیوں کے اس مغالطے سے خبردار رہنا چاہئے کہ ان کے بہ قول وہی لوگ کافر ہیں جو ان کو کافر کہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے غیر قادیانیوں کو کافر اور اسلام سے خارج قرار دیا ہے، جیسا کہ اوپر نکتہ نمبر ۲ میں بیان کیا چکا ہے۔ ان کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنی کتاب آئینہ صداقت میں لکھا ہے ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل

نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔

(۴۸۵/ الف) جو لوگ کروڑوں اربوں مسلمانوں کو بہ یک جنبش قلم کافر قرار دیں تو اگر پوری امت مسلمہ نے قادیانی امت کو کافر قرار دیا ہے تو انہیں اپنی مظلومیت کی دہائی دینے اور اپنے خیال میں ناواقف مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کی سعی نامشکور کا ہرگز کوئی حق حاصل نہیں۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین اسلام کی جملہ ضروریات پر ایمان رکھتے ہوں۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و یومنوا بی و بما جئت بہ**۔ (۴۸۵/ب) یعنی ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ میں رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جب تک وہ مجھ پر اور جو میں (اللہ کی طرف سے) لے کر آیا ہوں اس پر ایمان نہ لے آئیں''۔ ہم تک دین کی وہ باتیں جو قطعیت سے پہنچی ہوں اور جن کا معنی و مفہوم بھی قطعی یقینی ہو یعنی یہ چیزیں قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہوں تو خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق سے ہو ضروریات دین کہلاتی ہیں۔ ان میں سے کسی کا بھی انکار کفر ہے، ختم نبوت کا یہ مفہوم کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہرگز ہرگز کوئی نیا نبی نہیں آئے گا ہم تک طبقاتی تواتر سے پہنچا ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ ختم نبوت کا یہ صحیح مفہوم ضروریاتِ دین میں داخل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا انکار کر کے خود اپنے ہی قلم سے اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت سے جا ملے جیسا کہ ہم اوپر نکتہ نمبر ۱ میں باحوالہ وضاحت کر چکے ہیں۔ الغرض قطعیات اسلام یعنی ضروریات دین میں سے کسی ایک امر کا انکار بھی کفر ہے خواہ ایسا کافر کلمہ طیبہ اور کلمۂ شہادت پڑھتا ہو یعنی بہ ظاہر توحید و رسالت کا اقرار بھی کرتا ہو تب بھی کافر ہی سمجھا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات جو ہم تک اجمالاً پہنچیں ان پر اجمالاً اور جو تفصیل سے پہنچیں ان پر تفصیلاً ایمان لانا ضروری ہے۔

۵۔ جس شخص میں ایمان و اسلام کی علامات پائی جائیں مثلاً وہ نماز پڑھتا ہو، کلمہ گو ہو، مسلمانوں کو السلام علیکم کہتا ہو اور سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہتا ہو، اس کی مسلمانوں سے رشتہ داری اور میل جیل ہو لیکن ہمیں یقین سے معلوم ہو کہ وہ ضروریات دین میں سے سب کا، بعض کا یا کسی بھی ایک کا منکر ہے اور وہ اپنے اس انکار کا اعتراف و اقرار بھی کرتا ہو تو ایسا شخص ہرگز مسلمان نہیں سمجھا جائے گا، گو وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو یا مسلمان کہلانے پر ناحق اصرار کرتا ہو۔ کسی میں علامات اسلام پائی جائیں تو اس کے متعلق حُسن ظن واجب ہے، بلا تحقیق اسے کافر قرار دینا گناہ کبیرہ ہے، لیکن جو شخص علاماتِ اسلام پائے

جانے کے باوجود کفر پر قائم ہو اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہو تو اسے ہرگز مسلمان قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بالفاظ دیگر ہر باعمل مسلمان میں علاماتِ اسلام بھی یقیناً پائی جائیں گی، لیکن جس میں علاماتِ اسلام مثلاً شرعی داڑھی پائی جائے تو اس کا مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ داڑھی تو غیر مسلم بھی رکھتے ہیں، کفر اور شرک لازم و ملزوم ہیں ہر کافر مشرک بھی ہے گو وہ بہ ظاہر بت پرستی اور مظاہر پرستی وغیرہ نہ کرتا ہو، کیوں کہ وہ اللہ اور رسول سے کھلی بغاوت کرتا ہوا اپنی خواہش نفس کو خدا بناتا ہے اور اسے وہ بہ زعم خود درست بھی سمجھتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ مشرکین نجس ہیں وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔ اس لئے قادیانی کفار مسلمانوں کی مساجد میں نماز پڑھنے کے مستحق نہیں ہیں۔

۶۔ قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات مثلاً اپنے آپ کو مسلمان کہلانے، اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کا نام دینے، مرزا قادیانی کی بیوی کو امّ المؤمنین اور ان کے ساتھیوں کو صحابی قرار دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ انہیں اپنی اقلیتی حیثیت کو بہ خوشی قبول کرنا چاہئے، مرزا جی اپنے آپ کو ہندوؤں کا کرشن اور سکھوں کا جے سنگھ بہادر بھی قرار دیتے ہیں تو قادیانی حضرات ہندوؤں اور سکھوں کی اصطلاحات کیوں نہیں استعمال کرتے؟ مثلاً وہ اپنی عبادت گاہوں کو مندر یا گوردوارہ اور دعا کو پرارتھنا، سلام کو نمستے وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر ہندو اور سکھ انہیں اپنی اصطلاحات استعمال نہیں کرنے دیتے تو قادیانیوں نے مسلمانوں کو ہی بہ زعم خویش اتنا بے غیرت کیوں سمجھ رکھا ہے کہ وہ انہیں اپنی دینی اصطلاحات کے استعمال کی اجازت دیں گے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے لئے مسلمانوں کے تمام فرقے آپس کے اپنے تمام اختلافات کو یک سر نظر انداز کر کے متحد ہوئے تھے۔ برصغیر کی بھارت اور پاکستان دو مملکتوں میں تقسیم کے بعد دونوں ممالک کے لئے سیاسی مصلحت یہی تھی کہ کچھ عرصے کے لئے سابقہ انگریزی حکومت کے ایک منظور نظر شخص کو اپنے ساتھ کسی انتظامی عہدے پر رکھا جائے۔ بھارت نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو اپنا پہلا گورنر جنرل بنایا تو پاکستان نے ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کے طور پر قبول کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز سرکار دولت مدار کا خود کاشتہ پودا تھے اور وہ اپنے اقرار واعتراف کے مطابق عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی ''پاک نیتوں'' کی تحریک سے مسیح موعود اور نبی بنے تھے۔ وہ اور ان کی جماعت انگریزوں کے منظور نظر تھے، اس لئے ظفر اللہ خاں انگریزوں کے آدمی تھے، ورنہ قائد اعظمؒ نے ظفر اللہ خاں کو کبھی مسلمان نہیں سمجھا، یہی وجہ ہے کہ قائد اعظمؒ کے جنازے میں ظفر اللہ خاں شریک نہیں ہوئے تھے۔

۷۔ مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہئے کہ جب قادیانی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو وہ ناواقف مسلمانوں کو بھرپور دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں وہ محمد رسول اللہ سے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اپنا نبی مرزا غلام

احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا نہایت ہی اشتعال انگیز دعویٰ یہ تھا کہ جو محمد ﷺ چھٹی صدی عیسوی میں مکہ میں پیدا ہوئے تھے تو یہ آپ کی پہلی بعثت تھی اور ان کی دوسری بعثت (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل وصورت میں ہوئی ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) میں مرزا قادیانی نے یوں ہرزہ سرائی کی ہے "مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بل کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی"۔ (۴۸۵/ج)

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے کھل کر یہ گستاخی کی "......تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا تا کہ اپنے وعدے کو پورا کرے"۔ (۴۸۶/ الف) اسی مرزا بشیر احمد نے کلمہ طیبہ کے متعلق یہ لکھا "اگر ہم بہ فرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیوں کہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں......پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی"۔ (۴۸۶/ب) قادیانی اخبار الفضل میں ہے "مسیح موعود محمد است او عین محمد است"۔ (۴۸۶/ج) رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں یہ انتہائی دل آزار گستاخی ہی مرزا قادیانی اور قادیانیوں کی تکفیر کا مکمل جواز فراہم کر رہی ہے۔

۸۔ مرزا قادیانی کی موت کے بعد قادیانیوں کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین بھیروی ہوئے، حکیم نور الدین کے بعد مرزا صاحب کے ایک قریبی مرید مولوی محمد علی لاہوری بھی خلافت کے امیدوار ہوئے لیکن مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مقابلے میں ناکامی پر انہوں نے اپنی الگ جماعت قائم کر لی، ان کے ساتھیوں کو عموماً "لاہوری مرزائی" کہا جاتا ہے اور اپنے اخبار "پیغام صلح" کی وجہ سے وہ پیغامی بھی کہلاتے ہیں۔ محض اپنی الگ شناخت کے لئے مرزا قادیانی کو نبی کی بہ جائے مسیح موعود اور مجدد مانتے ہیں، حال آں کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے مسیلمہ کذاب کو مسیح یا مجدد قرار دیا جائے، مسیلمہ کذاب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا منکر نہیں تھا لیکن اس نے کبھی بھی اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا ظل یا بروز نہیں ٹھہرایا تھا اور نہ عین محمد ہونے کا کوئی گستاخانہ دعویٰ کیا تھا۔ ہماری نظر میں مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب سے کہیں زیادہ جھوٹا اور گستاخِ رسول ہے۔ مرزائیوں کے لاہوری فریق اور اسی طرح قادیانی فریق نے ایک دوسرے کے اکابرین پر زنا، لواطت، بدکاری، چوری، قتل وغارت، خود غرضی، حرام خوری، فریب دہی، بددیانتی،

تکبر و تعلّی وغیرہ وغیرہ کے سنگین الزامات عائد کر رکھے ہیں، لیکن ایک دوسرے کو کافر قرار نہیں دیتے، حال آں کہ جس طرح سچے نبی کا انکار کفر ہے اسی طرح جھوٹے نبی کا اقرار بھی کفر ہے، لہٰذا دونوں فریق باہمی اختلاف کے باوجود اندر سے ایک ہی ہیں۔ کسی مفتری، کذاب اور متنبّی کو مسیح اور مجدد قرار دینا بھی بدترین کفر ہے، مقام عبرت ہے کہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی تشریف آوری پر روئے زمین کے تمام لوگ اسلام قبول کرلیں گے۔ جھوٹے مسیح مرزا غلام احمد قادیانی ابن چراغ بی بی نے پہلے سے موجود ان کروڑوں مسلمانوں کو کافر قرار دے ڈالا، جو ان کی جعلی نبوت پر ایمان نہیں لائے۔ خود ان کی اپنی جماعت کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ قبل ازیں قادیانیت پر ان مضامین میں ہم بارہا ناقابل تردید انداز میں واضح کر چکے ہیں کہ مرزا جی نے اپنی قادیانی امت کو قیامت تک کے لئے ایسی لعنتی امت قرار دے ڈالا ہے جو شیطان کی طرح خدا سے ہمیشہ کے لئے دور و مہجور ہے، وہ صرف انگریزوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئے کہ جہاد کو منسوخ قرار دے کر اور طریقے طریقے سے انگریز سرکار کے مفادات کو تحفظ فراہم کر کے ان کے اقتدار کو دوام بخشنے کی سعی نامشکور میں لگے رہے، اور اسی حال میں بہ مرض ہیضہ موت کا شکار ہوئے۔

ج: مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی پر ایک نظر

۱۔ نام و نسب: قادیانیت پر ہمارے مضامین میں مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے اہم واقعات و حوادث بھی سامنے آجاتے ہیں، اس مضمون میں زمنی ترتیب کے لحاظ سے ان کا مختصر خاکہ ضروری تبصرے کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔ اپنا تعارف کراتے ہوئے مرزا قادیانی نے کتاب البریہ (۱۸۹۸ء) میں لکھا ہے ''میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے''۔ (۴۸۷/الف) مرزا صاحب کا آبائی وطن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور (مشرقی پنجاب) ہے۔ مرزا قادیانی کی پوری زندگی جھوٹ، افترا اور مکروفریب سے عبارت ہے، جو شخص بھی نبوت و مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ الہام کے نام پر اپنے نسب وغیرہ کے متعلق جو بھی جھوٹ بولنا اور لکھنا چاہے اسے وہ اپنا حق سمجھتا ہے۔ مرزا صاحب الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھتے ہیں ''میں نے اپنے آباؤ اجداد کی سوانح کی کتابوں میں پڑھا ہے اور نیز اپنے والد سے بھی سنا ہے کہ میرے آباؤ اجداد مغل نسل سے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ وہ ترک نہیں تھے بل کہ بنو فارس میں سے تھے اور میرے رب نے یہ بھی خبر دی ہے کہ میری بعض دادیاں بنو

فاطمہ اور اہل بیت نبوت میں سے تھیں تو اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت و مصلحت سے ان میں اسحاق و اسماعیل کی نسل جمع کر دی''۔ (۴۸۷/ب) اسی حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں وہ لکھتے ہیں: ''اس پیش گوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب ''فصوص'' میں لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا''۔ اس متن پر حاشیے میں لکھا ہے ''اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا، ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے، اس پیش گوئی کا مصداق ہے کیوں کہ اگر چہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں۔ یعنی چین کی رہنے والی''۔ (۴۸۷/ج) تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں مرزا صاحب نے لکھا ہے ''ایک حدیث سے جو ''کنز العمال'' میں موجود ہے سمجھا جاتا ہے کہ فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں، پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا۔ پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا اور نصف فاطمی ہوا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بہ جز الہامِ الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں''۔ (۴۸۸/الف) نسب کے بارے میں اس ہیرا پھیری اور مکر وفریب پر پروفیسر محمد الیاس برنیؒ نے بہ جا طور پر تبصرہ فرمایا ہے ''اپنے خیال میں مرزا صاحب ضروری سمجھتے تھے کہ مختلف پیش گوئیاں نسل و خاندان کے لحاظ سے اپنے اوپر منطبق کریں اور اسی سعی لاحاصل میں مرزا صاحب کو جس درجے تاویلات کو طول دینا پڑا، وہ کافی سبق آموز ہے''۔ (۴۸۸/ب)

۲۔ سال ولادت: کتاب البریہ (۱۸۹۸ء) میں مرزا قادیانی نے اپنے سالِ ولادت کے متعلق لکھا ہے ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا''۔ (۴۸۸/ج) لیکن کسی اور نے نہیں خود مرزا جی نے تریاق القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں اپنی پیدائش کا ہجری سال ۱۲۶۱ھ لکھا ہے (۴۸۹/الف) ۱۲۶۱ ہجری کے مقابل عیسوی سال ۱۸۴۵ء بنتا ہے نہ کہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء، جیسا کہ انہوں نے کتاب البریہ میں اپنا سالِ ولادت لکھا ہے۔ مرزا صاحب اپنی اغراض فاسدہ کے تحت جب جھوٹ بولتے اور لکھتے تھے تو وہ بسا اوقات یہ قطعاً بھول جاتے تھے کہ اس سے پہلے کسی اور خبیث مقصد کی خاطر میں کیا جھک مار چکا ہوں۔ اس سے ان کا جھوٹ آسانی سے پکڑا جاتا تھا، جس کو سچ میں بدلنے کے لئے وہ تاویلات باطلہ کے چکر سے باہر نہیں نکل پاتے تھے۔ ہم قادیانیت پر ان مضامین میں ''مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانی شماریات اور الہامی حسابات'' کے عنوان کے تحت تفصیل سے باحوالہ وضاحت کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کی مختلف تحریروں کی

روسے حساب وشمار کے مطابق ان کے سال ہائے ولادت ہجری تقویم میں ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۷۳، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۳۳، ۱۲۵۰، ۱۲۶۱، ۱۲۷۴، ۱۲۳۴، ۱۲۴۱، ۱۲۴۷، ۱۲۵۵، ۱۲۴۶، اور ۱۲۵۶ ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ اسی سے مرزا جی کے کلام میں تضاد وتناقض کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے ان مضامین کے مباحث کے بارے میں یہ کوشش کی ہے کہ ہر مضمون کی اپنی انفرادیت قائم رہے اور اسے سمجھنے کے لئے دوسرے مضامین پر کلیتًا انحصار نہ کرنا پڑے اس لئے ہم یہاں ایک دو متعلقہ مثالیں اور مباحث دہرائے دیتے ہیں تاکہ قادیانی حضرات کو یہ شکوہ نہ رہے کہ ہم نے اوپر غلط لکھا ہے کہ مرزا صاحب اپنی اغراض کے تحت غلط بیانی سے گریز نہیں فرمایا کرتے تھے، مرزا صاحب نے دنیا کی کل عمر اپنے الہام کی روسے سات ہزار سال قرار دی ہے۔ (۴۸۹/ ب) اور تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰-۱۹۰۲ء) میں انہوں نے انکشاف فرمایا ہے کہ ''میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار برس میں سے گیارہ برس رہتے تھے (۴۸۹/ ج) اور اسی کتاب میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے ''خدا تعالیٰ نے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بہ حساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آں حضرت ﷺ کے مبارک عہد تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیئس برس کا تمام وکمال زمانہ، یہ کل مدت گزشتہ زمانے کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آں حضرت ﷺ کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں''۔ (۴۹۰/ الف) اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ سال ا ہجری (۴۷۳۹-۱۱) = ۴۷۲۸ کے مقابل تھا۔ مرزا صاحب کی ولادت کا سال ان کی اپنی تحریر کی روسے (۶۰۰۰-۱۱)=۵۹۸۹ ہوا، پس ہجری تقویم میں اس حساب سے ان کا سال ولادت واقعی (۵۹۸۹ - ۴۷۲۸)= ۱۲۶۱ ہجری ہی ہوا۔ ان کا سال وفات ہجری تقویم میں بالاتفاق ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء ہے۔ اس لئے قمری سالوں کے اعتبار سے ان کی کل عمر (۱۳۲۶ - ۱۲۶۱)= ۶۵ سال ہوئی جو شمسی سالوں کے حساب سے ۶۳ سال ہوتی ہے لیکن تریاق القلوب (۱۸۹۹-۱۹۰۲ء) میں اپنی عمر کے متعلق انہوں نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی ''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیش گوئی سے صرف اس زمانے کے لوگ فائدہ نہ اٹھائیں بل کہ بعض پیش گوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں، جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیش گوئیاں کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا اور مخالفوں کے ہر ایک الزام سے تجھے بری کروں گا''۔ (۴۹۰/ب) براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) میں مرزا صاحب نے لکھا ''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم ...... بل کہ اس بارے میں جو فقرہ وحی الٰہی میں درج ہے اس میں مخفی طور پر امید دلائی گئی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسی برس

سے بھی عمر کچھ زیادہ ہوسکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدے کے متعلق ہیں وہ چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں، بہ ہر حال یہ میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیش گوئی کے زمانے کی کوئی بھی تعیین نہیں کی''۔ (۴۹۰/ ج) اب غور کیجئے کہ مرزا جی نے ''الہامی حساب'' کے زور پر اپنا سال ولادت ۱۲۶۱ھ کیوں بیان کیا؟ وہ تریاق القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں ''جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدائے تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا''۔ (۴۹۱/ الف) مرزا صاحب نے یہ سارا تکلف الہام کے نام پر صرف اس لئے کیا کہ وہ اپنے آپ کو چودھویں صدی کا مجدد ثابت کرسکیں۔ لیکن اس جھوٹ کی دنیا میں ہی نقد سزا انہیں یہ ملی کہ سال ۱۲۶۱ھ کو اپنا سال ولادت قرار دینے سے ان کی قمری سالوں میں کل عمر ۶۵ سال ہوئی اور چوہتر سے چھیاسی سال کے درمیان عمر پانے کی ان کی پیش گوئی قطعاً جھوٹی نکلی۔ تریاق القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں انہوں نے اپنے صاحب الہام ہونے کا سال چالیس برس عمر پانے پر (۱۲۶۱ + ۴۰) = ۱۳۰۱ ہجری لکھا ہے جو چودھویں صدی ہجری کا پہلا سال ہے لیکن اس کے برعکس وہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھتے ہیں ''یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ ومخاطبہ پا چکا تھا''۔ (۴۹۱/ ب) تحفہ گولڑویہ (۱۹۰۰۔۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''دانیال نبی نے بتایا ہے کہ اس نبی آخر الزماں کے ظہور سے جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا......''۔ (۴۹۱/ ج) لیجئے مرزا جی کا دعویٰ تو یہ تھا کہ وہ ۱۲۶۱ ہجری میں پیدا ہوکر چالیس سال کی عمر پوری ہونے پر ۱۳۰۱ ہجری میں صاحبِ الہام ہوئے تھے لیکن وہ اب یہ فرمارہے ہیں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں، میں صاحبِ الہام ہوا تھا اور مجھے خدا کی طرف سے شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل ہو چکا تھا۔ مرزا جی نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زمین پر نزول کے بعد پینتالیس برس تک رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوجائے گا۔ (۴۹۲/ الف) مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ عیسیٰ ابن مریمؑ تو فوت ہوچکے ہیں اور احادیث میں جس عیسیٰ ابن مریم کی آمد کی اطلاع دی گئی ہے اس سے مراد میں مرزا غلام احمد ابن چراغ بی بی ہوں اور میں ہی مسیح موعود ہوں۔ چوں کہ میں ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں صاحب وحی والہام ہو کر مسیح موعود ہوا ہوں اور مسیح کا قیام زمین میں پینتالیس برس تک رہے گا اس لئے میں برابر (۱۲۹۰ + ۴۵) = ۱۳۳۵ ہجری تک کام کرتا رہوں گا۔ اس ہیرا پھیری سے وہ

اپنے آپ کو مسیح موعود ثابت کرنا چاہتے تھے لیکن ۱۳۳۵ ہجری میں مرنے کی بہ جائے ۱۳۲۶ ہجری میں ہی مر کر جھوٹے ثابت ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ میں ۱۳۳۵ ہجری میں مروں گا تو میری عمر (۱۳۳۵ - ۱۲۶۱)= ۷۴ قمری سال ہو جائے گی تو عمر کے متعلق میری پیش گوئی بھی بڑی حد تک پوری ہو جائے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا مجدد اور جھوٹا مسیح ثابت کر دیا۔ قادیانیوں نے اس صورتِ حال سے پریشان ہو کر بدحواسی کے عالم میں مرزا جی کے سال ولادت کو مقدم کرنے کی کوشش کی، سب سے پہلے مرزا بشیر الدین محمود نے انکشاف فرمایا کہ حضرت جی کی پیدائش ۱۸۳۷ء میں ہوئی، پھر ان کے بھائی مرزا بشیر احمد نے انکشاف فرمایا کہ سال ولادت ۱۸۳۶ء تھا۔ پھر ایک اور تحقیق کے مطابق تاریخ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء ظاہر کی گئی۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے مرزا کی سیرت پر اپنی کتاب ''مجدد اعظم'' میں سالِ ولادت ۱۸۳۳ء قرار دیا۔ قادیانیوں کی ان تحقیقات سے واضح ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب نے الہامی حساب کے زور پر اپنا سال ولادت جو ۱۲۶۱ ہجری/ ۱۸۴۵ عیسوی بتایا تھا اور جس کی بنیاد پر وہ چالیس سال کی عمر ہونے پر ۱۳۰۱ ہجری میں چودھویں صدی ہجری کے مجدد بنے تھے یہ سب کچھ جھوٹ تھا۔ عیسوی سالوں ۱۸۳۳، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، اور ۱۸۳۷ عیسوی کے مقابل ہجری سال بالترتیب ۱۲۴۸، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، اور ۱۲۵۲ ہجری ہوتے ہیں جب کہ مرزا جی کا ''الہامی حساب'' ان کا سال ولادت ۱۲۶۱ ہجری بتا رہا ہے اور وہ صراحتاً بھی اپنا سال ولادت یہی بتاتے ہیں تاکہ عمر کے چالیس سال پورے ہو کر وہ ۱۳۰۱ ہجری میں صاحب وحی ہو کر چودھویں صدی ہجری کے مجدد قرار پائیں۔ یہاں دل چسپ صورتحال یہ بھی ہے کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں صاحب وحی ہو گیا تھا، اس حساب سے وہ چالیس سال کی عمر پر نہیں بل کہ (۱۲۹۰-۱۲۶۱)= ۲۹ سال کی عمر ہونے پر بہ زعم خویش صاحب وحی ہوئے تھے۔ مرزا جی تو کھلے عام کذاب ثابت ہو ہی رہے ہیں ان کے سالِ ولادت کو مقدم کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے قادیانی بھی مردود ہو گئے، کیوں کہ مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا ہے ''جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہے کیوں کہ خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''۔ (۴۹۲/ب) پس قادیانی حضرات اگر مرزا جی کی عمر کے بارے میں مردود ہونے سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں الہامی حساب پر مبنی مرزا جی کے سال ولادت ۱۲۶۱ ہجری/ ۱۸۴۵ عیسوی کو بہ شرح صدر قبول کر کے یہ اعتراف کر لینا چاہئے کہ وہ اپنی عمر کے متعلق پیشین گوئی میں دیگر بہت سی پیشین گوئیوں کی طرح قطعاً جھوٹے ثابت ہوئے کیوں کہ وہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی تھے۔ وہ کتاب البریہ (۱۸۹۸ء) میں مذکور ۱۸۳۹ عیسوی/ ۱۲۵۴ ہجری اور ۱۸۴۰ عیسوی/ ۱۲۵۵ ہجری کو بھی مرزا صاحب کا سال ولادت تسلیم کر سکتے

ہیں لیکن عمر کے متعلق ان کی پیشین گوئی پھر بھی جھوٹی ہی رہے گی۔ تاہم ۱۲۶۱ ہجری کو سالِ ولادت مان لینا ان کے لئے اس لئے بہتر ہوگا کہ یہ ان کے نبی کے الہامی حساب کے مطابق ہے۔

۳۔ ابتدائی تعلیم: اپنی تعلیم کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب البریہ (۱۸۹۸ء) میں لکھا ہے ''بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا (استاد کے حق میں مرزا جی کی ''خوش کلامی'' قابل غور ہے، ناقل) جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا...... میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر (شگفتہ بیانی دیکھئے، ناقل) قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے''۔ (۴۹۲/ج) متنبی قادیان چوں کہ کذاب تھے اس لئے جھوٹی قسم کھاتے ہوئے انہوں نے اپنی تعلیم کے بارے میں ایام الصلح (۱۸۹۸ء) میں یہ بھی لکھ مارا، ''سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے، کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے''۔ (۴۹۳/الف) حیرت ہے کہ کسی قادیانی کو متنبی قادیان سے یہ پوچھنے کی توفیق نہ ہوئی ''حضرت یہ فارسی خواں معلم فضل الٰہی، پھر مولوی فضل احمد، مولوی گل علی شاہ جو بہ قول آپ کے آپ کو تعلیم دینے کے لئے نوکر رکھے گئے تھے اور آپ کے ابا جی جن سے آپ نے طبابت سیکھی تھی، کیا یہ سب جنات تھے کیوں کہ اب آپ فرما رہے ہیں کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا؟''۔ مرزا صاحب نے بہ اعتراف خود قرآن شریف مولوی فضل الٰہی سے پڑھا تھا۔ عربی صرف ونحو کی تعلیم مولوی فضل احمد سے حاصل کی تھی، صرف ونحو سیکھنے سے قرآن کے معانی تک رسائی ہی تو مقصود ہوتی ہے، لہٰذا وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں کہ میں نے کسی سے قرآن شریف نہیں پڑھا۔

۴۔ پہلی شادی: مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے ''حافظ نور محمد متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کئی دفعہ فرمایا

کرتے تھے کہ سلطان احمد ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا''۔(۴۹۳/ب) اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی پہلی شادی نوعمری میں ہی ہوگئی تھی اور پہلی بیوی سے ان کے دولڑکے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد پیدا ہوئے تھے۔ان کی یہ پہلی بیوی ان کی ماموں زادتھی جس کا نام حُرمت بی بی تھا،لیکن فضل احمد کے حوالے سے لوگ اسے ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے۔دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم سے پیدا ہونے مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اس سلسلے میں سیرۃ المہدی میں لکھا ہے''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے (یعنی مرزا جی کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم نے جن سے ان کا نکاح نومبر ۱۸۸۴ء میں ہوا تھا) کہ حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی (یعنی مرزا جی کی خودساختہ مسیحیت ونبوت کے وہ قائل نہیں تھے بل کہ انہیں مسیلمہ کذاب کا بھی استاد سمجھتے تھے، ناقل ظفر احمد) اور اس (حرمت بی بی والدہ سلطان احمد وفضل احمد) کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اسی لئے مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی''۔(۴۹۳/ج) اس کے بعد اسی کتاب میں مزید لکھا ہے''حتی کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کرکے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرادیا اور فضل احمد کی والدہ (حرمت بی بی) نے ان سے قطع تعلق نہ کیا بل کہ ان کے ساتھ رہیں، تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی''۔(۴۹۳/د) متنبی قادیان کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم اور بیٹا مرزا بشیر احمد بھی کذّاب ہیں۔نصرت جہان بیگم کو قادیانی (معاذ اللہ) ''امّ المؤمنین'' کہتے ہیں۔اس نام نہاد امّ المؤمنین کو اپنی سوکن حرمت بی بی کے بارے میں ناانصافی سے کام نہیں لینا چاہئے تھا۔ہم بیگم صاحبہ کا کذاب ہونا خود ان کے شوہر نامدار مرزا غلام احمد قادیانی کے قلم سے ثابت کرتے ہیں۔جب مرزا جی پر محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ سے نکاح کا بھوت سوار ہوا تو انہوں نے ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء کو محمدی بیگم کے باپ مرزا احمد بیگ کو انتہائی خوشامد اور چاپلوسی پر مبنی ایک خط لکھا جس کے بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں''......ابھی ابھی مراقبے سے فارغ ہوا ہی تھا تو کچھ غنودگی سی ہوئی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کردے کہ وہ بڑی لڑکی (محمدی بیگم) کا رشتہ منظور کرے......اور میں نے اس کا حکم پہنچادیا تاکہ اس کے رحم وکرم سے حصہ پاؤ اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے سے تو یہی عرض کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ ادب ولحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دین دار اور ایمان دار بزرگ تصور کرتا ہوں اور آپ کے حکم کو اپنے لئے قابل فخر

سمجھتا ہوں...... میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے اور میں نے عزیز محمد بیگ (محمدی بیگم کے بھائی) کے لئے پولیس میں بھرتی کرانے کی اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش وسفارش کر لی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جاوے اور اس کارشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی سے جو میرے عقیدت مند ہیں تقریباً کر دیا ہے اور اللہ کا فضل آپ کے شاملِ حال ہو''۔ (۴۹۴/الف) غور کیجئے مرزا صاحب کا ان کے اپنے قول کے مطابق سال ولادت ۱۸۳۹۔۱۸۴۰ء ہے، پہلی بیوی حرمت بی بی سے پیدا ہونے والے دوسرے بیٹے فضل احمد کی پیدائش پر ان کی عمر اپنے ایک قول کے مطابق بیس سال اور دوسرے قول کے مطابق سولہ سال تھی۔ مرزا صاحب کا اپنا قول ہے کہ ''اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی، حال آں کہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی، یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے''۔ (۴۹۴/ب) فضل احمد کی پیدائش پر مرزا صاحب نے حرمت بی بی سے لاتعلقی اختیار کر لی۔ محمدی بیگم کے باپ کو مذکورہ بالا خط ۱۸۸۸ء میں لکھا گیا تھا یعنی اس وقت تک اپنی پہلی بیوی کے ازدواجی حقوق کو پامال کرتے ہوئے کوئی ۳۲، ۳۳ سال ہو چکے تھے۔ محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ، مرزا غلام احمد قادیانی کا ماموں زاد بھائی اور محمدی بیگم کی والدہ عمر النساء زوجہ احمد بیگ، مرزا قادیانی کی چچا زاد بہن تھی۔ مرزا جی نے اپنے مذکورہ بالا خط میں احمد بیگ کو دین دار اور ایمان دار بزرگ لکھا ہے اور ان کے حکم کی بجا آوری میں وہ فخر محسوس کر رہے ہیں۔ پس متنبّی قادیان نے سال ہا سال تک اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کو جو بری طرح نظر انداز کر رکھا تھا اس کا جواز اس سفید جھوٹ سے ہرگز نہیں پیدا کیا جا سکتا کہ ''حضرت جی'' (مرزا قادیانی) کے اقارب کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ مرزا جی کو اپنی معلقہ اور مظلومہ بیوی سے یہ شکایت تھی کہ وہ مرزا احمد بیگ اور اس کی بیوی عمر النساء پر کیوں دباؤ نہیں ڈالتی کہ وہ نوعمر دوشیزہ محمدی بیگم کا نکاح مسیحیت ونبوت کے (جھوٹے) مدعی، مجمع الامراض اور کوئی پچاس سالہ بوڑھے مرزا قادیانی سے کر کے حرمت بی بی کے لئے ایک اور سوکن کا انتظام کریں۔ یہ محمدی بیگم ایک حیثیت سے مرزا قادیانی کی بھانجی اور دوسری حیثیت سے بھتیجی لگتی تھی مگر ان کی پُر شہوت نگاہوں نے اسے بیوی کی حیثیت سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں دل چسپ بات یہ بھی ہے کہ محمدی بیگم، اس کے والدین اور گھرانے کے دیگر افراد کبھی بھی متنبّی قادیان پر ایمان نہیں لائے تھے، اس لئے قادیانی شریعت کی رو سے کافر تھے لیکن محمدی بیگم کے لالچ میں مرزا جی اس کے والد مرزا احمد بیگ کو ''دین دار اور ایمان دار بزرگ'' قرار دے رہے تھے۔ قادیانیوں کی امّ المؤمنین مرزا جی کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم نے یہ کبھی نہ سوچا کہ اس کے شوہر نامدار کو ایک کافر دوشیزہ سے نکاح پر اس قدر اصرار کیوں ہے اور وہ اس کے کافر باپ کو

کس منہ سے اور کس قلم سے ''دین دار اور ایمان دار بزرگ'' قرار دے رہے ہیں لیکن اپنی سوکن حرمت بی بی پر جھٹ یہ الزام عائد کر دیا کہ اسے اپنے بے دین رشتہ داروں سے بڑی رغبت تھی۔ مرزا صاحب کو حرمت بی بی اور اس سے پیدا ہونے والے دونوں بیٹوں سلطان احمد اور فضل احمد سے یہ شکایت بھی تھی کہ وہ ان کی (مزعومہ) مسیحیت اور نبوت پر ایمان نہیں لائے تھے۔ اگر چہ حرمت بی بی کے اختیار میں نہیں تھا کہ وہ اپنے اور اپنے خاوند کے مشترکہ رشتے داروں پر دباؤ ڈال کر اپنے لئے ایک اور سوکن لے کر آئے او رنہ ہی شرعی اور اخلاقی اعتبار سے یہ اس کی ذمے داری تھی لیکن اس کے باوجود جب محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب کی بہ جائے ان کے نہایت کام یاب رقیب مرزا سلطان محمد سے ہوگیا تو انہوں نے غصہ حرمت بی بی اور اس کی اولاد پر نکالا۔ حرمت بی بی کو طلاق دے دی اور اس سے پیدا ہونے والے دونوں بیٹوں سلطان احمد اور فضل احمد کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں، مرزا سلطان احمد نے اس ناروا حکم کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا، اس پر مرزا صاحب نے اسے جائداد سے عاق کر دیا۔ فضل احمد نے اپنی بیوی عزت بی بی کو اپنے باپ کی خواہش کی پذیرائی میں ناحق طلاق دے دی، اس کا صلہ باپ نے بیٹے کو یہ دیا کہ بعد میں یہ فضل احمد فوت ہوگیا تو اس کے جنازے میں شمولیت اس بہانے سے نہیں کی کہ وہ میری مسیحیت پر ایمان نہیں لایا تھا، حال آں کہ محمدی بیگم بھی تو قادیانی شریعت کی رو سے ایک کافر خاتون تھی لیکن مراقی و ہسٹیریائی ''مسیح موعود'' مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ خدا نے اس کے ساتھ میرا نکاح آسمان پر پڑھ دیا ہے۔ اس ''آسمانی منکوحہ'' سے شادی کی ناکام کوشش انہوں نے مرتے دم تک جاری رکھی۔ الغرض قادیانیوں کی امّ المؤمنین نصرت جہاں بیگم اپنے اس قول میں قطعاً جھوٹی ہیں کہ ان کی سوکن حرمت بی بی کی اپنے بے دین رشتے داروں سے رغبت تھی، بے دین اور بدمعاش رشتے داروں سے مظلومہ حرمت بی بی کو نہیں بل کہ ظالم متنبّی قادیان مرزا غلام احمد کو رغبت تھی جیسا کہ خود قادیانیوں کی امّ المؤمنین نصرت جہاں بیگم اور اس سے پیدا ہونے والے متنبّی قادیان کے بیٹے کے بیانات آئندہ نکتہ نمبر ۴ میں اسے مزید واضح کر رہے ہیں۔

۴۔ جوانی کی رنگ رلیاں اور خرمستیاں: اوپر نکتہ نمبر ۴ میں مرزا قادیانی کی پہلی شادی خانہ بربادی کا کچھ حال ہم نے لکھا ہے شادی اور صاحبِ اولاد ہونے کے بعد سمجھ دار شخص گھریلو ذمے داریوں کا بہتر طریقے سے ادراک کرتا ہے لیکن بدقسمتی سے مرزا صاحب کو عنفوان شباب میں آوارہ اور اوباش قسم کے لوگوں کی صحبت حاصل رہی۔ بیوی کے حقوق کو تو وہ بے دردی سے پامال کر ہی رہے تھے، بوڑھے باپ نے نوجوان بیٹے کو اپنی پنشن کی رقم کی وصولی کے لئے بھیجا تو کیا ہوا؟ یہ حال مرزا بشیر احمد سے ہی سنئے ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحب (نصرت جہاں بیگم) نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح

موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا، جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چوں کہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے''۔ (۴۹۴/ ج) مرزا امام الدین کے متعلق اسی سیرۃ المہدی میں ہے ''مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجے کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے''۔ (۴۹۵/ الف) یعنی بیٹے کے اعتراف اور اس کی ماں قادیانیوں کی امّ المؤمنین کے اقرار کے مطابق مرزا جی کی دوستی بے دین اور دہریہ طبع لوگوں سے تھی، پنشن کی رقم سات صد روپیہ تھی۔ (۴۹۵/ ب) روپے کی آج کل کی قیمت کے لحاظ سے یہ کوئی سات لاکھ روپے کے برابر تھی۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں مرزا صاحب ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک ملازم رہے۔ (۴۹۵/ ج) یعنی مرزا صاحب نے جن دنوں بوڑھے باپ کی رقم عیاشیوں، رنگ رلیوں اور خرمستیوں میں اڑا دی تو ان کی عمر کوئی ۲۳ برس کے قریب تھی اور ان کا بڑا بیٹا مرزا سلطان احمد کوئی سات سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا۔ اب اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ان کی پہلی بیوی حرمت بی بی کی رغبت اپنے اور اپنے خاوند کے مشترکہ بے دین رشتہ داروں سے تھی تو عجیب بات ہے کہ مرزا جی اوباش رشتے داروں کی صحبت میں بوڑھے باپ کی پنشن کی خطیر رقم عیاشیوں اور رنگ رلیوں میں اڑا دیں تو وہ منصب مسیحیت و نبوت کے اہل قرار پائیں، لیکن مظلوم و لاچار حرمت بی بی کے حصے میں یہ آئے کہ اسے بعد میں طلاق مل جائے۔ اس کا بڑا بیٹا باپ کی جائداد سے عاق کر دیا جائے، چھوٹے بیٹے فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلائی جائے اور جب یہ بیٹا بقضائے الٰہی باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو جائے تو باپ اس کے جنازے میں اس لئے شامل نہ ہو کہ وہ باپ کی مسیحیت و نبوت کا منکر ہونے کی وجہ سے قادیانی شریعت کی رو سے کافر تھا لیکن مسیحیت و نبوت کے مدعی اس کے باپ کا نکاح اس کا خدا ایک کافر دوشیزہ سے آسمان پر پڑھ دے۔ فیاللعجب!

۵۔ غلامانہ ذہنیت: مرزا قادیانی کا خاندان چڑھتے سورج کی پوجا کا بہترین نمونہ تھا۔ ستارۂ قیصریہ (۱۸۹۹ء) میں وہ ملکہ وکٹوریہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم ... سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جان نثار تھے، اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بہ طور مدد دیئے تھے...... اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی مدد دینے کے لئے تیار تھے...... اور پھر ان کے انتقال کے بعد

یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے......علیحدہ ہوکر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کرکے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بہ خوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ اور بلادِ شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کردی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے، یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان نہیں دکھلا سکتا''۔ (۴۹۶/ الف) مذکورہ بالا عبارت کا ایک ایک لفظ متنبّی قادیان مرزا غلام احمد کی غلامانہ ذہنیت کی بھرپور عکاسی کررہا ہے، انہوں نے سرکار انگریزی کا غلام ابن غلام ہونے کی حیثیت کو بہ شرح صدر قبول کررکھا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے کسی مراقی اور ہسٹیریائی کیفیت میں یہ خفیہ راز بھی فاش کردیا کہ انہیں انگریزوں نے ہی مسیح موعود اور نبی بنایا ہے۔ چناں چہ وہ اسی ستارۂ قیصریہ (۱۸۹۹ء) میں انکشاف فرماتے ہیں''......اے بابرکت قیصرۂ ہند (ملکہ وکٹوریہ) تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو، خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں''۔ (۴۹۶/ ب) ظاہر ہے کہ عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نہیں بل کہ شیطان ہی کسی کو مسیح اور نبی بنا کر بھیج سکتا ہے لیکن بدقسمتی سے مرزا جی شیطان کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) خدا سمجھ بیٹھے تھے۔ انگریز افسر نواب لیفٹیننٹ گورنر کے نام اپنے ایک خط میں مرزا صاحب نے لکھا''......وہ (مرزا قادیانی کے خاندان والے) قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں، (سرکار) اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے''۔ (۴۹۶/ ج) ان

اقتباسات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا صاحب عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے بہ طور مسیح موعود اور نبی تشریف لائے تھے تا کہ اسلام کے فریضہ جہاد کو منسوخ قرار دے کر لوگوں کو اس بات پر تیار اور آمادہ کیا جاسکے کہ وہ ''سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے'' فرق نہ کیا کریں۔

۷۔گم راہی کا تاریک سفر: اوپر نکتہ نمبر ۶ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز سرکار دولت مدار کی پدرانہ شفقت سے ''مسیح موعود اور نبی'' کے منصب پر فائز ہوئے تھے اور یہ کہ وہ انگریز عیسائیوں کا خود کاشتہ پودا تھے، وہی عیسائی جن کے پادریوں کو وہ دجال کہا کرتے تھے۔ یہ پادری تو مرزا صاحب کے فتوے کے مطابق دجال تھے لیکن ان ہی پادریوں کی سر پرست عیسائی ملکہ وکٹوریہ کی ''پاک نیتوں'' کی تحریک نے مرزا صاحب کو ''مسیح موعود اور نبی'' بنایا تھا۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ مرزا صاحب اس مقام تک کیسے پہنچے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مرزا صاحب کی سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران انگریزوں کے ایک جاسوس اور مخبر کی ان سے ملاقات ہوئی۔ یہ حکیم نورالدین بھیروی تھے جو مہاراجہ کشمیر کے شاہی طبیب تھے اور اپنے گھر بھیرہ ضلع سرگودھا میں آتے جاتے سیالکوٹ میں مرزا قادیانی سے ملاقات کرتے رہنا ان کا معمول بن گیا۔ حکیم صاحب مرزا قادیانی سے کہیں زیادہ پڑھے لکھے، جہاں دیدہ اور تجربہ کار تھے۔ وہ جلد ہی بھانپ گئے کہ مرزا صاحب سے مذہب کے نام پر سیاست کی دکان چمکائی جاسکتی ہے اور انگریز سرکار دولت مدار کو خاطر خواہ فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے۔ مرزا صاحب کے خاندانی پس منظر اور اس خاندان کی غلامانہ ذہنیت کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ وہ بہ اعتراف خود مراق اور ہسٹیریا جیسے خوف ناک ذہنی امراض میں بھی مبتلا تھے۔ (۴۹۷/الف) مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے۔ مشہور طبیب حکیم محمد اعظم خاں لکھتے ہیں ''مریض صاحبِ علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے، خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے''۔ (۴۹۷/ب) حکیم نورالدین بھیروی خود ایک ماہر طبیب تھے۔ انہوں نے بالکل صحیح اندازہ لگایا کہ مرزا قادیانی میں اس مرض کے بھرپور آثار موجود ہیں۔ ادھر انگریز سرکار شدت سے اس بات کی ضرورت محسوس کر رہی تھی کہ مسلمانوں کے ذہن سے اسلامی جہاد کے تصورات کو ختم کیا جائے جن کی وجہ سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی برپا ہوئی جسے انگریز غدر کا نام دیتے تھے۔ جہاد کو منسوخ قرار دینے کے لئے اگرچہ انہوں نے چند علما اور دانش وروں کی خدمات بھی حاصل کیں لیکن خاطر خواہ کام یابی نہ ہوئی اور انہوں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ جہاد کو منسوخ قرار دینا اور لوگوں کو انگریز سرکار کی راہ میں خون بہانے اور جانیں قربان کرنے پر آمادہ کرنا تب ہی ممکن ہے کہ اپنی سرپرستی میں کسی سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے۔ چوں کہ نبوت کا دعویٰ مسلمانوں کے لئے آسانی سے قابل قبول نہیں ہوسکتا تھا، اس لئے یہ

بھی ضروری تھا کہ ایسے شخص کو نہایت احتیاط اور منصوبہ بندی سے نبوت کے مراحل طے کرانے میں مدد فراہم کی جائے۔ انگریزوں کے جاسوس اور مخبر حکیم نورالدین بھیروی کو ایسے ہی کسی شخص کی تلاش پر مامور کیا گیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندانی پس منظر اور ان کی ذہنی افتاد حکیم صاحب کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھی۔ مراق وہسٹیریا کے زیر اثر مرزا صاحب پر ۱۸۶۸ء۔۱۸۶۹ء سے ہی الہامات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ (۴۹۷/ج) حکیم نورالدین کو اس کا پہلے ہی سے اندازہ ہو چکا تھا۔ اس مقصد کے لئے وہ مرزا صاحب کی مہاراجہ کشمیر راجہ ہری سنگھ سے ملاقات کرانا چاہتے تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب کو لکھا ''اگر حضور یہاں تشریف لا سکیں تو مہاراج حضور کی ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں'' (۴۹۸/الف) سوچنے کی بات ہے کہ مرزا جی کو ایسے کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے تھے کہ مہاراجہ کشمیر ان سے ملنے کو اس قدر بے تاب تھا۔ قرائن بتاتے ہیں کہ حکیم نورالدین اور مہاراجہ کشمیر نے خوب جانچا، پرکھا اور کھنگالا پھر بات وائسرائے ہند تک پہنچائی گئی کہ اپنے کام کا آدمی ہمیں مل گیا ہے۔ اب یہ حکیم صاحب کی ذمے داری تھی کہ وہ مرزا صاحب کو ''روحانی'' منازل طے کرائیں۔ چناں چہ حکیم صاحب نے انہیں یقین دلا دیا کہ تم واقعی مجدد، ملہم ومُحدَّث، مامور من اللہ اور خدا کے ''پہنچے ہوئے ولی'' ہو۔ تمہارے الہامات اور تمہاری کرامات برحق ہیں اور میں آں جناب کا جاں نثار اور مخلص پیروکار ہوں۔ یوں وہ بہ ظاہر مرزا جی کے غلام بے دام تھے لیکن در پردہ مسیحیت ونبوت کی منازل انتہائی احتیاط سے طے کرا رہے تھے مگر قوی قرائن کے مطابق انہوں نے مرزا جی کو دل سے کبھی نبی تسلیم نہیں کیا تھا۔ مثلاً مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ کے حالات پر مشتمل اپنی کتاب سیرۃ المھدی میں لکھا ہے ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے زمانے میں نماز جنازہ خود حضور (مرزا قادیانی) ہی پڑھاتے تھے۔ حال آں کہ عام نمازیں حکیم نورالدین صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جمعہ کو جنازہ غائب ہونے لگا تو نماز تو مولوی صاحبان میں سے کسی نے پڑھائی اور سلام کے بعد حضرت مسیح موعود آگے بڑھ جاتے تھے اور جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول (حکیم نورالدین بھیروی جو مرزا کی موت کے بعد قادیانیوں کے پہلے خلیفہ بنے تھے، ناقل) کے جتنے بچے فوت ہوئے ان کی نماز جنازہ حضرت مولوی صاحب (حکیم نورالدین) نے خود ہی پڑھائی حال آں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی شامل نماز ہوتے تھے'' (۴۹۸/ب) غور کیجئے کہ نبوت کا کوئی مدعی خود لوگوں کے جنازے پڑھاتا ہو تو کیا اس کا کوئی امتی یہ جسارت کر سکتا ہے کہ اپنے نبی کی موجودگی میں خود آگے بڑھ کر اپنے بچوں کی نماز جنازہ پڑھائے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ حکیم صاحب مرزا جی کو اندر سے خوب

جانتے پہچانتے تھے۔ مرزا جی جب ''روحانی منازل'' طے کرتے ہوئے کوئی سنگین غلطی مراق وہسٹیریا کے زیر اثر کر بیٹھتے تو گو وہ خود بھی شیطانی تاویلات تراشنے میں کچھ کم نہیں تھے، لیکن بات نہ بنتی تو حکیم صاحب اپنی بے مثال ذہانت وفطانت کے بل بوتے پر عقدہ کشائی فرمایا کرتے تھے۔ ایسے نازک مواقع پر مرزا جی کے مریدان باصفا اپنی ''تسلی اور تشفی'' کے لئے حکیم صاحب کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ مثلاً مرزا صاحب کی پادری آتھم اور اپنے پسر موعود کے متعلق پیش گوئیاں لگاتار جھوٹی ہونے لگیں تو ان کے ایک مرید خاص جو ان کے داماد بھی تھے یعنی نواب محمد علی خان نے حکیم صاحب کو نہایت مایوسی اور غصے کے عالم میں لکھا'' ......اب کیا یہ پیش گوئی آپ کی تشریح کے مطابق پوری ہوگئی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ عبداللہ آتھم اب تک صحیح وسالم موجود ہے اور اس کو (مرزا صاحب کی پیش گوئی جھوٹی نکلنے کی وجہ سے) اب تک بہ سزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا...... میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہے تو یہ بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیش گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو۔ لڑکے کی پیش گوئی میں تفاول کے طور پر ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا وہ مرگیا۔ تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔ اب اس معرکے کی پیش گوئی کے اصل مفہوم کے سمجھنے میں تو غضب ڈھادیا......'' (۴۹۸/ج) معلوم ہوتا ہے کہ شیطانی تاویلات کے بادشاہ حکیم نورالدین بھیروی نے نواب محمد علی خان کی خاطر خواہ تسلی وتشفی کردی کہ وہ مرزا جی کی مسلسل جھوٹی نکلنے والی اہم پیشین گوئیوں کے باوجود ان کے دامن سے پھر بھی وابستہ ہی رہے۔ یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ حکیم صاحب دیدہ ودانستہ اپنی عاقبت کیوں خراب کررہے تھے اور اگر وہ مرزا جی کے کذاب ہونے کا بہ خوبی علم رکھتے تھے تو ان سے آخر دم تک وابستہ کیوں رہے اور بہ ظاہر دینی فرائض مثلاً نمازیں پڑھنا اور پڑھانا اور مرزا کی موت کے بعد ان کے خلیفہ اول کے طور پر لوگوں کی ''دینی'' رہنمائی کرنا وغیرہ وغیرہ امور کو کیوں نبھاتے رہے؟ اس مشکل سوال کا نہایت آسان جواب ہمیں مدینے کے ان یہودیوں کے طرز عمل سے بہ خوبی مل جاتا ہے جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے اللہ کا سچا رسول سمجھتے تھے اور آپ کو خوب جانتے پہچانتے تھے۔ انہیں یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس آخری رسول کا انکار انہیں جہنم میں پہنچا کر رہے گا لیکن اس کے باوجود ان کی بھاری اکثریت نے آپ کا انکار کیا، آپ سے بغض وعداوت کا رویہ اپنایا مگر وہ اپنی عبادت گاہوں میں نمازیں وغیرہ بھی پڑھتے پڑھاتے رہے، توریت کی تعلیم بھی دیتے دلاتے رہے اور اپنے مذہبی فرائض بجالاتے رہے۔ ان ہی پر حکیم نورالدین بھیروی جیسے لوگوں کو بہ خوبی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہدایت وگم راہی کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ جب دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہر لگ جائے تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور یہ مہر

بلا وجہ نہیں لگا کرتی اسی لئے ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّاب اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں کجی نہ ڈالنا بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی ہے اور ہمیں اپنی طرف سے (اپنی خاص) رحمت عطا فرما، بے شک تو بہت عطا فرمانے والا ہے''۔ الغرض مرزا غلام احمد قادیانی مذکورہ بالا حالات وحوادث کی بنا پر گم راہی کے تاریک راستے پر گام زن ہوگئے۔ چناں چہ سیالکوٹ میں قیام کے دوران انہوں نے خاص منصوبہ بندی کے تحت شہرت ونام وری حاصل کرنے کے لئے عیسائی پادریوں اور ہندو آریوں سے مناظرے شروع کردیئے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کے لئے یہ مناظرے بہ ظاہر بڑے تندوتیز اور تلخ وترش ہوا کرتے تھے لیکن عیسائیوں کے متعلق اندرون خانہ صورت حال کچھ اور تھی۔ مشہور انگریز پادری ''بٹلر'' مرزا صاحب کا گہرا دوست تھا۔ عبدالقادر قادیانی نے مرزا صاحب پر لکھی گئی اپنی کتاب ''حیاتِ طیبہ'' میں لکھا ہے ''پادری بٹلر صاحب مرزا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے اور بڑے ادب سے ان سے گفت گو کرتے۔ پادری صاحب کو مرزا صاحب سے بڑی محبت تھی۔ چناں چہ پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے کچہری تشریف لائے......'' (۴۹۹/الف) یہاں دل چسپ بات یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب پادریوں کو وہ دجال قرار دیا کرتے تھے، جس کے قیامت کے قریب ظہور کی خبریں احادیث میں دی گئی ہیں۔ (۴۹۹/ب) بہ الفاظ دیگر یہ دجال خودساختہ مسیح موعود مرزا قادیانی کے بہترین دوست تھے۔ البتہ دیسی ہندوستانی پادریوں کو غالباً ان اندرونی رازوں کا علم نہیں تھا اس لئے وہ مرزا جی سے کشیدہ رہتے ہوں تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ عیسائیوں سے چھیڑ چھاڑ، ان سے مناظروں اور ان کے خلاف مضامین اور کتابیں لکھنے کا اصل مقصد کسی اور نے نہیں بل کہ خود مرزا صاحب نے شاید انگریز سرکار کے عتاب سے خوف زدہ ہوکر یا کسی مراقی وہسٹیریائی کیفیت میں ۱۸۹۹ء کی اپنی ایک تحریر میں یوں بیان فرمایا ہے ''مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے دل میں یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے، تا کہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہوجائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بہ مقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدگمانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی، کیوں کہ میرے کانشنس نے مجھے قطعی طور پر فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے

غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا کیوں کہ عوض معاوضے کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی...... پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے۔ اول والد مرحوم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ کے احسانوں نے، تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں''۔ (۴۹۹/ج) یہ ہیں وہ عوامل ومحرکات جن کے تحت مرزا قادیانی نے عیسائیوں سے مناظروں کا کاروبار جو دراصل سیاسی تھا، نہایت منصوبہ بندی سے سیالکوٹ میں اپنے قیام کے دوران شروع کیا۔ ان ہی دنوں سیالکوٹ میں مرزا صاحب نے انگریزی کی ایک دو کتابیں بھی پڑھیں پھر مختاری کا امتحان بھی دیا، جس میں وہ ناکام رہے۔ (۵۰۰/ الف) انگریزی کی ابتدائی ایک دو کتابیں پڑھنے سے زبان پر عبور کیسے ہوسکتا تھا، یہی وجہ ہے کہ مرزا جی کے انگریزی الہامات میں نہایت دل چسپ اغلاط ہیں، گویا مرزا جی کے خدا کی انگریزی پانچویں جماعت کے بچے کی انگریزی سے بھی کم زور تھی۔ ۱۸۶۸ میں مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچہری کی ملازمت سے استعفیٰ دے کر قادیان واپس آگئے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد لاہور میں اپنے دیرینہ دوست مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے ہاں چلے آئے۔ لاہور میں قیام کے دوران وہ وقتاً فوقتاً عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے خلاف مناظرے کرتے رہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کی ہم دردیاں اور ان میں شہرت حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ اس کے بعد دوبارہ قادیان چلے گئے اور مذہبی چھیڑ چھاڑ اور مناظرہ بازی کا شغل جاری رکھا۔ اب تک کے (شیطانی) الہامات کی بنا پر انہیں یہ یقین ہوگیا تھا کہ وہ ملہم (صاحب الہام) اور خدا کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے لئے مامور ہیں۔ حکیم نورالدین بھیروی کی وساطت سے انگریز سرکار دولت مدار کی پدرانہ شفقت بھی انہیں حاصل تھی اور خود حکیم نورالدین بھی انہیں یہ یقین دلاتے رہتے تھے کہ تم ایک غیر معمولی اور عظیم الشان شخصیت ہو اس لئے اپنا کام جاری رکھو۔ ان حالات میں انہوں نے اپنی اولیں کتاب براہین احمدیہ کے لئے خوب اشتہاری مہم چلائی اور اہل ثروت لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ میں اس کتاب کی پچاس جلدوں میں تین سو ایسے دلائل پیش کروں گا جن کے جواب سے عیسائی، ہندو، آریہ سماجی وغیرہ غیر مسلم عاجز ہوں گے۔ اس کتاب کے لئے انہوں نے لوگوں سے خوب چندہ وصول کیا۔ (۵۰۰/ب) اس کی پہلی چار جلدیں انہوں نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک کے چار پانچ سالوں میں مکمل کیں۔ اس کتاب کے سلسلے میں مراق وہسٹیریا جیسے ذہنی امراض یا پہلے سے کسی منصوبہ بندی کے تحت ان

سے عجیب وغریب چالاکیاں (جو دراصل حماقتیں ہیں) سامنے آئیں۔

اولاً انہوں نے اسے دس ہزار روپیہ کی انعامی کتاب قرار دیا کہ جو بھی اس کے مضامین کا رد کر سکے گا اسے یہ انعام دیا جائے گا۔ لیکن نہ تو انہوں نے تین سو دلائل پیش کرنے کا وعدہ پورا کیا اور نہ ہی اس کی پچاس جلدیں لکھنے کا عہد نبھایا۔ اس کا پانچواں حصہ انہوں نے کہیں ۱۹۰۵ء میں جا کر لکھا اور اپنی عہد شکنی کا عذر یہ پیش کیا کہ اس کتاب کی ترتیب وتدوین کے متعلق میرے ذہن میں کوئی اور منصوبہ تھا لیکن پھر اس کتاب کا متولی خود رب العالمین ہو گیا اس لئے تین سو دلائل پورے کرنے کا ارادہ (خدا کی درمیان میں خواہ مخواہ کی مداخلت سے، ناقل) منسوخ کر دیا۔ (۵۰۰/ ج) اور چوں کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطے ہی کا فرق ہے لہٰذا وعدہ پورا ہو گیا۔ (۵۰۱/ الف) اس عرصے میں چندہ دینے والے جن حضرات نے مرزا جی کی عہد شکنی کا بے جا طور پر شکوہ کیا انہیں مرزا نے کچھ یوں آڑے ہاتھوں لیا ''ان لوگوں نے زبان درازی اور بدظنی سے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا۔ اس عاجز کو چور قرار دیا، مکار ٹھہرایا، مال حرام خور کے مشہور کیا، حرام خور کہہ کر نام لیا، دغاباز نام رکھا اور اپنے پانچ روپے یا دس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا تمام گھر ان کا لوٹا گیا'' (۵۰۱/ ب) یہاں یہ یاد رہے کہ اس دور کے روپے کی قدر وقیمت کے لحاظ سے پانچ یا دس روپے کی رقم نہ معمولی رقم نہ تھی اور لوگوں کا ''سیاپا'' بالکل بجا تھا کہ مرزا جی جھوٹے وعدوں سے انہیں ہاتھ کی صفائی دکھا گئے تھے۔

ثانیاً انہوں نے اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے، وہاں زندہ موجود ہونے اور قیامت کے قریب زمین پر اترنے کے مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کے قرآنی آیات کے حوالے سے صحیح ہونے کا بھرپور اعتراف واقرار کیا۔ (۵۰۱/ ج) لیکن ۱۸۹۱ء میں حکیم نورالدین بھیروی کی ترغیب پر اس عقیدے کو غلط قرار دے کر وفات عیسیٰ کا عقیدہ اختیار کر لیا اور ساتھ ہی آسمان پر حیات عیسیٰ کے صحیح عقیدے کا خوب خوب مذاق اڑایا۔ (۵۰۲/ الف) یعنی بعد میں انہوں نے اپنے قول وفعل سے یہ ظاہر کیا کہ براہین احمدیہ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا جو عقیدہ میں نے لکھا تھا وہ (معاذ اللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ۱۹۰۷ء میں الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں یہ بھی لکھ مارا کہ آسمان پر حیات عیسیٰ کا عقیدہ شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے اور خلاف عقل بھی ہے (۵۰۲/ ب) بہ الفاظ دیگر انہوں نے زبانِ قال سے نہیں تو زبانِ حال سے بھرپور اعتراف کر لیا کہ میں نے جو براہین احمدیہ کو دس ہزار روپے کی انعامی کتاب قرار دیا تھا اس میں، میں سر سے پاؤں تک سو فیصد جھوٹا تھا۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ۱۸۹۱ء سے پہلے تک مرزا جی جو حیات عیسیٰ کے عقیدے پر قائم رہے تھے تو وہ اس

طویل عرصے میں اپنے ہی قلم کی رو سے مشرک عظیم، ماکول الحسنات، بدعقل اور بدفہم تھے۔

ثالثاً انہوں نے اسی براہین احمدیہ میں اپنا ایک خواب بھی لکھا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف سے پہلے ایک زمانے میں مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جس کا نام میں نے آپ کو قطبی بتایا۔ اس کی تفسیر اب میری سمجھ میں آئی ہے کہ یہ کتاب براہین احمدیہ قطب ستارے کی طرح مضبوط اور مستحکم ہے۔ یہ قول مرزا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔ (۵۰۲/ ج) اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر مرزا صاحب کی اس بات کو درست سمجھ لیا جائے کہ آسمان پر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک عظیم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ایسی کتاب پر اپنی خوش نودی کا اظہار فرمایا تھا جو مشرکانہ مضامین پر مشتمل تھی۔ یوں مرزا قادیانی نے اپنی حماقت یا شرارت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کر ڈالی۔

رابعاً مرزا قادیانی تو ملہم اور مامور من اللہ ہونے کے مدعی تھے، انہوں نے اس کتاب میں قرآن کریم کے عام سچے تابعین کے متعلق بھی یہ دعویٰ کیا کہ وہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے شجرۂ طیبہ میں کوئی شاخ خشک نظر آئے تو وہ اپنے مربیانہ ہاتھ سے اسے فی الفور کاٹ ڈالتا ہے اور حمایت الٰہی اور نصرت الٰہی اور عصمت دائمی ہر دم اور ہر لحظہ ان کی نگرانی کرتی رہتی ہے۔ اور تائیدات الٰہیہ ہر ایک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھ ایسا سامان ان کے لئے مہیا کر دیتی ہیں جن سے بیان ان کا ادھورا اور ناقص نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی غلطی واقع ہوتی ہے۔ (۵۰۳/ الف) لہٰذا مرزا جی کا یہ عذر مضحکہ خیز حماقت ہی قرار دیا جا سکتا ہے کہ میں سال ہا سال تک اپنے الہامات کا صحیح مطلب ذہول وغفلت، لاعلمی وبے خبری، اجتہادی خطا اور نسیان کی بنا پر سمجھنے سے قاصر رہا تھا۔

خامساً اسی براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے ختم نبوت کا یہ صحیح مفہوم بھی بیان کیا تھا کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت کا دروازہ تا قیامت بند ہے۔ (۵۰۳/ ب) لیکن ۱۹۰۱ء میں انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی داغ دیا جس پر وہ تمام اعتراضات وارد ہوتے ہیں جو اوپر مذکور ہو چکے۔

سادساً غیر مسلموں کے لئے براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی کا لب ولہجہ سخت جارحانہ اور اشتعال انگیز ہے۔ جس کے ردعمل میں پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب ''تکذیب براہین احمدیہ'' میں نہایت دریدہ دہنی اور بدزبانی سے انبیائے کرام علیہم السلام کی سخت توہین کی۔ سوامی دیانند سرسوتی نے ۱۸۷۵ء میں اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کا پہلا ایڈیشن شائع کرایا۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں آریوں کے نیوگ کے مسئلے کو اشتعال انگیز انداز میں اچھالا تھا اس پر بعد میں ستیارتھ پرکاش میں تیرہویں اور چودہویں باب کا

اضافہ کردیا گیا جس میں خدا اور رسول کی توہین کی گئی۔ مرزا قادیانی کی روش اپناتے ہوئے قاسم علی قادیانی نے ''انیسویں صدی کا مہاشہ دیانند'' شائع کی جس کے ردعمل میں پنڈت چمپاوتی نے ''رنگیلا رسول'' جیسی نہایت اشتعال انگیز کتاب لکھی۔ ان سب خباثتوں کی ذمے داری مرزا قادیانی پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے براہین احمدیہ کے ذریعے غیر مسلموں میں اشتعال پیدا کیا اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے کے حکیمانہ اسلوب کو یک سر نظر انداز کیا۔ مذہبی مباحث میں مرزا صاحب کی یہ جارحانہ اور اشتعال انگیز روش ان کے آخر دم تک قائم رہی۔ اپنی موت کے سال ۱۹۰۸ء کی اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں وہ لکھتے ہیں ''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل کے فاصلے پر ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)'' (۵۰۳/ج) یہاں یہ یادرہے کہ اللہ تعالیٰ جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اسی کو آریہ سماج والے پرمیشر کہتے ہیں۔

سابعاً اس کتاب میں قرآن کریم کی بھرپور تحریف لفظی کی گئی ہے۔ مختلف قرآنی آیات کے ٹکڑوں کو غیر مربوط انداز میں جوڑ کر ان کے ساتھ یا ان کے درمیان کہیں کہیں احادیث نبویہ کے اجزا اور کہیں اپنے بے ڈھنگے کلام کو ڈال کر مرزا جی نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ سب کچھ مجھ پر بہ طور وحی والہام وارد ہوا ہے۔

اس کتاب میں درج مرزا قادیانی کے مزعومہ الہامات کو دیکھ کر لدھیانہ کے مشہور علما مولانا عبدالعزیزؒ و مولانا محمدؒ پسران مولانا عبدالقادرؒ نے مرزا صاحب پر برصغیر میں سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لگایا۔ ریاست بھوپال کے نواب صدیق حسن خاںؒ جیسے مشہور اہل حدیث عالم نے کتاب براہین احمدیہ پھاڑ کر مرزا قادیانی کو واپس بھیج دی، حال آں کہ انہوں نے اس کتاب کے لئے چندے کی خطیر رقم بھی ادا کر رکھی تھی۔ (۵۰۴/الف) وجہ ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے کے لئے لکھی گئی کتاب کا انداز تحریر اور اسلوب بیان اس کتاب سے بالکل مختلف ہونا چاہئے جو غلام احمد قادیانی جیسے کسی مرتد، دریدہ دہن اور نبوت کے جھوٹے مدعی کے خلاف لکھی گئی ہو۔

ثامناً مرزا قادیانی نے مولوی چراغ علی وغیرہ اہل علم سے اس کتاب کے لئے مضامین حاصل کئے لیکن کتاب میں ان کا حوالہ یا اشارہ تک نہیں ہے۔ حال آں کہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحبؒ نے اپنی کتاب ''چند ہم عصر'' اور علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک مضمون میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ (۵۰۴/ب)

تاسعاً مرزا صاحب نے اپنی اس اولیں تصنیف میں اپنے ایسے (مزعومہ) الہامات لکھے ہیں جن سے بہ ظاہر معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ''حضرت جی'' مسیح اور نبی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے ہیں یا ان دعووں کی بنیاد انہوں نے اس کتاب میں رکھ دی ہے۔ چناں چہ لدھیانہ کے علما مولانا عبدالعزیزؒ و مولانا محمدؒ نے اسی وجہ سے اس کتاب کے پڑھتے ہی ان پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تھا۔ لیکن مرزا صاحب لوگوں کو بے وقوف بنانے کے

لئے شد ومد سے یہی کہتے رہے کہ میں ہر گز حقیقی مسیح اور حقیقی نبی نہیں ہوں بل کہ اس طرح کے الفاظ کو مجازی معنی میں لیا جانا چاہئے اور جو شخص بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے حقیقی مسیح اور حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ مفتری اور کذاب ہے۔ (۵۰۴/ ج) لیکن بعد میں انہوں نے ۱۸۹۱ء میں حقیقی مسیح ہونے کا دعویٰ داغ دیا۔ مثلاً کشتی نوح (۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی یہ کہا گیا ہے...... کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا''۔ (۵۰۵/ الف) اسی کتاب میں انہوں نے یہ بھی لکھا'' ...... مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے''۔ (۵۰۵/ ب) مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں حقیقی نبی ہونے کا بھی دعویٰ کر ڈالا۔ چناں چہ مثلاً وہ تتمہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں لکھتے ہیں ''خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے...... اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے''۔ (۵۰۵/ ج)۔ ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ جن اہل علم نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں اپنے مسیح اور نبی ہونے کا دعویٰ کر رکھا ہے وہ بالکل سچے تھے اور مرزا قادیانی ان حضرات کو اس پر جو مفتری اور کذاب کہتے رہے تو بعد کے حالات نے واضح کر دیا کہ خود مرزا جی ہی اصل مفتری اور کذاب تھے اور فریب دہی کے ایک طے شدہ منصوبے کے تحت سرگرم عمل تھے۔ کسی مراقی کیفیت میں اس خفیہ منصوبے کو وہ یوں ظاہر کر بیٹھے ''وہ (الہامات) ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علما میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیوں کہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد ان ہی الہامات سے پڑی ہے اور ان ہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علما کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو کبھی ان کو قبول نہ کرتے (جیسے علمائے لدھیانہ نے قبول نہیں کیا اور مرزا جی کو کافر قرار دیا، ناقل ظفر احمد) یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور پیچ میں پھنس گئے''۔ (۵۰۶/ الف) لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس براہین احمدیہ میں سخت قابل اعتراض (مزعومہ) الہامات کے ساتھ ساتھ مرزا جی نے آسمان پر حیات عیسیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا صحیح مفہوم بھی لکھ دیا اور ان صحیح عقائد سے پھرنے کے لئے وہ مناسب موقع کی تلاش میں رہے۔ لوگوں کو

دھوکہ دینے اور پیچ میں پھنسانے کا یہ طریقہ انہوں نے کیوں اختیار کیا اور کیوں نہ شروع ہی سے اپنے مسیح موعود اور نبی ہونے کا صاف صاف اعلان کر دیا؟ اس سوال کا جواب خود مرزا جی ہی سے سنئے ''میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا''۔(۵۰۶/ب)

عاشراً اس براہین احمدیہ میں درج کئی الہامات جھوٹے نکلے جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سارے الہامات شیطانی تھے، مثلاً انہیں ایک الہام یہ بھی ہوا تھا یا **احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ**" اے احمد! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔'' اس الہام کے متعلق انہوں نے ضمیمہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں لکھا''......اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سرّ (بھید) اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا......'' (۵۰۶/ج) مرزا صاحب مذکورہ الہام سے اپنی تیسری شادی مراد لے رہے تھے جو کبھی وقوع پذیر نہ ہوئی اور الہام کو جھوٹا ثابت کر گئی اور یہ بھی واضح کر گئی کہ اگر کسی عبارت میں ''احمد'' کا لفظ آئے تو اس سے ''غلام احمد قادیانی'' ہرگز ہرگز مراد نہیں ہو سکتا۔ یہ تو رہی مرزا صاحب کی اولیں تصنیف براہین احمدیہ، ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کو خاص منصوبہ بندی کے تحت مسیحیت و نبوت کے مراحل طے کرانے میں حکیم نور الدین بھیروی کا بڑا اہم کردار ہے۔ ہر اگلا قدم مرزا صاحب ان کے مشوروں سے اٹھاتے تھے۔

براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے ۱۸۸۴ء میں مکمل ہوئے۔ ان ایام میں مرزا صاحب نے ملہم اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ ۱۸۸۹ء میں انہوں نے لدھیانہ میں اپنے مجدد ہونے کا نہایت منظم انداز سے اعلان کیا۔ بیرونی ممالک کی مشہور غیر مسلم شخصیتوں کے پتے منگوائے۔ یورپ، امریکہ اور افریقہ کے ممالک کے حکم رانوں، ان کے وزراء، دنیا کے مشہور مصنفوں، مدبروں اور ہندوستان کے نوابوں وغیرہ کو اردو اور انگریزی میں شائع شدہ دعوت نامے بھیجے گئے جن میں مرزا صاحب نے اپنے مجدد ہونے کی اطلاع دے کر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ کوئی بیس ہزار دعوت ناموں کو بھیجنے کا انتظام کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مرزا صاحب نے لوگوں سے بیعت لینے کا بھی سلسلہ شروع کر دیا۔ (۵۰۷/الف) حکیم نور الدین بھیروی کو اپنا منصوبہ کام یاب ہوتے دیکھ کر حیرت ہوئی۔ اس لئے انہوں نے مرزا صاحب پر زور دینا شروع کر دیا کہ وہ اپنے الہامات کے بل بوتے پر مزید پیش قدمی کریں۔ چناں چہ انہوں نے مرزا قادیانی کا مرید باصفا بن کر انہیں بار بار مشورہ دیا کہ تمہارے الہامات تمہیں وہ مسیح قرار دے رہے ہیں جس کا قیامت کے قریب ظہور ہوگا۔ مرزا صاحب بھی گو اسی منصوبے پر کام کر رہے

تھے لیکن وہ اس بات پر بہت پریشان تھے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم کی ایک بھی نمایاں علامت مجھ میں موجود نہیں تو مسیح ہونے کے میرے دعوے کو کون قبول کرے گا۔ اس پر حکیم صاحب نے مشورہ دیا کہ چلو ابتدائی مراحل میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ موزوں رہے گا۔ مرزا صاحب اس پر بھی فی الحال پوری طرح آمادہ نہیں تھے۔ چناں چہ وہ حکیم صاحب کو ۲۴ جنوری ۱۸۹۱ء کے اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں ''جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں، یہ بننا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کرلیوے لیکن ہم ابتلا سے کسی طرح نہیں بھاگ سکتے، خدا تعالیٰ نے ترقیات کا راستہ صرف ابتلا ہی کو رکھا ہے.....'' (۵۰۷/ب) الغرض حکیم نورالدین بھیروی کے اصرار اور ترغیب پر مرزا جی نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے رہے کہ ایسے دس ہزار مثیل مسیح بھی آسکتے ہیں اور کوئی ایسا مثیل مسیح بھی آسکتا ہے جس پر احادیث کے بعض ظاہری الفاظ صادق آئیں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔ (۵۰۷/ج) اس کے جلد بعد ۱۸۹۱ء میں ہی انہوں نے بلا شرکتِ غیرے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کردیا۔ ساتھ ہی وہ اپنے ملہم ومحدث (الہام یافتہ) ہونے کی رٹ لگاتے ہوئے ختم نبوت کے اس صحیح مفہوم پر اصرار کرتے رہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طرح کے مدعی نبوت کو میں کافر وکاذب جانتا ہوں۔ (۵۰۸/الف) لیکن بالآخر ۱۹۰۱ء میں اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں انہوں نے اپنے نبی ہونے کا بھی اعلان کردیا۔ پہلے یہ کہتے رہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز ہوں اور یہ کہ آپ ہزاروں مرتبہ اپنے بروزی وجود میں ظاہر ہوسکتے ہیں۔ (۵۰۸/ب) لیکن جلد ہی بعد بروز محمدی ہونے کے مزعومہ منصب کو بھی انہوں نے صرف اپنے لئے مخصوص کرلیا۔ (۵۰۸/ج) لیکن یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ مرزا صاحب نے ملہم ومحدث، مجدد و مامور من اللہ، مسیح موعود، نبی ورسول کے دعووں پر قناعت فرمالی تھی۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا متنبی پیدا ہوا ہو جس کے دعووں کی تعداد اور ان کی تکرار بے شمار سے سلیم الطبع شخص کا سر چکرانے لگے۔ مرزا جی کی تصانیف کے مطالعے سے یہ معلوم کرنا ایک خاصا پیچیدہ مسئلہ بن جاتا ہے کہ یہ حضرت جی ہیں کیا؟ وہ انسان ہیں یا حیوان، مرد ہیں یا عورت، کوئی کیڑا مکوڑا ہیں یا اینٹ پتھر قسم کی کوئی چیز ہیں؟ مراق وہسٹیریا کے ذہنی امراض کے تحت وہ عجیب وغریب معجون مرکب قسم کی کوئی شخصیت دکھائی دیتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شدید ترین احساس کم تری کا شکار تھے اور بلند قامتی شخصیت بننے کی ہوس میں دعووں کی بھرمار سے کام لے رہے تھے۔ ان کی شکل وصورت واجبی سی تھی۔ دائیں ہاتھ

سے وہ لنجے تھے۔ آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔ مراق وہسٹیریا، ضعف حافظہ واعصاب، کثرت بول وبراز، دوران سر، شدید دردِ سر اور عصبی دوروں کے مستقل مریض تھے۔ ریگن کے اخراج نیز سل ودق کے امراض بھی انہیں لاحق رہے تھے۔ ایک مدت تک نامردی کی وجہ سے وہ نامرادی کی سخت پریشان کن حالت سے بھی دوچار رہے، پہلی شادی کام یاب نہ ہوئی اور سال ہا سال تک ازدواجی تعلقات سے گریزاں رہے۔ (مزعومہ) الہامات کی بنا پر وہ پیشین گوئیوں کے عادی تھے۔ ان کی تمام بڑی بڑی پیش گوئیاں یکے بعد دیگرے جھوٹی نکلتی چلی گئیں تو اس سے ان کے دماغ پر مزید بڑے منفی اثرات مرتب ہوئے۔ مثلاً اپنے بیٹے بشیر اول کو انہوں نے اپنا خاص پسر موعود قرار دیا جس نے دنیا کے کناروں تک شہرت پانی تھی اور جب وہ تقریباً سوا سال کی عمر میں ہی داغ مفارقت دے گیا تو انہیں شدید شرمندگی اور جگ ہنسائی کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے انہیں مراق وہسٹیریا کے باقاعدہ دورے پڑنے لگے۔ محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی پیشین گوئی بھی انہیں پوری ہوتی نظر نہیں آ رہی تھی جس سے ان کے مزاج میں شدید چڑچڑاپن پیدا ہوا۔ اور مخالفین کے خلاف دریدہ دہنی اور بدزبانی پر اتر آئے۔ پادری عبداللہ آتھم کی موت کی جو پیشین گوئی دن مہینہ اور سال مقرر کر کے کی تھی وہ برسرِ عام جھوٹی نکلی تو عیسائیوں نے ان کے خلاف پادری مذکور کو ہاتھی پر بٹھا کر جلوس نکالا اور ان کے پتلے کو نذرِ آتش کیا تو یہ تلخ حادثہ بھی ان میں مزید رنج اور برہمی پیدا کرنے کا سبب بنا۔ ان حالات میں وہ شدید ترین احساس کم تری کا شکار ہو کر اپنی عظمت وبرتری کے جھوٹے دعووں پر مجبور ہوئے۔ شیطانی الہامات نے دوآتشہ بل کہ سہ آتشہ کا کام کیا۔ احساس کم تری میں مبتلا لوگ برتری کے جھوٹے دعووں کا سہارا لے کر حسد اور تکبر کے قلبی امراض میں مبتلا ہو جایا کرتے ہیں۔ حاسدین کو عموماً اپنے زمانے کے بڑے لوگوں سے حسد ہوتا ہے۔ وہ اپنے سوا کسی اور کی فضیلت وبرتری کو برداشت کر پانے کی ہمت اور حوصلہ کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے بل کہ اسے سوئے اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی عام حاسدین سے بھی بہت آگے نکل گئے۔ مرزا جی کے حوصلے اور ہمت سے یہ چیز باہر تھی کہ وہ کسی ولی اور نیک بندے کی فضیلت وبرتری کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر سکیں۔ اسی بیمار ذہنی کیفیت کے تحت وہ اس طرح کی باتیں لکھنے اور کہنے پر مجبور ہو گئے ''اسلام میں اگرچہ ہزار ہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا مگر وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا (یعنی مرزا قادیانی) تھا، وہ موعود تھا'' (۵۰۹/ الف) خطبہ الہامیہ (۱۹۰۰ء۔۱۹۰۲ء) میں مرزا جی نے فرمایا ''میں ولایت کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیا ہیں اور میں خاتم الاولیا ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور

میرے عہد پر ہوگا"۔ (۵۰۹/ب) اولیائے کرام کے بعد مرزا جی کی متجسس نگاہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام پر پڑیں تو ان کے فضائل ومناقب بھی ان کی برداشت سے باہر ہوگئے اور انہیں اس طرح کی عبارتیں لکھنی پڑیں" میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجے پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا، وہ تو بعض انبیا سے بہتر ہے"۔ (۵۰۹/ج) ایک موقع پر مرزا جی نے کہا" پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو"۔ (۵۱۰/الف) اولیا اور صحابہ کرامؓ کے کمالات کو بہ زعم خویش اپنے دامن میں سمیٹا تو مرزا جی کی بے قرار نظریں حضرات انبیا علیہم السلام کے مراتب ومدارج پر پڑیں تو وہ برداشت نہ کر سکے اور اس طرح کے مضامین لکھنے پر مجبور ہوگئے" دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں فرمایا گیا ہے کہ میں (مرزا قادیانی) آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیا فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضروری ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے"۔ (۵۱۰/ب) کائنات میں سب سے اونچا مرتبہ سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے مصداق ہیں۔ مرزا جی یہ برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) آپ سے بھی آگے نکل جانے کے لئے شیطانی الہام کی بنا پر دنیا کی عمر سات ہزار سال مقرر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ قول ان کے پانچویں ہزار سال میں پیدا ہوئے تھے اور پھر آپ کا دوبارہ ظہور (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، ناقل) مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت وشکل میں ہوا، اور یہ دوسرا ظہور زیادہ کامل ہے۔ خطبہ الہامیہ (۱۹۰۰ء۔۱۹۰۲ء) میں ہے" ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا کا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں (مرزا قادیانی کی صورت میں) پوری طرح سے تجلی فرمائی"۔ (۵۱۰/ج) قاضی اکمل قادیانی کی ایک نظم ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے قادیانی اخبار البدر میں شائع ہوئی جس میں ایک شعر یہ بھی تھا:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

مرزا غلام احمد قادیانی کی دیگر انبیا علیہم السلام کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ جسارتیں بڑھتی ہی چلی گئیں۔ قرآن کریم میں جو آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھیں وہ انہوں نے نہایت بے شرمی سے اپنے اوپر چسپاں کرلیں، مثلاً اعجاز احمدی (۱۹۰۲ء) میں لکھا ''مجھے بتلایا گیا تھا تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے **ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علیٰ الدین کله**'' (۵۱۱/الف) اربعین (۱۹۰۰ء) میں مرزا قادیانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیت **وما ارسلناك الا رحمة للعالمین** کو اپنے اوپر چسپاں کرلیا کہ یہ میرے بارے میں ہے۔ (۵۱۱/ب) اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو بھی مرزا جی کب برداشت کرسکتے تھے، چناں چہ وہ ہندوؤں کے لئے راجہ کرشن کا اوتار بن گئے۔ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں وہ لکھتے ہیں ''خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ'' (۵۱۱/ج) سکھوں کے لئے مرزا صاحب امین الملک جے سنگھ بہادر بن گئے۔ (۵۱۲/الف) مرد تو ایک طرف رہے کسی خاتون کی فضیلت بھی مرزا جی کی برداشت سے باہر تھی۔ چناں چہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم بھی بن گئے۔ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں وہ لکھتے ہیں ''پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونگی گئی ہے اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبے کی طرف منتقل ہوگیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا''۔ (۵۱۲/ب) فرشتوں کے کمالات پر بھی مرزا جی نے للچائی نظر ڈالی۔ وہ اربعین (۱۹۰۰ء) میں لکھتے ہیں ''اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے''۔ (۵۱۲/ج) اعلام (شخصیات) کے بعد عظیم اماکن (مقامات) کی باری آئی۔ کعبہ دنیا کا سب سے بڑا مقدس مقام ہے۔ اس میں رکھے حجر اسود کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔ مرزا جی بیت اللہ اور حجر اسود بھی بن گئے (۵۱۳/الف) مخلوق کے تمام فضائل ومناقب مرزا جی نے شیطانی وحی کے زور پر چھین لئے اور اپنے دامن میں سمیٹ لئے تو خالق کائنات کی باری آئی۔ مرزا صاحب نے سوچا کہ خدا کے اختیارات کو چھیننا مشکل کام ہے اس لئے صلح صفائی سے ایسے اختیارات پر قبضہ کرنا مناسب رہے گا۔ وہ دافع البلا (۱۹۰۲ء) میں اپنا الہام لکھتے ہیں'' میں (خدا) نے تجھ سے ایک خرید وفروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی اس کا تو مالک بنادیا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید وفروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید وفروخت کی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں''۔ (۵۱۳/ب) خدا

سے (معاذ اللہ) اسی طرح کی خرید وفروخت میں مرزا جی کو خدا کی طرف سے یہ الہام بھی ہوا انما امرك اذا اردتَ شیئاً ان تقول له کن فیکون یعنی تیری بات یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے ہو جا تو وہ ہو جائے گی"۔ (۵۱۳/ ج)۔ آئینہ کمالاتِ اسلام (۱۸۹۳ء) میں مرزا جی نے لکھا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں تو میں نے یقین کرلیا کہ واقعی میں اللہ ہوں..... تو میں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا پھر میں نے کہا کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے مزین کیا..... اور میں یقین کرتا تھا کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے مزین کیا..... اور میں یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں بل کہ اللہ کے اعضا ہیں......" اگر چہ ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب نے ابھی نبوت کا باقاعدہ دعویٰ نہیں کیا تھا تاہم مذکورہ طرز کی عبارتوں سے واضح ہے کہ خاص منصوبہ بندی کے تحت وہ بہ تدریج نبوت اور پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر الوہیت (خدائی) کی منازل نہایت احتیاط سے طے فرما رہے تھے۔ چناں چہ اسی مذکورہ بالا اقتباس کا حوالہ قادیانی اخبار البدر میں ۱۹۰۷ عیسوی میں بھی ملتا ہے۔ (۵۱۳/ د) قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر مرزا جی بدو کے اونٹ کی طرح خدا کو اس کے اختیارات کے خیمے سے نکال باہر کرنے اور خود خدا بن جانے کی منصوبہ بندی کر ہی رہے تھے کہ فرشتۂ اجل نے انہیں ۱۹۰۸ء میں آدبوچا۔ عمر نے وفا نہ کی اور بہ زبانِ حال وہ اپنے لوگوں کے لئے یہ پیغام چھوڑ گئے "میں نے بہت مکر وفریب سے کام لیا۔ مجھے یقین ہے کہ جو لوگ میرے فریب کے جال میں پھنس کر اپنی عقل وخرد کو خیر باد کہہ چکے تھے وہ میرے خدائی کے دعوے پر بھی امنّا وصدقنا کہتے لیکن خدائی کا یہ دعویٰ میری قسمت میں نہیں تھا۔ اس (جھوٹے) دعوے کا وہ دجال اکبر مجھ سے کہیں زیادہ مستحق ہے جو بڑے بڑے کرتب مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ دکھائے گا۔ میں تو کسی مرغی کی شکستہ ٹانگ بھی از راہ معجزہ ٹھیک کر کے تمہیں دکھا نہ سکا لیکن مجھے امید ہے کہ اس طرح کے تمہارے شبہات ووساوس کو تاویلات فاسدہ سے دور کرنے میں میرا خلیفہ حکیم نور الدین بھیروی تمہاری رہ نمائی کرتا رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ جہنم میں میرا ساتھ دینے کے لئے تم میرے دامن سے حسب سابق وابستہ رہو گے۔ شیطان تمہارا حامی وناصر ہو"۔ مرزا جی اگر چہ کشاں کشاں خدائی اختیارات سمیٹتے ہوئے بہ زعم خویش "صاحب کن فیکون" بھی ہو گئے تھے، لیکن جب وہ یہ سوچتے کہ ڈھیر سارے خدائی اختیارات کے باوجود زمینی حقائق میرے تصرف اور میری دست رس سے بہ دستور باہر ہیں تو وہ شدید مایوسی کے عالم میں اپنے اندر سمیٹے ہوئے خالق ومخلوق کے سارے اختیارات کو باہر نکال پھینکتے اور خود کو انسانی جامے سے باہر نکال کر کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت بنا کر قدرے سکون محسوس فرماتے اور اس کیفیت کو زبان عطا کرنے کے لئے وہ یوں گنگنایا کرتے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(۵۱۳/ھ) فاعتبروا یااولی الابصار۔

۸۔مجمع الامراض: مرزا غلام احمد متنبی قادیان کو مالیخولیا اور مراق کے علاوہ ذیابطیس، شدید ضعفِ حافظہ، شدید ضعفِ اعصاب، شدید دورانِ سر، شدید دردِ سر وغیرہ امراض لاحق تھیں۔ بسا اوقات رات کو یا دن کو سو سو بار پیشاب آتا تھا اور اس کثرت بول کی وجہ سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب ان کے شامل حال تھے۔ کمی خواب اور تشنج قلب، بدہضمی، اسہال وغیرہ امراض بھی دامن گیر تھے۔ دورانِ خون کم ہوکر ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض کم زور پڑ جاتی تھی۔ دق اور سل کا عارضہ بھی انہیں لاحق ہو گیا تھا۔ (۵۱۴/الف) اسہال کی بیماری نے براحال کر رکھا تھا۔ روزانہ کئی کئی دست آتے اور مرزا صاحب کو دست آنے پر بہت رنج ہوا کرتا تھا کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔ روٹی کے لئے جب کئی مرتبہ کہا جاتا تو وہ بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیا کرتے تھے۔ (۵۱۴/ب) حکیم محمد حسین قریشی قادیانی کو اپنے ایک خط میں دائم المرض مرزا صاحب نے لکھا ''مجھے دورانِ سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آ جاتا ہے''۔ (۵۱۴/ج) اپنے ایک اور مکتوب میں وہ لکھتے ہیں ''کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض اوقات درمیان میں چھوڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے''۔ (۵۱۵/الف) مراق کے دوروں کے متعلق مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا...... والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی''۔ (۵۱۵/ب) ان امراض کے ساتھ مرزا صاحب دائیں ہاتھ سے لنجے تھے، کیوں کہ ایک دفعہ وہ اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے تھے اور دائیں بازو پر سخت چوٹ آئی تھی۔ یہ ہاتھ آخر عمر تک کم زور رہا۔ اس ہاتھ سے وہ لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ

منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ نماز میں بھی انہیں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا''۔ (۵۱۵/ج) مراق وہسٹیریا کی وجہ سے مرزا صاحب کی عادات بھی بڑی عجیب وغریب تھیں۔ وہ بعض اوقات سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بار ہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی اور دوسری الٹی پہن لیتے تھے۔ (۵۱۶/الف) کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے مسلے جاتے۔ (۵۱۶/ب) نئی جوتی جب پاؤں میں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کرتے وقت گرد اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی جس کو لوگ (سادہ لوح مریدان باصفا، ناقل) اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ ان کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے۔ شیخ رحمت اللہ اور دوسرے لوگ اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے لیکن مرزا صاحب تیل سر میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر اور داڑھی سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینے تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر تیل کے بدنما دھبے اور داغ پڑ جاتے تھے۔ (۵۱۶/ج) ایک مرتبہ ایک شخص نے بوٹ تحفے میں پیش کیا تو مرزا صاحب اس کے دائیں بائیں کی شناخت سے قاصر رہتے تھے۔ اکثر دایاں پاؤں بائیں میں اور بایاں پاؤں دائیں میں ڈال لیتے۔ بالآخر شناخت کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔ (۵۱۷/الف) چوں کہ مرزا صاحب کو کثرت بول کا مرض لاحق تھا اور بعض اوقات دن یا رات میں سو سو مرتبہ پیشاب کرنا پڑتا تھا، اس لئے ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ مٹی کے ڈھیلے جیب میں ہی رکھتے تھے اور چوں کہ آپ کو شیرینی سے بھی بہت پیار تھا اس لئے اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ (۵۱۷/ب) کھانا کھاتے وقت مرزا صاحب کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ میں کیا کھا رہا ہوں۔ وہ خود کہا کرتے تھے، ہمیں تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔ (۵۱۷/ج) کھانا کھانے کے بعد جب مرزا صاحب اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورہ ان کے سامنے سے نکلتا۔ ان کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے۔ پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دستر خوان پر ہی رکھے رہتے۔ (۵۱۸/الف) مرزا صاحب کے بڑے بڑے امراض اور ان کی عجیب وغریب سفہیات کا ذکر ہو چکا لیکن ان کے جس مرض کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ نامردی سے نامرادی کا عارضہ تھا جس سے مبینہ شفایابی کو وہ اپنی صداقت کا اہم نشان قرار دیا کرتے تھے، جیسا کہ اگلے نکتے میں ''دوسری شادی'' کے ذیلی عنوان کے تحت اس کی وضاحت آرہی ہے۔

۹۔ دوسری شادی: مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری شادی کوئی پینتالیس برس کی عمر میں اٹھارہ سالہ نصرت جہاں بیگم دختر ناصر میر نواب دہلوی سے نومبر ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی اَن تھک مساعی اور لگاتار سفارش کے بغیر مرزا جی کا یہ نکاح غالباً ہرگز نہ ہوتا۔ اس شادی کے بعد جسمانی عاجزی وخاک ساری کی وجہ سے وہ بہت پریشان رہے۔ چناں چہ اپنے دست راست حکیم مولوی نورالدین بھیروی کو اپنے ایک خط میں اپنا دُکھڑا یوں سنایا ''جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ سے پُر امید اور قبولیتِ دعا کرتا رہا۔ سو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا'' (۵۱۸/ب) پروفیسر محمد الیاس برنیؒ مولف ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کا مذکورہ خط پر تبصرہ یہ ہے ''پھر شادی کس بھروسے پر کی، اول صحت درست کرنا لازم تھا ورنہ فتنے کا اندیشہ تھا۔ آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہلیہ صاحبہ پر لازم آیا۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ اولاد شادی کے بعد جلد ہی شروع ہوگئی''۔ (۵۱۸/ج)

نزول المسیح (۱۹۰۲ء) میں اپنی مسیحیت ونبوت کی مزعومہ صداقت پر دلائل دیتے ہوئے مرزا جی لکھتے ہیں ''دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب (دوسری) شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تو اس وقت میرا دل ودماغ اور جسم نہایت کم زور تھا اور علاوہ ذیابطیس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بہ کلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجے کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیوں کہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی...... مگر باوجود ان کم زوریوں کے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے''۔ (۵۱۹/الف) تریاق القلوب (۱۸۹۹-۱۹۰۲ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''ایک ابتلا مجھ کو اس (دہلی کی) شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ...... میری حالت مردمی کالعدم تھی...... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے رفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چناں چہ وہ دوائیں میں نے تیار کیں اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ صحت اور طاقت جو ایک پورے تن درست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے، وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے...... میں اس زمانے میں اپنی کم زوری کی وجہ سے ایک بچے کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا''۔ (۵۱۹/ب) مرزا صاحب یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نامردی سے مبینہ شفایابی میرا

معجزہ ہے پس میں سچا مسیح موعود اور نبی ہوں۔ حال آں کہ جو نہایت ہی مہنگی اور قیمتی ادویہ انہوں نے استعمال کیں ان کے طبعی اثرات معروف و مسلم ہیں، وہ کسی کم زور گدھے کو دی جائیں تو وہ بھی مرزا صاحب کے الفاظ میں ''پچاس گنا'' طاقت محسوس کرے گا۔ انہوں نے مولوی حکیم نور الدین کو اپنے ایک خط میں لکھا''...... وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں جو کسی قدر آپ لے گئے تھے اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے''۔(۵۱۹/ ج) اس کے بعد ایک اور خط میں انہوں نے حکیم صاحب کو لکھا'' مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے...... ایک مرض نہایت خوف ناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بہ کلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے...... گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے، خدا تعالیٰ اس کو درست کرے......'' (۵۲۰/ الف) مرزا صاحب نے قوت باہ کے لئے ایک دوا تریاق جدید کے نام سے بھی تیار کی۔ اس کے متعلق وہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں'' ...... یہ دوا فوائد میں تریاق الٰہی سے بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں ہیں جیسے مُشک، عنبر، تریسی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہرباء، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران، یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ، اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفی خون ہے...... نہایت درجے مقوی اعصاب ہے اور خارش اور بثورات اور جذام اور ذیابطیس اور انواع واقسام کے خطرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے''۔ (۵۲۰/ ب) قوت کی بحالی کے لئے مرزا جی کو شراب کے استعمال سے بھی کوئی پرہیز نہ تھا۔ شاید ان کی کشفی حالت میں ''فرشتے'' نے ان کے منہ میں شراب بھی انڈیلی ہو۔ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ اور مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جے۔ ڈی۔ کھوسلہ سیشن جج ضلع گورداسپور کی عدالت میں اپنے باپ کے شرابی ہونے کا اعتراف کیا تھا۔ سیشن جج نے لکھا ہے''موجودہ مرزا نے خود اعتراف کیا کہ اس کے باپ نے پلومر کی وائن ٹانک ایک دفعہ استعمال کی تھی اور وہ ایک ایسا انسان تھا جسے رنگین مزاج کہہ سکتے ہیں''۔ (۵۲۰/ ج) مرزا صاحب سنکھیا کے مرکبات بھی استعمال کیا کرتے تھے (۵۲۱/ الف) وہ افیون بھی استعمال کرتے تھے۔ مرزا بشیر الدین محمود کا بیان ہے''افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطبا کے نزدیک

وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بہ طور دوا نہ کہ بہ طور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں ..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین بھیروی) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے''۔ (۵۲۱/ ب) جس دوا کا جز واعظم افیون ہو اور پھر اس میں مزید افیون شامل کردی جائے تو اس کا استعمال کرنے والا افیون کے اثرات سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟ طب تماثلی (ہومیوپیتھی) میں ادویہ کا بڑی بڑی مقداروں میں تن درست اشخاص پر تجربہ کر کے علامات اخذ کی جاتی ہیں۔ افیون کے تحت قوت متخیلہ تیز ہوجاتی ہے اور عجیب عجیب باتیں ذہن میں آتی ہیں۔ ذہن پر اس کا سب سے بڑا منفی اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کا استعمال کرنے والا ''دنیا کا بدترین دروغ گو'' ہوجاتا ہے۔ جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے وہ جھوٹی تاویلات حیران کن انداز میں تراشنے کا ماہر ہوجاتا ہے۔ مرزا صاحب اور ان کے دست راست حکیم نور الدین بھیروی کو شیطانی تاویلات گھڑنے میں جو کمال حاصل تھا، غالباً اس کا بڑا سبب یہی افیون تھی۔ اس پر وائن ٹانک کا استعمال مزید سونے پر سہاگہ کا کام دیتا تھا۔ غالباً اسی کے زیر اثر مرزا جی کی آنکھیں نیم بندرہا کرتی تھیں۔ مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے'' مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں ..... ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا، حضور! ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں'' (۵۲۱/ ج) مذکورہ عبارت میں کلمات ''باہر مردوں میں بھی'' قابل غور ہیں۔ گھر عورتوں میں مرزا جی کس حال میں ہوتے ہوں گے، اسے بہ خوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ مقوی ادویہ کے علاوہ مرزا صاحب مقوی اغذیہ کے بھی عادی تھے۔ تلے ہوئے کرارے پکوڑے، سالم مرغ کا کباب، پرندوں تیتر فاختہ اور بٹیر وغیرہ کا گوشت، نرم اور گداز چاولوں کا پلاؤ، میٹھے چاول، مرغ پلاؤ، انڈے، دودھ، بالائی، مکھن، روغن بادام، میوہ جات میں انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترے، سیب، سردے، سرولی آم وغیرہ انہیں بہت مرغوب تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی انہیں کوئی پرہیز نہیں تھا خواہ ہندو کی ساختہ ہوں یا مسلمان کی۔ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اپنے اباجی کی مذکورہ بالا مرغوبات کا ذکر تو کیا ہے مگر ساتھ ہی جواز یہ پیش کیا ہے کہ عام صحت کے دنوں میں مرزا جی معمولی اور سادہ غذا ہی استعمال کیا کرتے

تھے۔ (۵۲۲/الف) یہ صحت کے دن انہیں کتنے عرصے کے لئے حاصل ہوتے تھے، اس سلسلے میں مرزا صاحب کا خود اپنا بیان یوں ہے" میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ دردسر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے...... وہ بیماری ذیابطیس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں"۔ (۵۲۲/ب) اس سے معلوم ہوا کہ صحت کے ایام چوں کہ مرزا جی کو کم ہی نصیب ہوتے تھے اس لئے عام اور معمولی کھانا بھی آپ کم ہی تناول فرمایا کرتے تھے، بل کہ اکثر مذکورہ بالا مقوی اغذیہ ہی زیر استعمال رہتی تھیں۔ کم کھانا ان کے کسی زہد وتقوے کی علامت نہیں تھی بل کہ ضعف معدہ کی وجہ سے لکڑ ہضم پتھر ہضم والی بات نہیں تھی۔ وہ طبیب بھی تھے اور انہیں یہ خوبی معلوم تھا کہ ذیابطیس کے مریض کے لئے میٹھے چاولوں اور مٹھائیوں کا استعمال سخت نقصان دہ ہے لیکن اس کے باوجود وہ کسی پرہیز سے کام نہیں لیتے تھے۔

۱۰۔مزید شادیوں کی شہوانی ہوس: مرزا صاحب کی دوسری شادی اور متعلقہ امراض کا ذکر ہو چکا۔ دوسری شادی پر کئی ماہ تک کی نامرادی کے بعد نہایت مقوی ادویہ اور اغذیہ کے اثرات کے تحت انہیں اپنے اندر بہ قول خود پچاس مردوں کے برابر قوت محسوس ہوئی تو مزید شادیوں کا بھوت ان کے سر پر سوار ہو گیا۔ اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی (پھجے دی ماں) کو تو انہوں نے ابتدا ہی سے درخور اعتنا نہیں سمجھا تھا البتہ دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کو شیشے میں اتارنے کے لئے وہ حسب معمول الہامات کا سہارا لے کر انے بے وقوف بناتے رہے۔ وہ اسے یہ باور کراتے رہے کہ خدا کے حکم کے سامنے میں بے بس ہوں۔ ان کا خیال تھا کہ مزید صرف ایک ہی نہیں بل کہ کئی "خواتین" میرے حبالۂ عقد میں آجائیں گی۔ دوسری شادی کو ابھی دو سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو انہیں الہام ہوا" پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی"۔ (۵۲۲/ج) چھ ماہ بعد مرزا جی نے ستمبر ۱۸۸۶ء کے ایک اشتہار میں پھر لکھا" اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی"۔ (۵۲۳/الف) مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ان کی یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ ایک سے زیادہ "خواتین مبارکہ" سے نکاح کی تمنا کو بہ صد حسرت دل سے رخصت کرنا پڑا اور مرزا جی نے سوچا کہ چلو ایک بیوہ ہی مل جائے تو وہ بھی قبول ہے۔

چناں چہ تریاق القلوب (۱۸۹۹۔۱۹۰۲ء) میں وہ لکھتے ہیں ''ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا...... اور اس زمانے کے قریب ہی یہ الہام ہوا تھا کہ بکر وثیب یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی''۔ (۵۲۳/ب) اسی تریاق القلوب میں ہے ''...... خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چناں چہ یہ الہام جو بکر (کنواری) کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے''۔ (۵۲۳/ج) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بارے میں ارشاد ہے فعّال لمایُرید (۵۲۴/الف) یعنی اللہ جو ارادہ کرتا ہے وہ اسے خوب خوب پورا بھی کرتا ہے۔ مرزا صاحب کے خدا نے بہ قول ان کے ارادہ کیا تھا کہ وہ ''دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ'' لیکن کوئی بیوہ عورت مرزا جی کے نکاح میں ہرگز نہیں آئی۔ اس طرح کے جھوٹے الہامات ان پر شیطان کی طرف سے ہوا کرتے تھے جو خدا بن کر مرزا جی سے ان کی ساری عمر کھیلتا رہا۔

۱۱۔ محمدی بیگم سے نکاح کا لالچ: مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری شادی اٹھارہ سالہ نصرت جہاں بیگم سے جو ہوئی تھی اس میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی انہیں بھرپور مدد حاصل تھی مگر ایسی کسی مدد سے وہ اب محروم ہو چکے تھے۔ وہ باہر کے کسی خاندان کی نوعمر دوشیزہ کو اپنے حبالۂ عقد میں لانے سے اپنے آپ کو قاصر محسوس کر رہے تھے اس لئے بہت سی ''خواتین مبارکہ'' سے نکاح کو ناممکن سمجھتے ہوئے ان کی پُر ہوس نگاہ اپنے ہی خاندان کی ایک نوعمر دوشیزہ محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ پر شروع ہی سے پڑ چکی تھی چناں چہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ہی انہوں نے محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی پیشین گوئی کر رکھی تھی۔ اس مقصد کے لئے الہامات کے زور پر وہ اپنی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کو شیشے میں اتارنے میں کامیاب رہے۔ مرزا بشیر احمد نے اپنی ماں نصرت جہاں بیگم کے حوالے سے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے ''والدہ صاحبہ مکرمہ (نصرت جہاں بیگم) نے بار بار رو کر دعائیں کی اور بار ہا خدا کی قسم کھا کر کہا کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کی باتیں پوری ہوں''۔ (۵۲۴/ب) لیکن یہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے ہزار جتن کے باوجود ان کے نکاح میں کبھی نہ آئی۔ چوں کہ مرزا صاحب اسے اپنی آسمانی منکوحہ قرار دے چکے تھے (۵۲۴/ج) اس لئے وہ اپنے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے مطابق ''خواتین مبارکہ'' میں سے کسی اور سے بھی شادی کی حسرت پوری نہ کر سکے۔ وجہ ظاہر ہے کہ محمدی بیگم تو ہاتھ نہ آئی کسی اور سے شادی پر نصرت جہاں بیگم مشتعل ہو سکتی تھی کہ پہلے اپنی آسمانی منکوحہ کو لا کر دکھاؤ پھر کسی اور خاتون کو میں بہ طور سوکن برداشت کر سکوں گی۔ اللہ تعالیٰ کو

مرزا صاحب کی ذلت ورسوائی اور انہیں کذاب ومفتری ظاہر کرنا مقصود تھا، اس لئے تادم مرگ مرزا صاحب محمدی بیگم یا کسی اور خاتون کو اپنے حبالۂ عقد میں نہ لا سکے اور برملا جھوٹے ثابت ہوئے۔

۱۲۔ پسر موعود کی جھوٹی پیش گوئی: مرزا غلام احمد متنبی قادیان کی مزید ذلت ورسوائی کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جہاں ''خواتین مبارکہ'' سے عموماً اور ''محمدی بیگم'' سے خصوصاً اپنے نکاح کی پیش گوئی کر چکے تھے تو ساتھ ہی اسی اشتہار میں انہوں نے اپنے لئے ایک پسر موعود کی پیش گوئی بھی داغ دی جو ایسا عظیم المرتبت ہوگا گویا بہ قول مرزا صاحب خود اللہ آسمان سے زمین پر اتر آیا اور جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ اس کے بعد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مرزا جی نے مزید انکشاف فرمایا کہ یہ پسر موعود نو سال کے عرصے میں پیدا ہوگا۔ (۵۲۵/ الف) اس پر بہت شور وغل ہوا کہ نو سال کی مدت تو بہت طویل ہے تو مرزا جی نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا ''آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصے میں پیدا ہوگا......'' (۵۲۵/ ب) نصرت جہاں بیگم سے شادی کے بعد مرزا صاحب ایک مدت تک نامردی کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے پھر اس سے مبینہ ''الہامی'' شفایابی کے بعد وہ پسر موعود سے متعلق اشتہارات ان دنوں شائع کرتے رہے، جب بیگم صاحبہ حاملہ ہوا کرتی تھیں۔ اس سے لوگوں کی نظریں خواہ مخواہ اس طرف اٹھنے لگتیں کہ قادیانی حضرات کی یہ ''ام المومنین'' کب حالت حمل اور وضع حمل سے دوچار ہوتی ہیں۔ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے کچھ ہی عرصے کے بعد نصرت جہاں بیگم کے بطن سے خلاف توقع لڑکے کی بہ جائے لڑکی پیدا ہوگئی تو اس پر ان کی خوب خوب جگ ہنسائی ہوئی، جس پر سیخ پا ہوکر مرزا صاحب نے مخالفین کو بے نقط سنائیں اور یکم ستمبر ۱۸۸۶ء کے اشتہار محک اخیار واشرار میں یہ فرمایا کہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء والے میرے اشتہار میں فقرہ ''مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا'' ذوالوجوہ فقرہ ہے''۔ (۵۲۵/ ج) اس کے بعد ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو نصرت جہاں بیگم کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا اور مرزا صاحب نے اسی روز یعنی ۷ اگست ۱۸۸۷ء کے اشتہار میں اعلان فرمادیا کہ پسر موعود پیدا ہوگیا ہے۔ (۵۲۶/ الف) یہ پسر موعود ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو فوت ہوگیا جسے بعد میں بشیر اول کہا جانے لگا۔ مرزا صاحب کی ذلت ورسوائی اس قدر ہوئی کہ انہیں مراق کے باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے (۵۲۶/ ب) شدید پریشانی میں

مرزا صاحب نے اپنے دست راست حکیم مولوی نورالدین بھیروی کو لکھا ''میرا لڑکا بشیر احمد تیئس روز بیمار رہ کر آج بہ قضائے رب عزوجل انتقال کر گیا...... اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے، اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا''۔(۵۲۶/ج) یہاں دل چسپ امر یہ ہے کہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے بعد جب مرزا صاحب کے گھر خلاف توقع لڑکے کی بہ جائے لڑکی پیدا ہوئی تھی تو انہوں نے ان ہی حکیم نورالدین کو ۸ جون ۱۸۸۶ء کو اپنے خط میں لکھا تھا''...... شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید فرزند مبارک اسی اہلیہ (نصرت جہاں بیگم) سے ہوگا۔ اب زیادہ الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عن قریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی...... اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہوجائے، کیوں کہ اس شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت قریب ہے...... الہامات اس بارے میں کثرت سے ہوئے ہیں۔ اور ربانی ارادے میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے''۔(۵۲۷/الف) اس خط کے صرف بارہ دن بعد ۲۰ جون ۱۸۸۶ء کو مرزا جی نے حکیم صاحب کو پھر لکھا''...... جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارۂ غیبی ہوا ہے تب سے طبیعت متفکر ومتردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں مگر بالطبع کارہ ہے اور ہر چند اول اول چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے لیکن متواتر الہامات وکشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے''۔(۵۲۷/ب) مرزا غلام احمد متنبی قادیان کے ان خطوط پر غور کیجئے کہ جب پسر موعود ان کی تیسری شادی سے پیدا ہونا تھا اور یہ شادی تقدیر مبرم تھی۔ اس بارے میں بہ قول ان کے ربانی ارادے میں کچھ جوش سا پایا جاتا تھا اور پھر انہیں متواتر الہامات اور کشوف ہوئے تھے تو انہوں نے اگست ۱۸۸۶ء میں یعنی مذکورہ خطوط کے کوئی دو ہی ماہ بعد نصرت جہاں بیگم کے بطن سے پیدا ہونے والے بشیر اول کو پسر موعود کیسے قرار دے ڈالا تھا اور حکیم نورالدین بھیروی اس پر کیوں خاموش رہے تھے؟ حکیم صاحب محرم راز ہونے کے باوجود مراقی وہسٹیریائی مرزا قادیانی اور لوگوں کو بے وقوف بنا رہے تھے۔ مکار وعیار حکیم نورالدین بھیروی نے نہ صرف چپ سادھ رکھی تھی بل کہ مرزا صاحب کو یہ مفید مشورہ بھی دیا کہ فوت ہونے والے بشیر کو بشیر اول قرار دے دو اور لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ میری پیش گوئی بشیر ثانی کے لئے تھی اور آئندہ کے لئے کچھ احتیاط

سے پیش قدمی کرو۔ ساتھ ہی حکیم صاحب نے یہ بھی مشہور کر دیا کہ اگر اس وقت میرا اپنا بیٹا مرجاتا تو میں کچھ پرواہ نہ کرتا مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا اور لوگ ابتلا سے بچے رہتے۔ (۵۲۷/ج) یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا صاحب نے جب اپنے سابقہ عقائد تبدیل کئے اور ۱۸۹۱ء میں حقیقی مسیح موعود اور ۱۹۰۱ء میں حقیقی نبی ہونے کا اعلان کر دیا تو عذر یہ کیا کہ میں گو براہین احمدیہ (۱۸۸۰ـ۱۸۸۴ء) کے زمانے سے ہی حقیقی مسیح اور حقیقی نبی تھا لیکن میں خدا کی وحی کو سمجھ نہیں پایا تھا۔ بعد میں بارش کی طرح مجھ پر وحی نازل ہوئی اور متواتر الہامات ہوئے کہ تو ہی حقیقی مسیح موعود اور حقیقی نبی ہے۔ اب دیکھئے تیسری شادی کے لئے بھی تو مرزا جی پر الہامات بہ کثرت اور تواتر سے ہوئے تھے اور بہ قول ان کے ربانی ارادے میں کچھ جوش سا پایا جاتا تھا اور یہ تیسری شادی متواتر الہامات اور بہ کثرت کشوف سب کے سب شیطانی ثابت ہوئے تو انہیں حقیقی مسیح اور حقیقی نبی بنانے والے ان پر بارش کی طرح نازل ہونے والے الہامات کو بھی کیوں نہ شیطانی قرار دیا جائے؟ یہاں یہ بھی یادر ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کرتا کہ اللہ کے سچے نبی پر کبھی تو ربانی اور کبھی شیطانی وحی کا نزول ہوا کرے۔ یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کو ہرگز کوئی ٹال نہیں سکتا۔ قرآن کریم میں ہے **وان یمسسك الله بضر فلا کاشف له الا هووان یردك بخیر فلا رآدّ لفضله یصیب به من یشاء من عباده وهو الغفور الرحیم**۔ (۵۲۸/الف) ''اور اگر اللہ تجھے کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو ٹال نہیں سکتا وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنی بھلائی اور اپنا فضل کرے (جس پر اللہ نے فضل کا ارادہ کر رکھا ہے تو اس میں اس شخص کے گناہ بھی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتے) اور وہ (گناہوں کو) بہت بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے''۔ غور کیجئے کہ کسی کے ساتھ بھلائی کے لئے واقعی ربانی ارادے میں جوش پایا جائے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ میری تیسری شادی کے بارے میں ''ربانی ارادے میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے'' تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا نہ ہو اور کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچے؟ تیسری شادی کی یہ پیش گوئی انذاری اور وعیدی نہیں تھی کہ مرزا جی کو اس شیطانی تاویل کا موقع ملے کہ یہ معرض التوا میں پڑ گئی یا منسوخ ہوگئی۔ جب ان کا پسر موعود تیسری شادی سے ہی پیدا ہونا تھا تو یہ شادی لازماً ہو جانی چاہئے تھی۔ سورہ ابراہیم میں ہے کہ ''تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کرے گا **ان الله عزیز ذوانتقام** (۵۲۸/ب) ''بے شک اللہ بڑا ہی زبردست ہے (اور پیغمبروں کے دشمنوں سے) انتقام لینے والا ہے''۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی انذاری اور وعیدی پیش گوئی بھی لازماً پوری ہوا کرتی ہے، ورنہ آیت کے آخر میں **عزیز ذوانتقام** کے کلمات نہ لائے جاتے۔

جس مخالف دشمن نے دل میں ڈر جانا ہو یا جو توبہ کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ اپنے پیغمبر کی زبان پر اس طرح کے کسی مخالف کے لئے وعیدی اور انذاری پیشین گوئی جاری کرے گا ہی کیوں؟ اس سے متنبی قادیان کی لچر تاویلات کا باطل اور دور از کار ہونا خوب واضح ہو جاتا ہے۔

بات مرزا جی کے پسر موعود کی چل رہی تھی۔ جب یہ پسر موعود تیسری شادی سے وجود پذیر ہونا تھا تو مرزا جی کا اسے اپنی دوسری بیوی کے بطن سے تلاش کرنا خاصا مضحکہ خیز عمل ہے۔ اس کے باوجود جب ان کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ان کا دوسرا بیٹا ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا تو انہوں نے اپنے سابقہ اشتہارات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ بشیر اول کے بعد خدا نے مجھے دوسرا بشیر دینے کا وعدہ کیا تھا جس کا نام محمود بھی ہوگا تو یہ لڑکا پیدا ہوگیا ہے تو اس کا نام میں نے فی الحال محض تفاولاً بشیر اور محمود بھی رکھ دیا ہے۔ ابھی مکمل انکشاف نہیں ہوا کہ پسر موعود یہی ہے یا کوئی اور پیدا ہوگا۔ (۵۲۸/ ج) دیکھئے یہ پسر موعود تو مرزا جی کے حکیم نور الدین کے نام لکھے گئے خطوط کی رو سے ان کی تیسری متوقع شادی سے پیدا ہونا تھا، لیکن اب پھر نصرت جہاں بیگم سے پیدا ہونے والے محمود احمد کو انہوں نے محض ''تفاولاً'' پسر موعود ٹھہرا دیا۔ یہ احتیاط اس لئے کی گئی کہ کہیں بشیر اول کی طرح یہ نیا بشیر اور محمود بھی داغ مفارقت نہ دے جائے اور لوگوں میں پہلے کی طرح جگ ہنسائی نہ ہو۔ اس کے بعد اسی نصرت جہاں بیگم سے ۱۸۹۳ء میں مرزا بشیر احمد اور ۱۸۹۵ء میں مرزا شریف احمد پیدا ہوئے۔ لیکن مرزا صاحب نے ان میں سے کسی کو بھی پسر موعود قرار نہ دیا کیوں کہ انہیں پختہ یقین ہو چلا تھا کہ ان کا پسر موعود ان کی تیسری شادی سے ہی ہوگا چوں کہ وہ مرزا محمود احمد کو پہلے ہی ''تفاولاً'' پسر موعود ٹھہرا چکے تھے اس لئے لوگوں کی زبانیں کچھ عرصے کے لئے بند ہوگئیں۔ ۱۸۹۶ء میں مرزا صاحب نے انجام آتھم نام کی اپنی کتاب میں اپنا دل کھول کر رکھ دیا۔ وہ محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی لگاتار پیشین گوئیاں کرتے چلے آرہے تھے۔ احادیث میں سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ علامت بھی بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے قریب آسمان سے زمین پر جب ان کا نزول ہوگا تو یتزوج ویولدلہ یعنی وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ جھوٹے مسیح مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کر رکھا تھا کہ جس مسیح عیسیٰ ابن مریم کی آمد کی احادیث میں خبر دی گئی ہے، اس سے میں غلام احمد ابن چراغ بی بی مراد ہوں۔ وہ جو شادی کریں گے اس سے مراد میری وہ شادی ہے جو محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ سے ہوگی جس کی لگاتار پیش گوئیاں میں کرتا رہا ہوں اور احادیث میں مسیح کی جس اولاد کے ہونے کا ذکر ہے اس سے میری اس تیسری شادی سے ہونے والی اولاد مراد ہے۔ میری یہ تیسری شادی خاص تزوج اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد خاص اولاد ہوگی۔ اور میری اس خاص شادی کی خبر خود رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے بھی دے رکھی ہے۔ چناں چہ انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ''اس (یعنی محمدی بیگم سے نکاح کی، ناقل) پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے کہ یتزوج ویولدلہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر نا عام طور پر مقصود نہیں کیوں کہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بل کہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بہ طور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی''۔ (۵۲۹/ الف) اس نہایت اہم اقتباس سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ عبارت ۱۸۹۶ء کی ہے۔ اس سے پہلے مرزا صاحب کی دو شادیاں ہو چکی تھیں اور دونوں سے ان کی اولاد بھی موجود تھی۔ ان کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم سے تین بیٹے محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ لیکن ان کی یہ پہلی دو شادیاں بہ قول خود عام شادیاں تھیں اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد بھی عام اولاد تھی۔ ''کیوں کہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں''۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ چوں کہ نصرت جہاں بیگم سے پیدا ہونے والی اولاد عام اولاد تھی اور اس میں کچھ خوبی کی بات نہیں تھی، لہٰذا اس سے پہلے مرزا جی کا بشیر اول اور اس کے بعد مرزا محمود کو پسر موعود قرار دینا نصرت جہاں بیگم اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے تھا۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ چوں کہ متوقع تیسری شادی مرزا جی کی صداقت کی نشانی تھی اور خاص اولاد (پسر موعود) کو اسی سے پیدا ہونا تھا لیکن یہ تیسری شادی مرزا جی کو تادم مرگ نصیب نہ ہوئی، لہٰذا وہ یقیناً جھوٹے مسیح ثابت ہو گئے۔ جب ان کا یہ خاص تزوج سرے سے وقوع پذیر ہوا ہی نہیں تو خاص اولاد (پسر موعود) کو خود مرزا جی کے پیٹ سے تو پیدا نہیں ہونا تھا لہٰذا پسر موعود کا بھی کبھی ظہور نہ ہوا اور پیش گوئی جھوٹی نکلی۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ بعد میں نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ۱۸۹۹ء میں پیدا ہونے والے مبارک احمد کو مرزا صاحب نے پسر موعود قرار دیا تو وہ اس مرتبہ پھر نصرت جہاں بیگم اور لوگوں کو دھوکہ دے رہے تھے کیوں کہ مذکورہ بالا اقتباس کی رو سے نصرت جہاں بیگم سے ان کی شادی عام شادی اور اس سے پیدا ہونے والی ساری اولاد بہ شمول مبارک احمد عام اولاد تھی اور اس میں کچھ خوبی نہیں تھی۔ ان کی خاص اولاد (پسر موعود) کو بہ ہر حال ان کی متوقع تیسری خاص شادی سے پیدا ہونا تھا۔ نہ یہ شادی ہوئی اور نہ

خاص اولاد (پسر موعود) کا ظہور ہوا۔

پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ مرزا جی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا کہ یتزوج ویولدلہ سے مرزا جی کی شادی اور اولاد مراد تھی ورنہ یہ تیسری شادی ضرور بالضرور ہوتی اور اس سے ان کی اولاد بھی ضرور بالضرور ہوتی۔

چھٹی بات یہ معلوم ہوئی کہ سیاہ دل خود مرزا صاحب ہی تھے نہ کہ ان کے مخالفین۔ چناں چہ مرزا صاحب نے اپنے بد بخت اور سیاہ دل ہونے کا ثبوت یوں بھی دیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگی تھی ''اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر، اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے'' (۵۲۹/ب) مرزا صاحب کی یہ دعا قبول ہوئی۔ محمدی بیگم کبھی ان کے نکاح میں نہ آئی اور مرزا صاحب ۱۹۰۸ء میں بہ مرض ہیضہ فوت ہو گئے۔ ہیضہ اور طاعون جیسی بیماریوں کو وہ ہمیشہ عذاب الٰہی قرار دیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے اپنے ایک اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا ''اگر (محمدی بیگم دختر احمد بیگ سے میرے نکاح کی) یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہوں''۔ (۵۲۹/ج) محمدی بیگم ہرگز مرزا جی کے نکاح میں نہ آئی لہٰذا اس سے بھی مرزا جی کا ہی نہ کہ ان کے مخالفین کا سیاہ دل اور بد بخت ہونا ثابت ہوا۔

ساتویں بات یہ معلوم ہوئی کہ مرزا جی نے انجام آتھم (۱۸۹۶ء) میں مذکورہ بالا متعلقہ عبارت لکھنے کے چار سال بعد ۱۹۰۰ء میں اربعین مین حدیث نبوی کے ٹکڑے یتزوج ویولدلہ کو نصرت جہاں بیگم اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد کے سلسلے میں اپنے اوپر جو چسپاں کیا (۵۲۹/د) تو سفید جھوٹ لکھا، کیوں کہ حدیث کے اس جز کو ۱۸۹۶ء میں وہ محمدی بیگم سے متوقع اپنی خاص شادی اور اس سے ہونے والی متوقع خاص اولاد کے حوالے سے پہلے ہی اپنے اوپر چسپاں کر چکے تھے۔ یوں انہوں نے خود ہی اپنے کلام میں تناقض اور تضاد پیدا کر دیا جو ان کے مخبوط الحواس اور جھوٹے ہونے کی واضح علامت ہے۔ الغرض مرزا جی نے انجام آتھم (۱۸۹۶ء) کی مذکورہ زیر بحث عبارت سے نصرت جہاں بیگم اور ان کی اولاد کا پتہ کاٹ دیا تھا۔ لیکن جب ۱۸۹۹ء تک بھی وہ محمدی بیگم یا کسی بھی اور عورت کو اپنے حبالۂ عقد میں نہ لا سکے تو لوگوں کا منہ بند کرنے یا انہیں دھوکہ دینے کے لئے ۱۸۹۹ء میں نصرت جہاں بیگم کے بطن سے پیدا ہونے والے

اپنے لڑکے مبارک احمد کو ناحق پسر موعود قرار دے ڈالا۔ (۵۳۰/ الف) اللہ تعالیٰ کو مرزا صاحب کی مزید ذلت اور رسوائی مقصود تھی۔ یہ مبارک احمد بچپن میں ہی ۱۹۰۷ء میں فوت ہوگیا۔ پیشین گوئیوں کے عادی مرزا جی نے پھر یہ پیش گوئی داغ دی ''خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک ''ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوش خبری دیتے ہیں جو بہ منزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے بہ مجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا کہ یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے''۔ (۵۳۰/ ب) غور کیجئے مرزا جی پھر یہاں دھوکے اور فریب سے کام لے رہے ہیں۔ جب ان کی خاص اولاد (پسر موعود) کو پیدا ہی ان کی خاص تیسری شادی سے ہونا تھا اور جب کہ نصرت جہاں بیگم سے ان کا نکاح عام شادی اور اس سے پیدا ہونے والی ان کی اولاد عام اولاد تھی اور اس میں بہ قول ان کے کوئی خوبی نہیں تھی تو وہ نصرت جہاں بیگم کے پیٹ سے ناحق پسر موعود کو کیوں تلاش کررہے تھے؟ اگر مبارک احمد کے بعد نصرت جہاں بیگم سے ان کا کوئی اور بیٹا پیدا بھی ہوجاتا تو مرزا جی جھوٹے ہی ٹھہرتے لیکن اللہ تعالیٰ کو مرزا صاحب کی مزید رسوائی مقصود تھی اس لئے مبارک احمد کے بعد کوئی بیٹا ان کے گھر پیدا ہی نہ ہوا۔ مرزا جی کی پسر موعود والی پیشین گوئیاں ایسی منحوس تھیں کہ انہوں نے جس بیٹے کو بھی قطعیت کے ساتھ پسر موعود ٹھہرایا وہ جاں بر نہ ہوسکا۔ مرزا محمود احمد کو محض تفاؤلاً پسر موعود قرار دیا گیا تھا۔ مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد کو پسر موعود سرے سے نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔ یہ تینوں تو بچ گئے اور انہوں نے عمر پائی حال آں کہ حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) میں مرزا صاحب نے مبارک احمد کے عمر پانے کی پیشین گوئی کی تھی جو جھوٹی نکلی (۵۳۰/ ج) مبارک احمد کو پسر موعود قرار دینا اس لئے بھی غلط ہے کہ ۱۸۸۶ء میں کی گئی پیشین گوئیوں کے مطابق اسے زیادہ سے زیادہ نو سال کے اندر یعنی ۱۸۹۵ء تک پیدا ہوجانا چاہئے تھا لیکن مبارک احمد تو ۱۸۹۹ء میں جا کر پیدا ہوا۔

۱۳۔ مباہلوں کا ڈھونگ: مرزا غلام احمد متنبی قادیان کو جس طرح پیشین گوئیاں کرنے کی عادت تھی اسی طرح وہ مباہلوں کا ڈھونگ بھی رچاتے تھے۔ چناں چہ ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء مطابق ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ کو ان کا مشہور عالم دین مولانا عبدالحق غزنویؒ سے مباہلہ ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنی موت سے سات ماہ اور ۲۴ دن پہلے ۱۱۲ کتوبر ۱۹۰۷ء کو ارشاد فرمایا ''مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے'' (۵۳۰/ د) پھر کیا ہوا؟ مرزا جی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بہ روز منگل یہ دنیا چھوڑ گئے اور مولانا غزنویؒ نے ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو انتقال فرمایا۔ مرزا صاحب نے برصغیر کے کوئی دو سو علما کو اپنی کتاب انجام آتھم

(۱۸۹۶ء) میں دعوت مباہلہ دی۔ ان میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا نام بھی شامل تھا۔ مولانا بٹالویؒ نے ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزا صاحب کے خلاف مقدمہ دائر کردیا کہ مباہلے کی دعوت دے کر یہ شخص ملک میں فتنے وفساد کی راہ ہموار کررہا ہے۔ بالآخر ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو جے۔ ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزاجی نے ایک طویل توبہ نامہ پر دستخط فرمائے جس کی شق نمبر ۵ یہ تھی ''میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلے کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلے کی درخواست کریں تاکہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثے میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے''۔ شق نمبر ۶ کا مضمون یوں تھا ''جہاں تک میرے احاطۂ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر ۱، نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ اور نمبر ۵ میں اقرار کیا ہے''۔ یاد رہے کہ اللہ کا سچا پیغمبر کبھی بزدل نہیں ہوا کرتا کہ وہ اپنی صداقت پر مخالفین کو دعوت مباہلہ دے پھر حکام سے مرعوب وخوف زدہ ہوکر ذلت آمیز طریقے سے معافی نامہ لکھ کردے۔ توبہ نامے میں مرزا صاحب نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ میرے پیرو بھی آئندہ مباہلوں کی دعوت دینے سے پرہیز کریں گے۔ لیکن ان کے جانشینوں نے اس توبہ نامے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مباہلوں کا ڈھونگ رچائے رکھا، لیکن عملاً وہ کبھی بھی میدان مباہلہ میں نہیں آئے۔ مثلاً قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ آں جہانی مرزا طاہر احمد جو مباہلوں کے اشتہاروں سے بہ زعم خود لوگوں کو بے وقوف بناتے تھے مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے بار بار کے مطالبوں کے باوجود ان سے مباہلے کے لئے کبھی بھی باہر نہ نکلے۔

۱۴۔ حریفوں سے آخری پنجہ آزمائی: متنبی قادیان مرزا غلام احمد اپنی عمر کے آخری حصے میں بدقسمتی سے اپنے دو بڑے حریفوں سے سینگ لڑا بیٹھے۔ مرزا صاحب کی روز روز کی وعیدی پیشین گوئیوں کے سد باب کے لئے ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسٹنٹ سرجن آف پٹیالہ نے ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ پیش گوئی کرڈالی کہ مرزا قادیانی تین سال کے اندر ہلاک ہوجائے گا۔ انہوں نے مرزا صاحب کے بارے میں ایک کتاب ''المسیح الدجال''، لکھی جو مرزا کے لئے خاصی توہین وتذلیل کا سبب بنی۔ اس پر تیخ پا ہوکر مرزا صاحب نے ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اپنے اشتہار میں لکھا ''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں، ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا...... اے میرے خدا! صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے''۔ (۵۳۱/ الف) اس پر ڈاکٹر عبدالحکیم نے مرزاجی کی زندگی کی مدت اور بھی کم کرکے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو چودہ ماہ تک ان کے ہلاک ہوجانے کی دوسری پیش گوئی

کردی جس پر مرزا صاحب کو یہ الہام ہوا'' میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا کہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے''۔ (۵۳۱/ب) اس کے بعد مرزا صاحب نے ۱۹۰۸ء میں چشمۂ معرفت میں لکھا''......مگر خدا نے اس (عبدالحکیم) کی پیش گوئی کے مقابل مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے، خدا اس کی مدد کرے گا''۔ (۵۳۱/ج) پھر کیا ہوا؟ مرزا جی نے یہ کتاب ۱۹۰۸ء میں لکھی تھی اور وہ اسی سال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بہ مرض ہیضہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ثابت کر گئے کہ ان کے الہامات شیطان کی طرف سے تھے جو خدا بن کر انہیں دھوکے میں ڈالے ہوئے تھا۔ لیکن ہم بہ ظاہر مرزا جی کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔ فاضل جلیل علامہ خالد محمود نے ان کے متعلق بالکل ٹھیک لکھا ہے'' غلام احمد اپنے سچا اور جھوٹا ہونے کی بہ جائے اس پیرائے میں سامنے کیوں آتا تھا کہ یہ وحی اس نے خود نہیں گھڑی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی باتوں کے بیشتر الفاظ اسے اس وحی شیطانی سے موصول ہوتے تھے اور ان میں وہ اپنے آپ کو مفتری نہیں سمجھتا تھا لیکن اس بات میں وہ خود مجرم تھا کہ جب واقعات ثابت کر دیتے کہ وہ وحی خداوندی نہ تھی تو وہ اسے خواہ مخواہ سچ ثابت کرنے کے لئے تاویلات کرتا تھا اور بہ جائے اس کے کہ وہ اس شیطانی وحی کو کتاب وسنت پر پیش کرتا وہ اسے وحی خداوندی سمجھتے ہوئے خود اپنے سابقہ اسلامی عقائد کو چھوڑ گیا...... وحی شیطانی نے جبراً اس کے عقائد میں تبدیلی کرائی۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے''......دعویٰ مسیحیت کی بابت بھی تبدیلی جبراً بہ ذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابق عقیدے میں وحی نے جبراً تبدیلی کرائی''۔ (۵۳۲/الف)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے تند و تیز تعاقب سے تنگ آ کر مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ''...... اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ''۔ (۵۳۲/ب) اس کے جلد بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا'' ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (مرزا قادیانی) کی طرف سے نہیں بل کہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے''۔ پھر کیا ہوا؟ مرزا جی ۲۶

مئی ۱۹۰۸ء کو یہ دنیا چھوڑ گئے اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے بعد بھی چالیس سال تک قادیانیت کی سرکوبی میں سرگرم رہے اور قادیانیوں کے لئے دردِ سر بنے رہے۔

۱۴۔ عبرت ناک موت: مرزا غلام احمد ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کو قادیان سے اپنے سُسرال کے ہاں لاہور چلے آئے۔ یہیں ان کا انتقال ہوا۔ مرزا صاحب طاعون اور ہیضہ وغیرہ امراض کو عذاب الٰہی قرار دیا کرتے تھے۔ اگر ان کا کوئی مخالف ان امراض میں مبتلا ہوکر بہ قضائے الٰہی فوت ہوجاتا تو مرزا صاحب فوراً اسے اپنی مزعومہ صداقت کی نشانی ٹھہرا کر اس کی خوب تشہیر فرمایا کرتے تھے۔ بدقسمتی سے وہ اپریل ۱۹۰۷ء کے ایک اشتہار میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فاتح قادیان کو مخاطب کرتے ہوئے یہ لکھ بیٹھے ''اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا۔ کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام بلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمے ومخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں نہیں بل کہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں''۔ (۵۳۲/ج) اس کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا'' ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب) کی طرف سے نہیں بل کہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی''۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے مرزا جی اپنی ہی مذکورہ تحریروں کی رو سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بہ مرض ہیضہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو ایسا مفتری اور کذاب ثابت کرگئے جو آخر'' ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک'' ہوگیا۔ جو ایسی سزا'' جو انسانوں کے ہاتھوں سے نہیں بل کہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے ہیضے'' میں مبتلا ہوکر چلتا ہوا اور اس بات پر مہر تصدیق ثبت کرگیا کہ'' میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں''۔ مرزا صاحب کے مرض الموت کے متعلق ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں لکھا ہے'' والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا، مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سوگئے اور میں بھی سوگئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت

محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا، میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چار پائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکتے تھے اس لئے میں نے چار پائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا۔ پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چار پائی پر گر گئے اور آپ کا سر چار پائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگر گوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' تو آپ نے کہا یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ''ہاں''۔ (۵۳۳/ الف) محمد صادق قادیانی کا بیان ہے ''وصال سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے۔ کاغذ قلم دوات منگا کر حضور نے لکھا خشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے جو پڑھے نہ گئے''۔ (۵۳۳/ ب) قاضی اکمل قادیانی نے لکھا ہے ''یوم الوصال کی صبح کو علالت کی خبر مل چکی تھی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ صبح ہمارے لئے شام فراق بننے والی ہے۔ مجھے سما چار پریس میں بھیج دیا گیا لیکن میں اپنے قلب میں کچھ اس طرح اضطراب پاتا کہ نہیں سمجھتا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا۔ بہ جائے بارہ بجے سے سوا نو بجے ہی واپس چلا آیا۔ آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ سراسیمہ پریشان اور حیران پھر رہے ہیں۔ ایک دو سے پوچھا مگر کچھ جواب نہیں ملا۔ آخر معلوم ہوا کہ حضور اس وقت نازک حالت میں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انگریز ڈاکٹر آیا مگر آتے ہی چلا گیا۔ اور ادھر ایک دوست کو (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھتے سن لیا۔ کلیجہ پکڑ کے دل مسوس کر رہ گیا''۔ (۵۳۳/ ج) مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب کا بیان ہے ''حضرت مرزا صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا، میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔'' (۵۳۴/ الف) مندرجہ بالا اقتباسات سے صورت حال بالکل واضح ہے۔ مرزا غلام احمد متنبی قادیان کو یہ

یقین ہو گیا تھا کہ میں ہیضے کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں جو ان کے نزدیک عذاب الٰہی تھا۔ اور نہیں تو ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی پیشین گوئی سچی اور اپنی جھوٹی ہوتی انہیں صاف صاف نظر آ رہی تھی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے بارے میں وہ اپریل ۱۹۰۷ء میں جو کچھ لکھ چکے تھے اور خود ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے جو فیصلہ وہ مانگ رہے تھے وہ سب کچھ انہیں معلوم تھا لیکن بہ ظاہر انہیں عالم نزع سے پہلے توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ شیطان نے ان کے مرتے دم تک ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بدقسمتی سے انہیں اس طرح کی دعا کا کبھی موقع نہ ملا کہ اگر میں شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نجات دلائے اور مجھے صراط مستقیم پر چلائے۔ ان کی دعا اس طرح کی ہوا کرتی تھی'' ......اور اگر اے خداوند! یہ (محمدی بیگم سے میرے نکاح اور پادری عبداللہ آتھم کے مہلک عذاب میں مبتلا ہونے) کی پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے''۔ (۵۳۴/ب)۔ ''اے میرے مالک!......اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے''۔ (۵۳۴/ج)

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے ساتھ اپنے جھگڑے کے سلسلے میں مرزا صاحب نے لکھا ''اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اس کے عظمت جلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تاکہ لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں''۔ (۵۳۴/د)

مذکورہ بالا اقتباسات پر غور کیجئے۔ متنبّی قادیان کو ایسی دعا کی کبھی توفیق نہ ہوئی کہ اگر میں غلطی پر ہوں اور گمراہی میں پھنس چکا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے صراط مستقیم دکھائے اور اس پر چلائے اور میرے تمام سابقہ گناہوں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ اس کے برعکس وہ ہمیشہ اپنی تباہی اور بربادی کی دعائیں ہی مانگتے رہے جو بہ ظاہر قبول ہو کر ہی رہیں۔ اے آنکھوں والو! عبرت پکڑو! ۔نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

۱۵۔ ایک ضروری تنبیہ: جیسا کہ قادیانیت پر ان مضامین میں بارہا بیان کیا جا چکا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بروز بل کہ عین قرار دیتے تھے۔

اگر ابلیس خود اپنے آپ کو یا اپنے چیلوں کو (معاذ اللہ) عین محمد قرار دے کر عالم بیداری میں کسی کو دھوکہ دے سکتا ہے تو عالم رؤیا (خواب) میں بھی وہ ایسا دھوکہ کیوں نہیں دے سکتا؟ بعض احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ جس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے آپ ہی کو دیکھا ہے کیوں کہ شیطان آپ کی شکل وشباہت اختیار نہیں کر سکتا۔

ان احادیث کے اصل مخاطب وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کو آپ کی دینوی حیات طیبہ میں خوب دیکھا بھالا تھا اور وہ آپ کے حلیہ مبارکہ سے بہ خوبی آشنا تھے۔ بعد کے ادوار کے لوگوں نے تو آپ کو دیکھا ہی نہیں تو وہ یقینی اور قطعی طور پر یہ کیسے پہچان سکتے ہیں کہ خواب میں نظر آنے والے کسی شخص کا حلیہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے؟ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ (۱۸۸۰۔۱۸۸۴ء) میں جو دعویٰ کیا ہے کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی وہ محض دھوکہ تھا اور ممکن ہے کہ مرزا جی نے یہاں جھوٹ بولا ہو۔ ان کے جھوٹے اقوال کا انبار ہم ان مضامین میں لگا چکے ہیں۔ شیطان کی طرح وہ اللہ کے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی کوئی پرہیز نہیں کرتے تھے۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہو تو خواب اور اس کے متعلقات کو قرآن وسنت پر لوٹایا جائے گا تب ہی ایسے کسی خواب کے مفید اور بابرکت ہونے کا کوئی یقینی یا ظنی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی شیطان اپنے آپ کو (معاذ اللہ) بروز محمد یا عین محمد قرار دے کر عالم بیداری میں بعض لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہے تو شیطان ایسا ہی دھوکہ عالم خواب میں بھی دے سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اہل باطل کے ایسے خوابوں کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ فتدبر وتشکر۔ قادیانیت پر مباحث بہ حمد للہ محرم ۱۴۳۴ ہجری/ دسمبر ۲۰۱۲ عیسوی میں ختم ہوئے۔ **اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه ، آمین یارب العالمین**

حوالہ جات

حوالہ جات میں ''رخ'' سے مراد ''روحانی خزائن'' ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کا مجموعہ قادیانیوں نے ''روحانی خزائن'' کے عنوان کے تحت ۲۳ جلدوں میں شائع کیا ہے جس کے اکثر مضامین دراصل شیطانی خزائن ہیں۔

۴۰۳۔ (الف) حقیقۃ الوحی ص ۱۰۰، رخ ۲۲/۱۰۴ (ب) چشمۂ مسیحی ص ۴۱ حاشیہ، رخ ۲۰/۳۸۳ (ج) لیکچر سیالکوٹ ص ۲۲، رخ ۲۰/۲۲۷

۴۰۴۔ (الف) حمامۃ البشریٰ ص ۸۲، رخ ۷/۳۰۱ (ب) براہین احمدیہ در رخ ۱/۴۲۰ (ج) الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی

ص۲۲، رخ ۶۴۳/۲۲

۴۰۵۔ (الف) حقیقۃ الوحی ص ۶۲، رخ ۶۴/۲۲ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴، رخ ۱۹۱/۲۲، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲، رخ ۲۷۵/۲۱ (ج) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳، رخ ۳۵۳/۲۱۔۳۵۴

۴۰۶۔ (الف) قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء، ملفوظات احمدیہ طبع ربوہ ۳۴۴/۵ (ب) تریاق القلوب ص ۱۵۸۔۱۵۹، رخ ۴۸۲/۱۵۔۴۸۳ (ج) کشتی نوح ص ۵۶، رخ ۶۱/۱۹

۴۰۷۔ (الف) ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱، رخ ۲۱۵/۱۸ (ب) قادیانی مجلہ تشحیذ الاذہان ص ۳۰۔۳۲ بابت ماہ مارچ ۱۹۱۴ء (ج) ایک غلطی کا ازالہ دررخ ۲۱۴/۱۸۔۲۱۵

۴۰۸۔ (الف) لیکچر سیالکوٹ ص ۲۲، رخ ۲۲۷/۲۰ (ب) انوار خلافت ص ۶۲ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان (ج) قادیانی اخبار الفضل ص ۱۵ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۸ء

۴۰۹۔ (الف) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳۔۱۹۴ (ب) براہین احمدیہ دررخ ۵۳۷/۱ حاشیہ (ج) ایضاً دررخ ۲۵۴/۱ حاشیہ

۴۱۰۔ (الف) حمامۃ البشریٰ (ترجمہ) ص ۴۹ طبع اول، ص ۶۰ طبع دوم، رخ ۲۲۳/۷۔۲۲۴ (ب) آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳۔۹۴ حاشیہ، رخ ۹۳/۵۔۹۴ (ج) آئینہ کمالات اسلام دررخ ۳۴۶/۵

۴۱۱۔ (الف) رسالہ قیامت کی نشانی ملحقہ آئینہ کمالات اسلام دررخ ۶۱۲/۵ (ب) النساء۔۶۹ (ج) براہین احمدیہ در رخ ۴۲۰/۱

۴۱۲۔ (الف) بخاری ۶۴۰/۲۔۶۴۱ باب آخر ماتکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ب) العنکبوت۔۹ (ج) ترمذی ۱۴۵/۱، مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۳

۴۱۳۔ (الف) حمامۃ البشریٰ ص ۹۶، رخ ۳۲۵/۷ (ب) ازالہ اوہام دررخ ۴۲۲/۳ (ج) الحدید۔۱۹

۴۱۴۔ (الف) اربعین نمبر ۳۔۴ ص ۴، رخ ۴۷۰/۱۷ (ب) ملفوظات احمدیہ مطبوعہ ربوہ ۳۷۶/۲۔۳۷۷ (ج) قادیانی اخبار الحکم (ضمیمہ غیر معمولی) مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء

۴۱۵۔ (الف) حیات ناصر ص ۱۴ مرتبہ یعقوب علی عرفانی (ب) تفسیر البحر المحیط طبع بیروت ۲۸۷/۳ (ج) ابن عربی/ فتوحات مکیہ ۵۷۰/۱

۴۱۶۔ (الف) ایضاً ۴۹/۲ (ب) ایضاً ۳/۲ (ج) ایضاً ۴۹۵/۲

۴۱۷۔ (الف) مجدد الف ثانی/ مکتوبات دفتر سوم حصہ ہشتم ص ۳۴۔۳۵ مطبوعہ امرتسر تختی کلاں (ب) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ۲۳۰/۱، تبلیغ رسالت ۲/۲ (ج) حمامۃ البشریٰ ص ۹۶، رخ ۲۹۷/۷

۴۱۸۔ (الف) آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۹۳۔۹۴، رخ ۹۳/۵۔۹۴ (ب) کنز العمال ۳۳/۸ (ج) الاعراف۔۳۵

۴۱۹۔ (الف) الحج۔۷۵ (ب) شہادۃ القرآن ص ۲۷، رخ ۳۲۳/۶۔۳۲۴ (ج) ایام الصلح ص ۱۷۱ قدیم، ص ۱۹۵ جدید (د) نور القرآن دررخ ۴۴۳/۹

۴۲۰۔ (الف) الصف۔۶ (ب) مسلم ۲۶۱/۲ (ج) مسلم ۲۶۱/۲

۴۲۱۔ (الف) آئینہ کمالات اسلام دررخ ۵/ ۳۴۶ (ب) ایک غلطی کا ازالہ دررخ ۱۸/ ۲۱۲ (ج) ایام الصلح دررخ ۱۴/ ۲۶۵

۴۲۲۔ (الف) البقرۃ۔ ۳۸ (ب) الحدید۔ ۹ (ج) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳

۴۲۳۔ (الف) النور۔ ۵۵ (ب) شہادۃ القرآن طبع جدید ص ۵۷، رخ ۶/ ۳۵۳ (ج) ایضاً دررخ ۶/ ۳۵۵۔ ۳۵۶

۴۲۴۔ (الف) براہین احمدیہ دررخ ۱/ ۴۲۰ (ب) المائدہ۔ ۳ (ج) الحجر۔ ۹ (د) آل عمران۔ ۱۱۰

۴۲۵۔ (الف) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳۔ ۱۹۴ (ب) براہین احمدیہ دررخ ۱/ ۵۳۷ حاشیہ (ج) ایضاً دررخ ۱/ ۲۵۴ حاشیہ

۴۲۶۔ (الف) حمامۃ البشریٰ (ترجمہ) ص ۶۰ طبع دوم، رخ ۷/ ۲۲۳۔ ۲۲۴ (ب) سنن ابن ماجہ ص ۳۰۷ (ج) اربعین نمبر ۴ ص ۱۷، رخ ۱۷/ ۴۴۵۔ ۴۴۶

۴۲۷۔ (الف) تریاق القلوب ص ۱۵، رخ ۱۵/ ۱۵۵۔ ۱۵۶ (ب) براہین احمدیہ دررخ ۱/ ۵۷۱۔ ۵۷۲ حاشیہ (ج) تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی) ص ۳۱ طبع اول، ص ۲۵ طبع سوم بہ تبدیلی الفاظ

۴۲۸۔ (الف) ستارہ قیصریہ ص ۹۔ ۱۰، رخ ۱۵/ ۱۱۹۔ ۱۲۰ (ب) الاعراف۔ ۱۵۸ (ج) الفرقان۔ ۱

۴۲۹۔ (الف) الانعام۔ ۱۹ (ب) الانبیاء۔ ۱۰۷ (ج) الاحزاب۔ ۴۶

۴۳۰۔ (الف) تحفہ گولڑویہ ص ۵۱، رخ ۱۷/ ۱۷۴ (ب) انجام آتھم ص ۲۷، رخ ۱۱/ ۲۷ (ج) آسمانی فیصلہ ص ۲۵، رخ ۴/ ۳۳۵

۴۳۱۔ (الف) حمامۃ البشریٰ ص ۹۶، رخ ۷/ ۲۹۷ (ب) ایضاً۔ ایضاً (ج) اشتہارات مرزا قادیانی مورخہ ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء

۴۳۲۔ (الف) انجام آتھم (ترجمہ) ص ۲۲۳، رخ ۱۱/ ۲۲۳ (ب) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، رخ ۱۱/ ۳۳۷ (ج) براہین احمدیہ دررخ ۱/ ۵۳۷ حاشیہ

۴۳۳۔ (الف) ایضاً دررخ ۱/ ۵۳۳۔ ۵۳۴ حاشیہ (ب) البقرۃ۔ ۴ (ج) الانعام۔ ۴۲ (د) آل عمران۔ ۱۸۳

۴۳۴۔ (الف) البقرۃ۔ ۴۱ (ب) ترجمہ مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم ص ۵ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء کالم ۲۔ ۳ (ج) مجلہ نقیب ختم نبوت ملتان بابت ماہ جولائی ۲۰۱۰ء ص ۳۵ بہ حوالہ اخبار البدر قادیان ص ۷ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۱ء انوار العلوم ۷/ ۱۲۴ (د) نورالحق ۲/ ۲۷ حصہ دوم (ہ) اخبار الفضل مؤرخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء

۴۳۵۔ (الف) آل عمران۔ ۸۱ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰۔ ۱۳۱ (ج) الاعراف۔ ۱۵۷ (د) مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی ۱/ ۲۳۰۔ ۲۳۱

۴۳۶۔ (الف) حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴، رخ ۲۲/ ۱۹۱، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲، رخ ۲۱/ ۲۷۵ (ب) آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، رخ ۵/ ۲۱ (ج) النساء۔ ۱۵۶

۴۳۷۔ (الف) قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء (ب) چشمۂ مسیحی ص ۲۶، رخ ۲۰/ ۳۵۵۔ ۳۵۶ (ج) کشتی نوح ص ۱۶، رخ ۱۹/ ۱۸

۴۳۸۔ (الف) چشمۂ مسیحی ص ۱۱، رخ ۲۰/ ۳۴۶ (ب) ازالۂ اوہام دررخ ۳/ ۲۶۳ (ج) ایضاً

۴۳۹۔(الف)ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، رخ ۱۱/۲۹۰ (ب) چشمۂ مسیحی ص ۲۳، رخ ۲۰/۳۵۴ (ج) ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶

۴۴۰۔(الف) ایضاً ص ۵۳۔۵۴، رخ ۱۱/۳۳۷ (ب) ایضاً ص ۵۴، رخ ۱۱/۳۳۷ (ج) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء

۴۴۱۔(الف) چشمۂ معرفت ص ۱۱۳، رخ ۲۳/۱۲۱ (ب) آل عمران: ۴۵،۵۴۔ النساء: ۱۵۷۔۱۵۸ (ج) المائدہ: ۱۱۰

۴۴۲۔(الف) ازالۂ اوہام ص ۳۷۹۔۳۸۱، رخ ۳/۳۹۵۔۳۹۶ (ب) تذکرۃ الشہادتین ص ۲۳، رخ ۲۰/۲۵ (ج) سیرۃ المہدی ۱/۲۷۱ روایت نمبر ۳۰۱

۴۴۳۔(الف) حقیقۃ الوحی ص ۸۶، رخ ۲۲/۸۹ (ب) البشریٰ (مجموعہ الہامات مرزا) ۱/۵۶ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۷۴، رخ ۲۲/۷۷

۴۴۴۔(الف) الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵، رخ ۲۲/۷۱۲ (ب) نظم قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیانی اخبار البدر قادیان ص ۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء (ج) حمامۃ البشریٰ در رخ ۷/۱۹۲

۴۴۵۔(الف) قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء (ب) بائبل: کتاب گنتی ۱۴: ۳۰ (ج) حزقی ایل ۱۴: ۹

۴۴۶۔(الف) ازالۂ اوہام ص ۳۹۸، رخ ۳/۳۰۶ (ب) الہام مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۱ء، تبلیغ رسالت ۲/۸۵، مجموعہ اشتہارات ۱/۳۰۱ (ج) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲، رخ ۲۲/۵۷۰

۴۴۷۔(الف) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، رخ ۱۱/۳۳۷ (ب) ابراہیم۔ ۴۷ (ج) حزقی ایل ۱۴: ۹

۴۴۸۔(الف) کتاب یرمیاہ ۲۳: ۱۱ (ب) براہین احمدیہ در رخ ۱/۴۳۱، ۵۹۳، ۶۰۱۔۶۰۲ (ج) الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹، رخ ۲۲/۶۶۰

۴۴۹۔(الف) اعجاز احمدی ص ۷۔۸، رخ ۱۹/۱۱۳۔۱۱۴ (ب) براہین احمدیہ در رخ ۱/۸۸ (ج) سموئیل اول ۱۰: ۱۰

۴۵۰۔(الف) سموئیل اول ۱۶: ۱۴ (ب) ایضاً ۱۹: ۲۴ (ج) آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، رخ ۵/۲۱

۴۵۱۔(الف) سموئیل اول ۱۸: ۲۶۔۲۷ (ب) سموئیل دوم ۳: ۱۳۔۱۶ (ج) سیرۃ المہدی ۱/۴۵، روایت نمبر ۵۱

۴۵۲۔(الف) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳، رخ ۵/۵۷۳۔۵۷۴ (ب) سموئیل اول ۱۱: ۲۔۲۷ (ج) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴، رخ ۵/۵۷۴

۴۵۳۔(الف) تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا قادیانی) ص ۸۳۱ (ب) سیرۃ المہدی ۲/۷ (ج) تحفہ گولڑویہ در رخ ۱۷/۲۰۵

۴۵۴۔(الف) نزول المسیح ص ۹۶ (ب) اعجاز احمدی ص ۷۱، رخ ۱۹/۱۸۳ (ج) ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ رخ ۱۸/۲۰۷

۴۵۵۔(الف) براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، رخ ۲۱/۷۲، تحفہ گولڑویہ ص ۶۳، رخ ۱۷/۱۵۳ (ب) کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۱۳ (ج) اخبار الفضل مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء

۴۵۶۔(الف) مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی ریویو آف ریلیجنز ماہ مئی ۱۹۲۹ء (ب) ایک غلطی کا ازالہ در رخ ۱۸/۲۱۶ (ج) کلمۃ الفصل ص ۱۰۵ مصنفہ بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی

۴۵۷۔ (الف) ایضاً ص ۱۵۸، ریویو آف ریلیجنز نمبر ۴ جلد ۱۴ (ب) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء (ج) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳۔۱۹۴

۴۵۸۔ (الف) لیکچر سیالکوٹ در رخ ۲۰/ ۲۰۷ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۹۵، رخ ۱۷/ ۲۵۲ (ب) تریاق القلوب ص ۶۸، رخ ۱۵/ ۲۸۳ (ج) کشتی نوح ص ۵۶، رخ ۱۹/ ۶۱

۴۵۹۔ (الف) قادیانی رسالہ تشحیذ الاذہان ص ۱۱ بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء، (ب) ایضاً ص ۳۰۔۳۲ بابت ماہ مارچ ۱۹۱۴ء، (ج) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳، رخ ۲۱/ ۳۵۳۔۳۵۴

۴۶۰۔ (الف) انوار خلافت ص ۶۲، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان ٭ ب) تریاق القلوب ص ۱۵۸۔۱۵۹، رخ ۱۵/ ۴۸۲۔۴۸۳، حقیقۃ الوحی ص ۲۰۱، رخ ۲۲/ ۲۰۹ (ج) تریاق القلوب در رخ ۱۵/ ۴۷۹

۴۶۱۔ (الف) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۴۔۸۵ (ب) ایضاً ص ۱۳۷، رخ ۲۲/ ۵۷۵ (ج) براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۹، رخ ۲۱/ ۹۹

۴۶۲۔ (الف) نزول المسیح ص ۱۰۰، رخ ۱۸/ ۴۷۷۔۴۷۸ (ب) کتاب پیدائش ۳۴: ۱۔۷ (ج) انجیل مرقس ۸: ۳۲۔۳۳

۴۶۳۔ (الف) ملفوظات احمدیہ ۱/ ۱۳۱، انجمن اشاعت اسلام لاہور (ب) اعجاز احمدی ص ۵۲، رخ ۱۹/ ۱۶۴ (ج) ایضاً ص ۸۱، رخ ۱۹/ ۱۹۳ (د) اشتہار مرزا قادیانی مجموعہ اشتہارات ۳/ ۲۷۸ تبلیغ رسالت ۹/ ۳۰

۴۶۴۔ (الف) البقرہ۔ ۹۷، المائدہ: ۱۳ (ب) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، رخ ۱۱/ ۳۳۸ (ج) سیرۃ المہدی ۲/ ۵۵، روایت نمبر ۳۶۹، مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۱۲ نمبر ۴

۴۶۵۔ (الف) نزول المسیح ص ۴، رخ ۱۸/ ۳۸۲ (ب) تذکرہ ص ۱۶۸ طبع دوم (ج) ایضاً ص ۱۶۸، ۶۰۰

۴۶۶۔ (الف) کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد ص ۱۱۰ (ب) آئینہ صداقت مرزا بشیر الدین محمود ص ۱۳۵ (ج) تریاق القلوب متن وحاشیہ ص ۱۳۰، رخ ۱۵/ ۴۳۲

۴۶۷۔ (الف) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸، رخ ۲۲/ ۵۰۳ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹، رخ ۲۲/ ۱۸۵ ٭ ج) اربعین نمبر ۴ ص ۷، ۸۳، رخ ۱۷/ ۴۳۵۔۴۳۶

۴۶۸۔ (الف) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء، (ب) بائبل/ نیا عہد نامہ۔ فلپیوں ۲: ۶۔۸ (ج) دافع البلاء در رخ ۱۸/ ۲۴۰ (د) المائدہ: ۵۷۔۵۸

۴۶۹۔ (الف) ازالہ اوہام ص ۲۱ (ب) ملفوظات احمدیہ ۵/ ۲۶۳۔۲۶۴ (ج) حقیقۃ الوحی ص ۲۹

۴۷۰۔ (الف) چشمۂ مسیحی ص ۳۴ (ب) بائبل/ نیا عہد نامہ۔ تھسلنیکیوں ۴: ۱۵۔۱۷ (ج) ایضاً کرنتھیوں ۱۰: ۱۱

۴۷۱۔ (الف) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳ ٭ ب) مشکوٰۃ المصابیح باب قرب القیامۃ بحوالہ بخاری (ج) بخاری فی کتاب الانبیاء، مسلم ۲/ ۲۴۸ فی کتاب الفضائل، مسند احمد ۲/ ۳۹۸ وغیرہ کتب احادیث

۴۷۲۔ (الف) خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷۔۱۷۸، رخ ۱۶/ ۱۷۷۔۱۷۸ (ب) اربعین نمبر ۳ ص ۳۰ حاشیہ، رخ ۱۷/ ۴۱۳ (ج) انجیل یوحنا ۲۱: ۲۵

۴۷۳۔ (الف) براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، رخ۲۱/۷۲ (ب) ایضاً ص۵۰، رخ ۲۱/۶۳ (ج) تحفہ گولڑویہ ص۶۳، رخ ۱۷/۱۵۳

۴۷۴۔ (الف) کتاب یرمیاہ ۴:۶۔۱۰ (ب) ملفوظ مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم ص۱۲۔۱۳ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۰۳ء تذکرہ ص۴۱۹۔۴۲۰ (طبع چہارم) (ج) تذکرہ ص۸۱۵

۴۷۵۔ (الف) الہام مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۴ء مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۴ء تذکرہ ص۵۱۲ (ب) ردقادیانیت کے زریں اصول ص۸۶۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، اشاعت اول جنوری ۲۰۰۱ء، ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ (پنجاب) (ج) تذکرہ ص۳۸۱، ۶۴ طبع سوم ربوہ

۴۷۶۔ (الف) ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۲، مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی (ب) البشریٰ (مجموعہ الہامات مرزا) ۱/۵۶ (ج) دُرِّثمین، منظوم کلام مرزا قادیانی ص۵۲ (اردو)

۴۷۷۔ (الف) آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، رخ۵/۳۵۲ (ب) مکاشفات مرزا قادیانی ص۲۳، مرتبہ بابو محمد منظور الٰہی قادیانی (ج) ایضاً ص۵۹

۴۷۸۔ (الف) البقرۃ۔۱۱۸ (ب) المدثر: ۵۲۔۵۵ (ج) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۹، رخ۲۱/۳۰۶

۴۷۹۔ (الف) ایضاً ص۱۸۳، رخ۲۱/۳۵۳۔۳۵۴ (ب) حم السجدۃ۔۴۲ (ج) ڈائری مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار الفضل ص۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء

۴۸۰۔ (الف) ستارہ قیصریہ ص۷۔۱۰، رخ ۱۵/ ۱۱۷، ۱۲۰

۴۸۱۔ (الف) البشریٰ (مجموعہ الہامات مرزا قادیانی) ۲/ ۵۷، تذکرہ) (مجموعہ الہامات مرزا قادیانی طبع سوم) ص۳۴۲ (ب) مکاشفات مرزا قادیانی ص۱۷ مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ طبع سوم ص۳۳۷ (ج) مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ۷/۱۹۱۔۲۰، مجموعہ اشتہارات ۳/۲۰۔۲۲

۴۸۲۔ (الف) خطبہ الہامیہ ص۱۷، رخ ۱۶/ ۱۷ (ب) مجموعہ اشتہارات ۳/ ۱۹ (ج) خطبہ الہامیہ ص۱۹۳، رخ۱۶/ ۲۸۸

۴۸۳۔ (الف) تبلیغ رسالت مطبوعہ قادیان ۸/ ۵۱۔۵۲ (ب) بائبل سے قرآن تک ۱/ ۲۰۱۔۲۰۲، ۲۱۲۔۲۱۵، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔۱۴، طبع پنجم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ ہجری (ج) حمامۃ البشریٰ ص۹۶، رخ ۷/ ۲۹۷

۴۸۴۔ (الف) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ۱/ ۲۳۰، تبلیغ رسالت ۲/۲ (ب) تذکرہ ص۲۰۰ طبع دوم (ج) نزول المسیح ص۴ حاشیہ، رخ ۱۸/۳۸۲

۴۸۵۔ (الف) آئینہ صداقت ص۳۵، مرزا بشیر الدین محمود (ب) مسلم ۱/ ۳۷ (ج) ایک غلطی کا ازالہ دررخ ۱۸/ ۲۱۶

۴۸۶۔ (الف) کلمۃ الفصل ص۱۰۵، مرزا بشیر احمد (ب) ایضاً ص۱۵۸ مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نمبر۴ جلد۱۴ (ج) اخبار الفضل مورخہ ۱۲۸ کتوبر ۱۹۱۵ء

۴۸۷۔ (الف) کتاب البریہ حاشیہ ص۱۳۴، رخ ۱۳/۱۶۲ (ب) الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۷۷ (ترجمہ) رخ ۲۲/ ۷۰۳ (ج) حقیقۃ الوحی متن وحاشیہ ص۲۰۱، رخ ۲۲/ ۲۰۹ متن وحاشیہ

۴۸۸۔ (الف) تحفہ گولڑویہ ص ۲۹، رخ ۱۱۶/۱۷ (ب) پروفیسر محمد الیاس برنی ؒ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۱۷۵
(ج) کتاب البریہ ص ۱۴۶، رخ ۱۷۷/۱۳

۴۸۹۔ (الف) تریاق القلوب ص ۶۸، رخ ۲۸۳/۱۵ (ب) لیکچر سیالکوٹ ص ۶۔۷، رخ ۲۰۷/۲۰۔۲۰۸ (ج) تحفہ گولڑویہ ص ۹۵، رخ ۲۵۲/۱۷

۴۹۰۔ (الف) تحفہ گولڑویہ ص ۹۲ حاشیہ، رخ ۲۴۷/۱۷ (ب) تریاق القلوب ص ۱۳ حاشیہ، رخ ۱۵۲/۱۵ (ج) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷۔۹۸، رخ ۲۵۸/۲۱، حقیقۃ الوحی دررخ ۱۰۰/۲۲

۴۹۱۔ (الف) تریاق القلوب ص ۶۸، رخ ۲۸۳/۱۵ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹۔۲۰۰ (ج) تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۷، رخ ۲۹۲/۱۷

۴۹۲۔ (الف) مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ فصل ثالث (ب) قادیانی اخبار البدر ص ۷ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۱ء، انوار العلوم ۱۲۴/۷ (ج) کتاب البریہ ص ۱۴۸۔۱۵۰ حاشیہ، رخ ۱۳/ ۱۷۹۔۱۸۱ حاشیہ

۴۹۳۔ (الف) ایام الصلح ص ۱۴۷، رک ۳۹۴/۱۴ (ب) سیرۃ المہدی ۶۳/۲ طبع ۱۹۳۵ء، کتاب گھر قادیان (ج) ایضاً ۳۳/۱ (د) ایضاً ۳۳/۱۔۳۴

۴۹۴۔ (الف) مکتوب مرزا قادیانی بہ نام احمد بیگ مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء منقول از رسالہ نوشتۂ غیب ص ۱۰۰، مؤرخہ ایم۔ الیس خالد وزیر آبادی (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۴۵۶) (ب) ملفوظات احمدیہ ۳۷۲/۲ (ج) سیرۃ المہدی ۴۳/۱

۴۹۵۔ (الف) سیرۃ المہدی ۱۱۴/۱ (ب) ایضاً ۴۳/۱، ۱۳۱ (ج) ایضاً ۱۵۴۔۱۵۸

۴۹۶۔ (الف) ستارہ قیصریہ ص ۳۔۴، رخ ۱۱۳/۱۵۔۱۱۴ (ب) ایضاً ص ۹۔۱۰، رخ ۱۱۹/۱۵۔۱۲۰ (ج) مکتوب مرزا قادیانی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء، تبلیغ رسالت ۱۹/۷۔۲۰، مجموعہ اشتہارات ۲۰/۳۔۲۲

۴۹۷۔ (الف) سیرۃ المہدی ۵۵/۲ روایت نمبر ۳۶۹ (ب) حکیم محمد اعظم خاں/ اکسیر اعظم ۱۸۸/۱ (ج) براہین احمدیہ دررخ ۶۲۱/۱ حاشیہ

۴۹۸۔ (الف) سیرۃ المہدی ۱۷۹/۱ (ب) ایضاً ۱۶۷/۳ (ج) مکتوب نواب محمد علی خاں قادیانی بہ نام حکیم نور الدین بھیروی مندرجہ آئینۂ حق نما ص ۱۰۰۔۱۰۱، مرتبہ یعقوب علی عرفانی قادیانی

۴۹۹۔ (الف) پروفیسر خالد شبیر احمد/ تاریخ محاسبہ قادیانیت اشاعت دوم ۱۹۸۷ء کاروان ادب ملتان صدر۔ بہ حوالہ حیات طیبہ ص ۳۰۔۳۱ مولفہ عبدالقادر قادیانی ◦ ب) حقیقۃ الوحی ص ۳۱۰ حاشیہ (ج) تبلیغ رسالت مطبوعہ قادیان ۵۱/۸۔۵۲

۵۰۰۔ (الف) سیرۃ المہدی ۱۵۵/۱ (ب) تبلیغ رسالت ۸/۱، ۲۳، ۳۴ (ج) دیباچہ براہین احمد حصہ پنجم ص ۴، رخ ۶/۲۱۔۷

۵۰۱۔ (الف) ایضاً ص ۷، رخ ۹/۲۱ (ب) تبلیغ رسالت ۳۴/۳ (ج) براہین احمدیہ دررخ ۵۹۳/۱، ۶۰۱، ۶۰۲

۵۰۲۔ (الف) ازالہ اوہام ص ۲۱، ۲۵۔۲۶ وغیرہ (ب) الاستفتاء ضمیمہ حقیقہ الوحی ص ۳۹، رخ ۶۶۰/۲۲ (ج)

براہین احمدیہ درر خ ۱/۲۷۵

۵۰۳۔ (الف) ایضاً۔ در رخ ۱/۵۳۳۔۵۳۴، ۵۳۷) (ب) ایضاً در رخ ۱/۱۰۳ (ج) چشمۂ معرفت ص ۱۱۳، رخ ۲۳/۱۲۱

۵۰۴۔ (الف) ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی/ تاریخ ختم نبوت ص ۹۶ (بہ حوالہ تاریخ احمدیت ۲/ ۴۸) رئیس الاحرار اکادمی محلہ خالصہ کالج فیصل آباد، اشاعت اول اپریل ۲۰۰۵ء (ب) مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ/ قادیانیت طبع پنجم ۱۹۸۵ء، ادارہ مجلس نشریات اسلام، کراچی بہ حوالہ ڈاکٹر مولوی عبدالحقؒ/ چند ہم عصر ص ۵۳، ۵۵، علامہ اقبالؒ /حرف اقبال ص ۱۳۱ (ج) مثلاً ازالۂ اوہام ص ۱۹۰، رخ ۳/۱۹۲، حمامۃ البشریٰ ص ۹۹، رخ ۷/۳۰۰

۵۰۵۔ (الف) کشتی نوح ص ۴۸، رخ ۱۹/ ۵۲ (ب) ایضاً ص ۴۷، رخ ۱۹/ ۵۱ (ج) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۷۔۶۸، رخ ۲۲/۵۰۲۔۵۰۳

۵۰۶۔ (الف) اربعین نمبر ۲ ص ۲۱ (ب) نصرۃ الحق ص ۵۳، رخ ۲۱/ ۶۸ حاشیہ (ج) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، رخ ۱۱/ ۳۳۸

۵۰۷۔ (الف) سیرۃ المہدی ۱/ ۸۹، روایت نمبر ۱۱۶ (ب) مکتوبات احمدیہ ۵/۸۴۔۸۵ (ج) ازالہ اوہام ص ۱۹۹، رخ ۳/ ۱۹۷

۵۰۸۔ (الف) حمامۃ البشریٰ ص ۹۹، رخ ۷/۳۰۰ (ب) اشتہار ایک غلطی کا ازالہ در رخ ۱۸/ ۲۱۴۔۲۱۵ (ج) کشتی نوح ص ۵۶، رخ ۱۹/ ۶۱

۵۰۹۔ (الف) تذکرہ الشہادتین ص ۲۹، رخ ۲۰/ ۳۱ (ب) خطبہ الہامیہ ص ۳۵، رخ ۱۶/ ۶۹۔۷۰ (ج) مجموعہ اشتہارات (مرزا قادیانی) ۳/ ۲۷۸، تبلیغ رسالت ۹/ ۳۰

۵۱۰۔ (الف) ملفوظات احمدیہ مطبوعہ ربوہ ۲/۱۴۲ (ب) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۴، رخ ۲۲/ ۵۲۱ (ج) خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، رخ ۱۶/ ۲۲۶

۵۱۱۔ (الف) اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷۵، رخ ۱۹/ ۱۱۳ (ب) اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، رخ ۱۷/ ۴۲۶ (ج) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵، رخ ۲۲/ ۵۲۱۔۵۲۲

۵۱۲۔ (الف) البشریٰ (مجموعہ الہامات مرزا) ۱/ ۵۶ (ب) حقیقۃ الوحی ص ۲۷ حاشیہ (ج) اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص ۳۰، رخ ۱۷/ ۴۱۳

۵۱۳۔ (الف) اربعین ۴ حاشیہ ص ۱۵ (ب) دافع البلاء ص ۸، رخ ۱۸/ ۲۲۸ (ج) تذکرہ ص ۲۰۳، (د) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴۔۵۶۵، اخبار البدر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء (ھ) براہین احمدیہ حصہ پنجم درر خ ۲۱/ ۱۲۷

۵۱۴۔ (الف) سیرۃ المہدی ۲/ ۵۵ روایت نمبر ۳۶۹، اربعین نمبر ۳۔۴ ص ۴، رخ ۱۷/ ۴۷۰۔۴۷۱، رسالہ ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۴۳ء، مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ ص ۲۱ (ب) ملفوظات احمدیہ مطبوعہ ربوہ ۲/ ۳۳۶۔۳۳۷ (ج) حکیم محمد حسین قریشی قادیانی/ خطوط امام بہ نام غلام ص ۶

۵۱۵۔ (الف) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۸۸ (ب) سیرۃ المہدی ۱/ ۱۳ (ج) ایضاً/ ۱۹۸ روایت نمبر ۱۸۷

۵۱۶۔ (الف) سیرۃ المہدی ۲/ ۱۲۶، روایت نمبر ۴۴۴ (ب) ایضاً ۲/ ۱۲۸ روایت نمبر ۴۴۴ (ج) ایضاً۔ ایضاً

۵۱۷۔ (الف) ایضاً ۱/ ۶۷ روایت نمبر ۸۳ (ب) پروفیسر محمد الیاس برنی/ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۱۵۳ بہ حوالہ مرزا قادیانی کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی ملحقہ تتمہ براہین احمدیہ ۱/ ۶۷ (ج) سیرۃ المہدی ۲/ ۵۸ روایت نمبر ۳۷۵

۵۱۸۔ (الف) ایضاً ۲/ ۱۳۱ ملخصاً روایت نمبر ۴۴۴ (ب) مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی بہ نام حکیم نورالدین بھیروی مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء، مکتوبات احمدیہ ۵/ ۲۱ نمبر ۲ (ج) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۱۳۳، ۴۸۶

۵۱۹۔ (الف) نزول المسیح ص ۲۰۹، رخ ۱۸/ ۵۸۷ (ب) تریاق القلوب ص ۳۵۔ ۳۶، رخ ۱۵/ ۲۰۳۔ ۲۰۴ (ج) مکتوب مرزا قادیانی بہ نام حکیم نورالدین بھیروی، مکتوبات احمدیہ ۵/ ۱۲۔ نمبر ۲

۵۲۰۔ (الف) ایضاً۔ مورخہ ۱۹ جنوری ۔ ۱۸۸۷ء مکتوبات احمدیہ ۵/ ۱۴، نمبر ۲ (ب) مکتوبات احمدیہ ۵/ ۱۰۵، نمبر ۴ (ج) اخبار الفضل ص ۵، مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۵ء

۵۲۱۔ (الف) ملفوظ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ص ۴ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء (ب) مضمون مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار الفضل ص ۲، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ (ج) سیرۃ المہدی ۲/ ۷۷، روایت نمبر ۴۰۳۔ ۴۰۴

۵۲۲۔ (الف) سیرۃ المہدی ۲/ ۱۳۵، روایت نمبر ۴۴۴ (ب) ضمیمہ اربعین نمبر ۳۔ ۴ ص ۴، رخ ۱۷/ ۴۷۰۔ ۴۷۱ (ج) الہام مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت ۱/ ۶۰، مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۰۲

۵۲۳۔ (الف) اشتہارات مرزا قادیانی ستمبر ۱۸۸۶ء، تبلیغ رسالت ۱/ ۸۹، مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۳۰ (ب) تریاق القلوب ص ۷۰، رخ ۱۵/ ۲۸۷ (ج) ایضاً ص ۳۴، رخ ۱۵/ ۲۰۱

۵۲۴۔ (الف) البروج۔ ۱۶ (ب) سیرۃ المہدی ۱/ ۲۷۷، روایت نمبر ۲۹۰ (ج) الہام مرزا قادیانی مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء، تبلیغ رسالت ۳/ ۱۸۶، مجموعہ اشتہارات ۲/ ۱۱۵۔ ۱۱۶

۵۲۵۔ (الف) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۱۳، تبلیغ رسالت ۱/ ۲۷ (ب) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۱۶۔ ۱۱۷، تبلیغ رسالت ۱/ ۷۵۔ ۷۶ (ج) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ یکم ستمبر ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۲۵۔ ۱۲۶، تبلیغ رسالت ۱/ ۸۴۔ ۸۵

۵۲۶۔ (الف) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۷ء، مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۴۱، تبلیغ رسالت ۱/ ۹۹ (ب) سیرۃ المہدی ۱/ ۱۳، روایت نمبر ۱۹ (ج) مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی بہ نام حکیم نورالدین مورخہ ۴ نومبر ۱۸۸۹ء مکتوبات احمدیہ ۵/ ۱۲۸، نمبر ۲

۵۲۷۔ (الف) مکتوب مرزا قادیانی بہ نام حکیم نورالدین بھیروی مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء، مکتوبات احمدیہ ۵/ ۵۔ ۶ نمبر ۲ (ب) ایضاً۔ مورخہ ۲۰ جون ۱۸۸۶ء، مکتوبات احمدیہ ۵/ ۸ نمبر ۲ (ج) ملفوظات مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۲۰ء

۵۲۸۔ (الف) یونس۔ ۱۰۷ (ب) ابراہیم۔ ۴۷ (ج) مجموعہ اشتہارات ۱/ ۱۹۱۔ ۱۹۲ حاشیہ

۵۲۹۔ (الف) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، رخ ۱۱/ ۳۳۷ (ب) اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ''انعامی چار ہزاری'' مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء، مجموعہ اشتہارات ۲/ ۱۱۵۔ ۱۱۶، تبلیغ رسالت ۳/ ۱۸۶ (ج) اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء (د) اربعین نمبر ۳، ۳۶، رخ ۱۷/ ۳۸۵

۵۳۰۔ (الف) تریاق القلوب ص ۴۳، رخ ۱۵/ ۲۲۱ (ب) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۸۷، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۲۷ (ج) حقیقۃ الوحی نشان نمبر ۱۴۱ ص ۲۱۸ (د) ملفوظات احمدیہ ۹/ ۴۴۰، ملفوظ مرزا قادیانی مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء

۵۳۱۔ (الف) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ملخصاً ۳/ ۵۵۷۔ ۵۶۰، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۱۳۔ ۱۱۶ ملخصاً (ب) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۹۱، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۳۱ (ج) چشمہ معرفت ص ۳۲۱۔ ۳۲۲، رخ ۲۳/ ۳۳۶۔ ۳۳۷

۵۳۲۔ (الف) رد قادیانیت کے زریں اصول: مقدمہ علامہ خالد محمود ص ۱۱۱ (ب) اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۲۰، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۷۸۔ ۵۷۹ (ج) ایضاً

۵۳۳۔ (الف) سیرۃ المہدی ۱/ ۱۱، روایت نمبر ۱۲ (ب) بیان مفتی محمد صادق قادیانی مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۴ء (ج) مضمون قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیانی ''یادِ ایام'' مندرجہ اخبار الحکم خاص نمبر، جلد ۳۷، نمبر ۱۸۔ ۱۹، مورخہ ۲۱۔ ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء

۵۳۴۔ (الف) بیان میر ناصر خسر مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ ''حیات ناصر'' ص ۱۴ مولفہ شیخ یعقوب عرفانی قادیانی (ب) بہ مطابق حاشیہ نمبر ۵۲۹/ ب (ج) بہ مطابق حاشیہ نمبر ۵۳۲/ ب (د) اشتہار مرزا قادیانی بہ عنوان ''خدا سچے کا حامی ہو'' مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ۳/ ۵۵۷۔ ۵۶۰، تبلیغ رسالت ۱۰/ ۱۱۳۔ ۱۱۶

پاکستان میں اردو سیرت نگاری کے حوالے سے ایک حوالہ جاتی دستاویز

پاکستان میں اردو سیرت نگاری

ایک تعارفی مطالعہ

پاکستان میں اردو سیرت نگاری کے آغاز، اس کے ارتقاء، ساٹھ سالہ دور میں لکھی جانے والی ڈیڑھ سو کے قریب اہم کتب اور مجلات کی خاص اشاعتوں کا تعارف

سید عزیز الرحمٰن

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز